SamarHanif.com

جدید دو رنگہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

عربی علمِ صرف کی مشہور درسی کتاب "علم الصیغة" کا ترجمہ

(اُردو)

عِلْمُ الصِّیغَة

مع

ضروری فوائد و تشریحات

تالیف
حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح و تحقیق
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ
مفتی اعظم پاکستان

اِدارۃ المعارِف کراچی ۱۴

SamarHanif.com

0302-4201342

جدید واضح کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

عبد الحفیظ
26-04-2018

عربی علمِ صرف کی مشہور درسی کتاب "علم الصیغة" کا ترجمہ

عِلمُ الصِّیغہ (اردو)

مع

ضروری فوائد و تشریحات

SamarHanif.com

تالیف

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح و تحقیق

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

مفتی اعظم پاکستان

ادارۃ المعارف کراچی

SamarHanif.com

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ادارۃ المعارف کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : محمد مشتاق سنی

طبع جدید : صفر ۱۴۳۸ھ - نومبر ۲۰۱۶ء

مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر : ادارۃ المعارف کراچی

SamarHanif.com

ملنے کے پتے:

ادارۃ المعارف کراچی

احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی

فون: 021-35123161 , 021-35032020

موبائل: 0300 - 2831960

ای میل: imaarif@live.com

* مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
* دار الاشاعت، اردو بازار کراچی
* ادارہ اسلامیات، انار کلی، لاہور
* بیت الکتب، گلشن اقبال، کراچی
* مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن، کراچی

SamarHanif.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر	۵
تقریظ، از جناب مولانا محمد یوسف صاحب بنوری قدس سرہ العزیز	٦
پیش لفظ، از مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ العزیز	٧
عرضِ مترجم	٩
ترجمہ کے التزامات	١٠
حواشی کے التزامات	١١
مقدمہ، از جناب مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی	١٢
علم الاشتقاق (تعریف، موضوع، غرض وغایت)	١٢
علم الصرف (تعریف، موضوع، غرض وغایت)	١٤
فنِ صرف کا مدوّن اوّل (ایک نئی تحقیق)	١۵
مصنف علم الصیغہ کے حالاتِ زندگی	١٦
حُسْنُ الصِّبْغَة ترجمہ اردو علم الصیغہ	١٩
مقدمہ (تقسیم کلمہ اور اس کی اقسام کا بیان)	١٩
بابِ اوّل، صیغوں کا بیان	٢٣
فصلِ اول، افعال کی گردانیں	٢٣
فصلِ دوم، اسمائے مشتقہ کا بیان	٢٩
نظم، (مصادر ثلاثی مجرد کے اَوزان)	٣٢

مضامین	صفحہ نمبر
باب دوم، ابواب کا بیان	٣۵
فصلِ اول، ابواب ثلاثی مجرد	٣۵
فصلِ دوم، ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق	٣٦
فائے افتعال کے قواعد	٣٨
عین افتعال کا قاعدہ	٣٨
فصلِ سوم، رباعی مجرد و مزید فیہ	٤٢
فصلِ چہارم، ثلاثی مزید فیہ ملحق	٤٣
فائدہ (باب تَمَفْعُلٌ کی تحقیق)	٤۵
قاعدہ (مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات کا قانون)	٤٦
ابواب غیر ثلاثی مجرد میں عین مضارع کی حرکات کا قاعدہ	٤٧
بابِ سوم، مہموز، معتل، اور مضاعف کا بیان	٤٨
فصلِ اوّل، مہموز کا بیان	٤٨
قسمِ اوّل، تخفیف ہمزہ کے قواعد	٤٨
قسمِ دوم، مہموز کی گردانیں	۵٠
فصل دوم، معتل کا بیان	۵٣
قسمِ اوّل، معتل کے قواعد	۵٣
قسمِ دوم، مثال کی گردانیں	٦٢
قسمِ سوم، اَجْوَف کی گردانیں	٦٣

SamarHanif.com

SamarHanif.com

مضامین	صفحہ نمبر
قسمِ چہارم، ناقص ولفیف کی گردانیں	۷۲
قسمِ پنجم، مرکباتِ مہموز و معتل	۸۸
فصل سوم، مضاعف کا بیان	۹۳
قسمِ اول، مضاعف کے قواعد اور گردانیں	۹۳
قسم ثانی، مرکبات مضاعف و مہموز و معتل	۹۶
فائدہ (یَرْمَلُوْنَ کا قاعدہ)	۹۷
فائدہ (حروف شمسیہ وقمریہ کا بیان)	۹۸
بابِ چہارم در افاداتِ نافعہ	۹۸
دفع شدوذِ اَرْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ	۹۸
دفع شدوذِ اَبیٰ یَأْبیٰ	۱۰۱
دفع شدوذِ کُلْ وخُذْ و مُرْ	۱۰۱

مضامین	صفحہ نمبر
قلبِ مکانی کا بیان	۱۰۲
دفع شدوذ لَمْ یَكُ	۱۰۳
دفع شدوذ اِتَّخَذَ	۱۰۴
تحقیق اصالت وفرعیتِ مصدر	۱۰۴
افادہ، تحقیق در حذفِ نونِ ثقیلہ	۱۰۹
خاتمہ، قرآن شریف کے مشکل صیغوں کا بیان	۱۱۱
قاعدہ، کَتِفٌ وغیرہ کا قانون	۱۱۳
حکایت (صیغہ آسمان کا بیان)	۱۱۶
قاعدہ (کُمْ، ھُمْ، تُمْ کا قانون)	۱۲۲
حُجْرَۃٌ و کِسْرَۃٌ و تَمْرَۃٌ وغیرہ کے قواعد	۱۲۴
تاریخی نام نکالنے کا طریقہ (حاشیہ نمبر ۱۱ پر)	۱۲۵

SamarHanif.com

SamarHanif.com

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد، قرآن وحدیث کا سمجھنا قدیم عربی جاننے پر موقوف ہے جس کے لیے صرف، نحو اور اشتقاق وغیرہ مختلف فنون کا سیکھنا ضروری ہے۔ اہل اسلام نے قرآن وحدیث کے تمام تصحیح خدوخال کی حفاظت کی خاطر ان سے متعلق جملہ فنون کو بھی محفوظ کر رکھا ہے اور عربی کے بعد ان تمام فنون کا ذخیرہ صرف فارسی زبان میں موجود ہے مگر اب جب کہ فارسی زبان مدارس میں لازم نہیں رہی، طلبہ کے لئے فارسی کتابوں سے استفادہ مشکل ہو گیا ہے، خصوصاً بیرونی ممالک سے آنے والے طلبہ کے لئے تو بہت ہی دشوار ہے۔ اسی دشواری کے پیشِ نظر صرف ونحو کی فارسی کتابوں کو اردو میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ زیر نظر کتاب فن صرف کی مشہور ومعروف کتاب علم الصیغہ کا عام فہم اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔ علم الصیغہ تمام مدارس عربیہ میں مقبول اور داخلِ نصاب ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی نے علم الصیغہ کا سلیس اردو میں ترجمہ اور حواشی اس زمانے میں تالیف فرمائے تھے جب آپ دارالعلوم کراچی میں نحو وصرف کا درس نہایت ذوق وشوق اور محنت وتحقیق سے دیا کرتے تھے، لہٰذا ترجمہ میں طلبہ کی ضرورتوں کا جو اندازہ آپ کر سکتے ہیں وہ غیر مدرس کے لیے ممکن نہیں۔ ساتھ ہی آپ نے علم الصَّرف پر ایک بصیرت افروز مقدمہ بھی قلم بند فرمایا ہے۔

اس سے قبل ایک اور ادارہ نے یہ کتاب شائع کی تھی جس کے غالباً کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں مگر مانگ زیادہ ہے۔ طلبہ کی سہولت کے لیے "ادارۃ المعارف کراچی" نے حضرت مؤلف کی اجازت سے اس کتاب کا جدید نظر ثانی شدہ (۱) ایڈیشن آفسٹ پر طبع کرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے نافع بنا کر شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

طالب دعا

محمد مشتاق سنی

خادم ادارۃ المعارف کراچی

۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

---

(۱) اب اس ایڈیشن میں ہم طلبہ کی دلچسپی اور سہولت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کتاب کو کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ دو کلر میں طبع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبولیت سے نوازے، آمین۔ ناشر۔ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

SamarHanif.com

تقریظ

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ العزیز

بانی مدرسہ عربیہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد! فہم القرآن کے لیے علوم عربیت کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہے۔ ان علوم میں مہارت کے بغیر فہم القرآن کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے۔ ان علوم عربیت میں علم الصیغہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قدماء متاخرین نے ہر دور میں عمدہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، لیکن متاخرین کی تصانیف میں دو کتابیں بے نظیر ہیں: (۱) صرف میر (۲) علم الصیغہ۔ صرف میر کا فخر خراسان کے ایک محقق ذکی میر سید شریف جرجانی کو حاصل ہے اور علم الصیغہ متحدہ ہندوستان کے ایک مرد مجاہد جو قاموس فیروز آبادی کے حافظ تھے اس کا سہرا ان کے سر باندھا گیا ہے۔ علم الصیغہ میں قوانین صرفی کا جس خوبی و جامعیت سے استقصاء کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ہے۔ قوانین زُرّادی و دستور المبتدی، تصریف زُنجانی و شافیہ ابن حاجب وغیرہ فارسی عربی، اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ یہ کتاب متحدہ ہندوستان کے درس نظامی کی اہم درسی کتاب تھی اور نصاب میں داخل تھی۔ اس زمانے میں فارسی زبان ہندوستان کی سرکاری اور علمی زبان تھی اس لئے مصنف مرحوم نے فارسی میں لکھی تھی۔

وہ دور ختم ہوگیا۔ فارسی سے تعلق بھی ختم ہوگیا یا کمزور ہوگیا ضرورت تھی کہ ملک کی عام مروجہ علمی زبان میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔

برادر محترم عزیز: مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی زیدفیضہ، مدرس دار العلوم کراچی خلف الصدق حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے محنت کر کے شگفتہ پاکیزہ اردو میں اس کو منتقل کیا اور طلبہ درسِ نظامی پر احسان کیا اور ساتھ ہی عمدہ مقدمہ تحریر فرمایا جو نہایت بصیرت افروز ہے۔

برادر موصوف کی خدمت کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید توفیق عطا فرمائے تاکہ اس قسم کے علمی جواہرات سے طلبہ کے دامن کو مالا مال کریں۔ میں اس ترجمہ کا حسب ذیل نام تجویز کرتا ہوں "حسن السیغۃ ترجمہ اردو علم الصیغۃ" یا "حسن الصبغۃ ترجمہ اردو علم الصیغہ"۔

واللہ سبحانہ ولی التوفیق والھدایۃ، وھو حسبنا ونعم الوکیل۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

یکم رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

SamarHanif.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

مفتئ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ دارالعلوم کراچی

عربی زبان کی ایک حیثیت تو وہی ہے جو عام زبانوں کی ہوتی ہے کہ وہ کسی خطہ زمین میں بولی جاتی ہے اور اس خطہ والوں کے افہام وتفہیم اور اپنی ضروریات کے بیان کا ذریعہ ہے۔

عربی زبان بھی حجاز، عراق، شام، مصر، الجزائر وغیرہ اسلامی ممالک کی زبان ہے۔ ان ممالک سے رابطہ قائم رکھنا عام دنیا کے لئے ایک انسانی ضرورت ہے اور مسلمانوں کے لئے انسانی ضرورت کے ساتھ اسلامی ضرورت بھی ہے کہ اسلامی برادری کے روابط اسی سے مستحکم ہو سکتے ہیں۔

دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ قرآن اور رسول قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے اور قرآن عربی زبان کی ایک معیاری کتاب ہے اور اس کی فصاحت وبلاغت ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

پہلی حیثیت سے عربی زبان کا سیکھنا سکھانا، بولنا اور لکھنا شاید دنیا کی سب زبانوں سے زیادہ سہل اور آسان ہے۔ چند مہینے کی معمولی محنت سے ایک انسان اس پر قابو پالیتا ہے۔

خصوصاً تعلیم زبان کا طریقہ بالمباشرۃ (ڈائرکٹ میتھڈ) جس کو جدید طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ دراصل کسی زبان کے سیکھنے سکھانے کا فطری اصلی اور قدیم ترین طریقہ یہ ہی ہے۔ اس طریقہ سے بڑی آسانی کے ساتھ تھوڑی مدت میں انسان وہ عربی سمجھ لیتا ہے اور بولنے لگتا ہے جس کی ضرورت موجودہ عربوں سے گفتگو اور معاملات کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے لئے نہ علمِ صرف ونحو (گرائمر) سیکھنے کی ضرورت ہے۔ نہ اشتقاق اور ترکیب کی دقیق بحثوں کی، نہ علوم فصاحت وبلاغت کی۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ عربی زبان کے اصلی لغات اور ان کے طرق استعمال سے واقفیت حاصل کرے بلکہ اس وقت کے بدلے ہوئے جدید لغات اور محاورات کا یاد کر لینا کافی ہے۔

لیکن عربی زبان کی دوسری حیثیت کہ وہ قرآن کی زبان ہے اور قرآن فہمی اس کے بغیر ممکن نہیں اس کے لئے صرف چند لغات ومحاورات یاد کر لینا اور موجودہ عربوں سے تخاطب سیکھ لینا قطعاً کافی نہیں، اس کے لئے قدیم عربی زبان میں پوری مہارت حاصل ہونا شرطِ لازم ہے۔ اس کے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے۔ اور یہ مہارت موجودہ زمانے میں اس پر موقوف ہے کہ علمِ اشتقاق، علمِ صرف، علمِ نحو، معانی، بیان، بدیع وغیرہ فنون میں مہارت پیدا کی جائے۔ ان فنون میں مہارت کے بغیر قرآن فہمی کا دعویٰ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

SamarHanif.com

آج کے عرب جن کی مادری زبان عربی ہے وہ بھی قرآن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ان تمام فنون کے محتاج ہیں اس وجہ سے قرآن کریم کی تمام عربی تفاسیر اور شروح حدیث ان فنون کی بحثوں سے لبریز ہیں۔

آج کل ہمارے بہت سے نوتعلیم یافتہ بھائی ان دو حیثیتوں میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بڑے مغالطوں میں پڑ جاتے ہیں۔ مدارس اسلامیہ عربیہ میں جو صرف ونحو کی تعلیم کا طریقہ مروج ہے اس کو فضول اور لایعنی سمجھتے ہیں بلکہ اس قدیم طریق کا مذاق اڑاتے ہیں۔ وجہ وہ ہی ناواقفیت ہے کہ انہوں نے عام عربی اور قرآن فہمی کی عربی میں فرق نہیں پہچانا، کیونکہ ان کو عموماً قرآن فہمی کی ضرورت کا تو احساس نہیں وہ تو صرف اتنی عربی کو عربی زبان سمجھتے ہیں جس سے مروجہ عربی بولنا، لکھنا آجائے۔

مگر مدارس عربیہ دینیہ میں اس کے بالکل برعکس، اصل مقصود قرآن فہمی کی زبان عربی حاصل کرنا ہے اور اس کا حصول علوم اشتقاق، صرف، نحو، لغت، معانی، بیان وغیرہ کے بغیر ناممکن ہے اسی لئے درس نظامی میں صرف ونحو کی کتابوں پر خاصا زور دیا جاتا ہے۔

علم صرف کے لئے درس نظامی میں چند کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں علم الصیغہ سب سے زیادہ جامع اور بے نظیر کتاب اپنے مصنف کی ایک کرامت کا درجہ رکھتی ہے کہ جزیرہ انڈمین (کالا پانی) کی قید میں جہاں کوئی کتاب پاس نہیں تھی۔ ایسی جامع کتاب محض اپنی یادداشت سے تصنیف فرمادی۔

قدیم مشترکہ ہندوستان کی علمی اور دفتری زبان چونکہ فارسی تھی، مصنف نے اس کتاب کو بھی فارسی میں لکھا تھا، مگر اب فارسی زبان تقریباً متروک ہوگئی، تو اب مبتدی طلبہ پر دوہری مشقت ہوگئی کہ پہلے کتاب سمجھنے کے لئے فارسی زبان سیکھیں، پھر اس کے ذریعے عربی کا علم صرف حاصل کریں۔ اس لئے ضرورت عرصے سے محسوس ہو رہی تھی کہ صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں جو فارسی زبان میں ہیں، ان کو سلیس اردو میں منتقل کر دیا جائے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر برخوردار عزیز مولوی **محمد رفیع سلمہ**، مدرس دارالعلوم کراچی، نے علم الصیغہ کا سلیس اردو ترجمہ اور توضیح کے لئے حواشی لکھ کر طلبہ کے لئے یہ منزل آسان کردی۔ جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔

عزیز موصوف نے میرے مشورے ہی سے یہ کام کیا ہے، مگر اتفاقاً اس کے دیکھنے کی نوبت اس وقت آئی جب اس کو مکمل کرکے مع مقدمہ کے میرے سامنے پیش کیا۔

کتاب کو مختلف مقامات سے اور مقدمہ کو باستیعاب دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ برخوردار عزیز کی یہ تصنیف اندازے سے زیادہ بہتر صورت میں سامنے آئی۔

ماشاءاللہ ترجمہ سلیس اور حواشی نہایت مفید ہیں۔ ان کے ساتھ ایک مقدمہ نہایت بصیرت افروز شامل کیا ہے جو اس فن کے پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے بڑا قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب کو حسن قبول اور عزیز مصنف سلمہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اخلاص کامل کے ساتھ خدمت علم دین کے لئے موفق فرمائے۔

میرے نزدیک اب عربی مدارس میں فارسی علم الصیغہ کے بجائے اس کی تعلیم زیادہ مفید اور طلبہ کے لئے آسان ہوگی۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دارالعلوم کراچی
۲ رمضان ۱۳۸۷ھ

SamarHanif.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ مترجم

جب مسلمانانِ ہند کی علمی زبان فارسی تھی طالب علم کو فارسی سکھانے اور اس میں کمال پیدا کرنے کے بعد ہی درس نظامی میں داخل کیا جاتا تھا۔ اور عربی نحو وصرف کی ابتدائی کتابیں بھی فارسی میں اسی لئے رکھی گئی تھی کہ یہ طلبہ کی آسان ترین زبان تھی۔ پھر عربی میں شد بد پیدا ہو جانے کے بعد نحو میں ہدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ اور صرف میں زنجانی، مراح الارواح اور شافیہ وغیرہ پڑھائی جاتی تھیں جو عربی زبان میں ہیں۔

اردو ترجمہ کی ضرورت

مگر اب اتفاق سے ہمارے مدارس میں فارسی زبان سکھانے کا وہ اہتمام باقی نہیں رہا۔ بلکہ بیشتر مدارس میں تو درجۂ فارسی ختم ہی کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ اردو مدارس ابتدائیہ نے لے لی ہے۔ ادھر علم صرف کی عربی کتابیں جو اوپر کے درجات میں پڑھائی جاتی تھیں وہ بھی سوء اتفاق سے اب بہت کم پڑھائی جاتی ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ علم صرف کی محض فارسی کتب پر انحصار ہو گیا ہے مگر فارسی سکھانے کا اہتمام باقی نہیں رہا۔ چنانچہ نحو وصرف کی ان فارسی کتابوں میں ایسے طلبہ کی کافی تعداد شریک درس ہوتی ہے جو فارسی بالکل نہیں جانتے۔ بلکہ اب تو پاکستان کے عربی مدارس میں انڈونیشیا، ملایا اور افریقہ کے طلبہ بھی بکثرت آ رہے ہیں جنہیں فارسی سے دور کا واسطہ بھی کبھی نہیں ہوتا۔ وہ اردو کو بھی بوجہ ذریعہ تعلیم ہونے کے مشکل سے کچھ سیکھتے ہیں۔

اس صورت حال سے ایک طرف تو ایسے طلبہ درس میں مسلسل ضیق محسوس کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف علم صرف میں ان کی استعداد بہت ناقص رہ جاتی ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ نحو میں تو ہدایۃ النحو اور کافیہ وغیرہ جو عربی میں ہیں پڑھ بھی لیتے ہیں مگر صرف میں ان کی تعلیم فارسی زبان کی کتابوں پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔

اسی صورت حال کے پیش نظر ۱۳۷۹ھ میں جب کہ میں علم الصیغہ کا درس دیا کرتا تھا میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم صدر دار العلوم کراچی نے حکم دیا کہ میں علم الصیغہ کا اردو میں ایسا ترجمہ کر دوں جو فارسی نہ جاننے والے طلبہ کو اصل کی جگہ پڑھایا جا سکے۔

اگرچہ علم صرف کی کتابیں اردو میں پہلے سے موجود ہیں مگر طلبہ کو جو قدرتی لگاؤ علم الصیغہ سے ہے وہ ان سے نہیں۔ بناء بریں اپنی بے بضاعتی کے باوجود تعمیل ارشاد کے لئے میں نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا اور اگلے سال علم الصیغہ اس مصلحت سے دوبارہ پڑھائی کہ ترجمہ کی زبان میں طلبہ کی نفسیات کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھی جا سکے۔

SamarHanif.com

تکمیل کے بعد مسودہ بعض ایسے اساتذہ کے مطالعہ میں رہا جو علم الصیغہ کا درس دیتے تھے انہوں نے بھی زمانہ درس میں مسودہ پر تنقیدی نظر کی جس سے میں نے نظر ثانی میں استفادہ کیا۔

بعض اساتذہ نے یہ مشورہ دیا کہ اس پر ایک حاشیہ بھی اردو میں ضرور لکھا جائے کیونکہ بہت سے مقامات کی طرف اصل کتاب کے فارسی حاشیہ میں توجہ نہیں کی گئی ہے اور محض ترجمہ سے بھی ان کا حل کما حقہٗ نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا میں نے بنام خدا حواشی لکھنا شروع کئے اور ساتھ ہی ترجمہ پر نظر ثالث بھی کرتا گیا۔ اس طرح بحمد اللہ ایک جامع حاشیہ بھی ۱۳۸۶ھ میں مکمل ہو گیا۔ اور اب بوقت طباعت ایک مقدمہ کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جس میں علم صرف اور علم اشتقاق کا تعارف، اس کی تاریخ اور مصنف کے حالات زندگی اختصار کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔

چونکہ خود میں نے یہ ترجمہ علم الصیغہ کی تدریس کے زمانہ میں کیا اور بعد میں علم الصیغہ پڑھانے والے اساتذہ کے مطالعہ میں مسودہ تقریباً تین سال تک رہا اس لئے ترجمہ اور حواشی میں طلبہ کی نفسیات کی رعایت بڑی حد تک ہو گئی ہے۔

ابتداء سے اس کا لحاظ بطور خاص رکھا گیا ہے کہ جن مدارس عربیہ میں فارسی زبان نہیں سکھائی جاتی وہاں اسے اصل کتاب کی جگہ داخل نصاب کیا جا سکے۔ بلکہ یہ بھی ہو سکے کہ ایک ہی جماعت میں فارسی جاننے والے طلبہ کے پاس فارسی نسخہ ہو اور نہ جاننے والوں کے پاس اردو نسخہ۔ مگر استاذ کی ایک ہی تقریر دونوں قسم کے طلبہ کے لئے کافی ہو۔ اور جن مدارس میں اصل کتاب داخل نصاب ہے ان میں یہ ترجمہ اور حواشی طلبہ و اساتذہ کے لئے مکمل شرح کا کام دے سکیں۔

SamarHanif.com

ترجمہ کے التزامات

چنانچہ ترجمہ میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے:

(۱)...... اصل کتاب کے نفس مفہوم میں ادنیٰ تغیر واقع نہ ہو۔

(۲)...... ترجمہ اصل عبارت کی بہ نسبت زیادہ طویل نہ ہو۔ اسی لئے ترجمہ میں احقر نے اصل کتاب پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ البتہ چند مخصوص مقامات پر جہاں اضافہ ناگزیر تھا، قوسین میں ایک یا دو لفظ بڑھا دیئے ہیں۔

(۳)...... اصل اور ترجمہ کا اسلوب بیان مناسب حد تک ہم آہنگ رہے۔

(۴)...... تاہم اس بات کی سعی بلیغ کی گئی ہے کہ ترجمہ زیادہ سے زیادہ سلیس اور بامحاورہ ہو لیکن کئی جگہ طلبہ کی آسانی کو ترجیح دیتے ہوئے اردو محاورہ ترک کر دیا گیا ہے۔

(۵)...... کئی مقامات پر محاورہ اس لئے ترک کرنا پڑا کہ مصنف نے وہاں لفظی رعایتوں سے بعض نکتوں کی طرف اشارے کئے ہیں۔ اردو محاورے میں وہ رعایتیں باقی نہ رہ سکتی تھیں۔

(۶)...... مصنف کی عبارت میں جو عربی الفاظ اور ترکیبیں آ گئی ہیں ان میں سے اکثر کا ترجمہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ بعینہٖ بآسانی کھپ گئی ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ طلبہ عربی الفاظ اور ترکیبوں سے غیر مانوس نہ رہیں۔ نیز اصل اور ترجمہ کے اسلوب میں ہم آہنگی برقرار رہے۔

SamarHanif.com

حواشی کے التزامات

حواشی میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے:

(۱)...... ان حل طلب مقامات کی تشریح خاص طور سے کی گئی ہے جہاں فارسی حاشیہ خاموش ہے۔ باقی مقامات میں بھی ضرورت کے ہر موقع پر حاشیہ دیا گیا ہے۔

(۲)...... اصل کتاب سے زائد نکات اور غیر ضروری عقلی دلائل سے اجتناب کیا گیا ہے، جن حضرات کو وہ مطلوب ہوں وہ فارسی حاشیہ کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں۔

(۳)...... جو تعلیلات اور قواعد کتاب میں پیچھے گذر چکے ہیں یا تعلیلات ایسی واضح تھیں کہ پیچھے گذرے ہوئے قواعد کی روشنی میں وہ طالب علم کو خود ہی بیان کرنی چاہئیں ان کا اعادہ حواشی میں حتی الامکان نہیں کیا گیا، تا کہ طلبہ حاشیہ پر غیر ضروری اعتماد کرنے کی بجائے اپنے ذہن اور حافظہ پر اعتماد کرنے کی عادت پیدا کریں۔

(۴)...... اسی مصلحت سے جن گردانوں کو مصنف نے ناتمام ذکر کیا ہے ہم نے بھی ان کے باقی صیغے بیان کرنے سے احتراز کیا ہے۔ حضرات اساتذہ سے بھی گذارش ہے کہ وہ بھی یہ گردانیں ازخود نہ بتائیں بلکہ طلبہ ہی سے باری باری نکلوائیں۔

SamarHanif.com

رموز حواشی

(۱)...... رف...... خود راقم مراد ہے رفیع کا مخفف ہے۔

(۲)...... حاشیہ...... اصل کتاب کا فارسی حاشیہ مراد ہے۔

(۳)...... شیخ الہند...... حضرت مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند کا ترجمۂ قرآن مراد ہے۔

باقی کتابوں کے حوالے ان کے پورے ناموں کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ وہو الموفق۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو شرف قبول اور افادۂ عام عطا فرما کر اس خطا کار کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین۔

هو المستعان وعليه التكلان وهو حسبي ونعم الوكيل۔

محمد رفیع عثمانی

خادم طلبہ دار العلوم کراچی

۲۴ شعبان ۱۳۸۷ھ

SamarHanif.com

مقدمہ

ازجناب حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

استاذ جامعہ دار العلوم کراچی

نحمده ونصلی علی سوله الكريم وعلى اله واصحابه اجمعين۔

''علم الصیغہ'' دوفنون پر مشتمل ہے: ایک علمِ صرف اور دوسرا علم اشتقاق ۔ یہ دونوں الگ الگ فن [1] ہیں، لیکن دونوں کے تقارب یا علمِ اشتقاق کے قواعد کی قلت کے باعث مصنفین دونوں فن ملا کر ایک ہی کتاب میں بیان کرتے ہیں جیسا کہ صاحب علم الصیغہ نے کیا۔ حتی کہ بعض کو تو یہ وہم ہو گیا کہ یہ ایک ہی فن کے دو نام ہیں، اور شاید اسی توہم کی بنا پر بعض مصنفین نے ''علم الصرف'' کی تعریف وہ کی ہے جو علم الاشتقاق کی تعریف ہے، کما فعلہ الزنجانی، بنابریں مناسب یہ ہے کہ ہم یہاں دونوں علموں کا تعارف پیش کریں۔

علم الاشتقاق

تعریفہ: هُوَ عِلْمٌ بِتَحْوِيْلِ الْاَصْلِ الْوَاحِدِ اِلٰى اَمْثِلَةٍ مُخْتَلِفَةٍ لِمَعَانٍ مَقْصُوْدَةٍ [2]

تحویل، پھیرنا، متغیر کرنا۔ الاصل الواحد، یعنی وہ لفظ جو دوسرے کلمات ومشتقات کا مادہ یعنی مشتق منہ ہو۔ پھر بصریین [3] کے نزدیک وہ اصل یعنی مشتق منہ مصدر ہے اور کوفیین کے نزدیک فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں المصدر یا الفعل الماضی کی بجائے لفظ الاصل اسی واسطے لائے ہیں کہ تعریف دونوں مذہبوں کے مطابق صحیح ہو جائے۔

(۱) کما صرح بہ صاحب کشف الظنون وصاحب مفتاح السعادۃ۔ رف

(۲) ھذا التعریف ھو الذی ذکرہ الزنجانی لعلم الصرف وانما ھو تعریف لعلم الاشتقاق کما صرّح بہ عیسی السیروی صاحب روح الشروح وھو شرح جلیل علی تالیف امامنا الاعظم ابی حنیفۃ رحمہ اللہ المسمّٰی بالمقصود فی التصریف ص۹، (مطبعۃ مصطفی البابی مصر ۱۳۵۹ھ)۔

(۳) علم صرف، اشتقاق اور علم نحو کی ضرورت اس وقت محسوس کی گئی جب اسلام اور قرآن عجم میں پھیلے، بصرہ اور کوفہ دونوں عراق کے مشہور شہر ہیں۔ علم صرف ونحو کا چرچا سب سے پہلے انہیں شہروں میں ہوا علماء بصرہ کو بصریین اور علماء کوفہ کو کوفیین کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ منہ۔

نوٹ:۔ مصدر اصل (مشتق منہ) ہے یا فعل؟ اس مسئلہ میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف فریقین کے مفصل دلائل کے ساتھ اسی کتاب کے باب چہارم (افادات نافعہ) میں شرح وبسط کے ساتھ بیان ہوگا۔ رف

اَمْثِلَـةٍ، مثال کی جمع ہے یہاں اصل واحد کی فروع مراد ہیں۔ یعنی ماضی، مضارع، امر، نہی، نفی جحد، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ اور اسم تفضیل کے صیغے۔ اور فروع کو اَمْثِلَة سے اس لئے تعبیر کیا کہ ایک اصل کی تمام فروع میں حروف اصلیہ مشترک ہونے کے اعتبار سے ان میں تماثل ہوتا ہے۔

مختلفةٍ: یعنی وہ فروع اگرچہ مادہ کے اعتبار سے متماثل ہوتی ہیں لیکن صورت اور معنی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً ضَارِبٌ اور مَضْرُوْبٌ کہ یہ دونوں ض، ر، ب میں تو متماثل ہیں لیکن صورت اور معنی میں مختلف ہیں کہ اول بروزن فَاعِلٌ ہے اور ثانی بروزن مَفْعُوْلٌ اور معنی بھی دونوں کے مختلف ہیں۔

لِمَعَـانٍ مَقْصُوْدَةٍ: جار ومجرور تحویل کے متعلق ہیں یعنی تحویل امثلہ مختلفہ کی طرف اس لئے ہوتی ہے کہ ان معانی پر دلالت ہو سکے جو ان امثلہ یعنی صیغوں سے مقصود ہیں۔ مثلاً ضرب سے ضارب اس لئے بنایا گیا کہ ضارب کے معنی مقصود یعنی فاعلیت پر دلالت ہو سکے اور مضروب اس لئے بنایا گیا کہ مضروب کے معنی مقصود یعنی مفعولیت پر دلالت ہو سکے۔

خلاصہ یہ کہ معانی مقصودہ سے مراد وہ معانی ہیں جن کے لئے وہ مختلف صیغے وضع ہوئے ہیں مثلاً ماضویت، مضارعیت، فاعلیت، مفعولیت، ظرفیت، آلیت، تفضیل، امر، نہی وغیرہ۔

حاصل تعریف یہ ہے کہ علم الاشتقاق وہ علم ہے جس میں ایک اصل لفظ سے ایسی فروع (صیغے) بنانے کا طریقہ معلوم ہو جو مادہ کے اعتبار سے متماثل اور صورت ومعنی کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

موضوعہ: مُفْرَدَاتُ [1] كَلَامِ الْعَرَبِ مِنْ حَيْثُ الْاَصَالَةِ وَالْفَرْعِيَّةِ فِي الْجَوْهَرِ

مفردات: یعنی کلمات لا من حیث وقوعها فی الترکیب، اس تفسیر کے مطابق لفظ مفردات کے ذریعہ علم نحو کے موضوع سے احتراز ہو گیا کیونکہ اس کا موضوع مرکبات بھی ہیں اور مفردات بھی مگر مفردات اس کا موضوع من حیث وقوعها فی الترکیب ہیں نہ کہ لا من حیث وقوعها فی الترکیب اس کی مزید توضیح علم صرف کی تعریف میں آگے آئے گی۔

من حیث الاصالة والفرعیة: یہ علم اللغۃ کے موضوع سے احتراز ہے کیونکہ اس کا موضوع مفردات من حیث الوضع للمعانی الجزئیة ہیں نہ کہ من حیث الاصالة والفرعیة اور علم اشتقاق کا موضوع مفردات من حیث الاصالة والفرعیة ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس علم کے قواعد میں یہ بتایا جاتا ہے کہ مفردات کے درمیان اصالت وفرعیت کیسے متحقق ہوتی ہے اصل کی اصالت اور فرع کی فرعیت کیسے پہچانی جاتی ہے؟ پھر انہی قواعد کی مدد سے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ فلاں لفظ مشتق ہے اور فلاں لفظ مشتق منہ۔

فی الجوهر: جوہر سے مراد وہ حروف تہجی ہیں جن سے کلمہ مرکب ہوا ہے۔ یہ قید صَرف کے موضوع سے احتراز ہے کیونکہ صَرف میں بھی اگرچہ اصالت وفرعیت بین المفردات سے بحث ہوتی ہے، مثلاً: یہ بتایا جاتا ہے کہ سَيِّدٌ اصل میں سَيْوِدٌ تھا فلاں قاعدہ کے مطابق فلاں تعلیل ہو کر سَيِّدٌ ہوا۔ یعنی سَيْوِدٌ صورت وہیئت کے اعتبار سے اصل ہے اور سَيِّدٌ اس کی فرعَ۔ مگر اصالت اور فرعیت کی یہ بحث صَرف میں باعتبار جوہر کے نہیں بلکہ باعتبار صورت وہیئت کے ہوتی ہے کہ صورت وہیئت کے اعتبار سے فلاں لفظ اصل اور فلاں اس کی فرع ہے جیسا کہ مثال سے واضح ہے۔ برخلاف علم اشتقاق کے کہ اس میں اصالت وفرعیت

(۱) من مفتاح السعادۃ ص ۱۱۱، ج ۱، ۔ وکشف الظنون ص ۱۰۷ ج ۱، بزیادۃ ایضاح۔ رف

SamarHanif.com

کی بحث باعتبار جوہر کے ہوتی ہے مثلاً یہ بتایا جاتا ہے کہ ضَارِب کے حروف اصلیہ ،ض ،ر ،ب ، ہیں اور الف زائد ہے۔ یعنی ضَرَبَ حروف کے اعتبار سے اصل (مشتق منہ) ہے اور ضَارِبٌ اس کی فرع یعنی مشتق ، یا مثلاً سَیِّدٌ کے حروف اصلیہ س، و، د ہیں اور باقی زائد ، یعنی سود حروف کے اعتبار سے اصل (مشتق منہ) اور سَیِّدٌ اس کی فرع یعنی مشتق ہے۔

خلاصہ یہ کہ علم اشتقاق میں یہ بحث نہیں ہوتی کہ لفظ کی اصلی صورت کیا ہے؟ اور فرعی صورت کیا؟ بلکہ یہ بحث ہوتی ہے کہ لفظ کے اصلی حروف کون سے ہیں؟ اور فرعی (زائد) حرف کون سے؟

غرضه: تَحْصِيْلُ مَلَكَةٍ يُعْرَفُ بِهَا الْاِنْتِسَابُ عَلٰى وَجْهِ الصَّوَابِ۔

یعنی علم اشتقاق کی غرض یہ ہے کہ ایسا ملکہ حاصل کرلیا جائے جس کے ذریعہ بعض کلمات کی طرف اصالت ، اور بعض کی طرف فرعیت کی نسبت صحیح طریقہ سے کی جاسکے۔

غایته: اَلْاِحْتِرَازُ عَنِ الْخَلَلِ فِي الْاِنْتِسَابِ۔

یعنی اس علم کی غایت یہ ہے کہ اس کی بدولت اصالت وفرعیت کی نسبت میں غلطی واقع ہونے سے احتراز ہوجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نسبت میں اگر غلطی واقع ہوجائے یعنی کسی لفظ کا مشتق منہ کسی ایسے لفظ کو سمجھ لیا جائے جو درحقیقت اس کا مشتق منہ نہیں تو الفاظ کے استعمال اور ان کے معانی سمجھنے میں لامحالہ غلطی واقع ہوگی۔

SamarHanif.com

علم الصَّرف

تعریفه: الصرف کو التصریف بھی کہتے ہیں اور دونوں کے لغوی معنی متغیر کرنے اور پھیرنے کے ہیں اور اصطلاحی[1] تعریف یہ ہے کہ هُوَ عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيْهِ عَنِ الْاَعْرَاضِ الذَّاتِيَةِ لِمُفْرَدَاتِ كَلَامِ الْعَرَبِ مِنْ حَيْثُ صُوَرِهَا وَهَيْئَاتِهَا كَالْاِعْلَالِ وَالْاِدْغَامِ۔

لِمُفْرَدَاتِ: یعنی ایسے کلمات جو ترکیب میں واقع نہ ہوئے ہوں یا اگر ترکیب میں واقع ہوئے بھی ہوں تو ان کی ترکیب ملحوظ نہ ہو۔ اس تفسیر کے مطابق لفظ مفردات کے ذریعہ علم نحو سے احتراز ہوگیا کیونکہ نحو میں مرکبات کے عوارض ذاتیہ سے اور ایسے مفردات کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے جن کا دوسرے کلمات کے ساتھ مرکب ہونا ملحوظ[2] ہو۔

كَلَامِ الْعَرَبِ: اگر محض صرفِ عربی کی تعریف مقصود ہو تو یہ قید دوسری زبانوں کے علم صرف سے احتراز ہے اور مطلق علمِ صَرف کی تعریف مقصود ہو تو یہ قید اتفاقی ہے۔ مِنْ حَيْثُ صُوَرِهَا، صور صورة کی جمع ہے ہیئت کو کہتے ہیں۔ اس قید کے ذریعے علم لغت سے احتراز ہے کیونکہ اس میں مفردات سے بحث من حیث الوضع للمعانی الجزئیة ہوتی ہے نہ کہ من حیث الصورة۔ نیز اسی قید کے ذریعہ علم استقاق سے بھی احتراز ہے کیونکہ اشتقاق میں مفردات سے بحث من حیث الجوهر ہوتی

---

(۱) کشف الظنون ص ۲۸۸ ج اول و مفتاح السعادة ص ۱۱۲ ج اول (طبع دکن)۔

(۲) کما ہو مصرح فی مفتاح السعادة فی ذکر النحو ص ۱۲۰ ج اول۔

SamarHanif.com

ہے جیسا کہ گزر چکا نہ کہ من حیث الصورۃ۔ وھیئاتھا، صورھا پر عطف تفسیری ہے۔ کالا علام والا دغام مفردات کے ان عوارضِ ذاتیہ کی مثال ہے جن سے اس فن میں بحث ہوتی ہے۔

تعریف کا حاصل یہ ہے کہ علمِ صرف ایسا علم ہے جس میں عربی کلمات مفردہ کے ان عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے جن کا تعلق کلمات کی صورت سے ہے نہ کہ جوہر یا معنیٰ وضعی سے۔ مثلاً یہ کہ قَالَ کی اصلی صورت قَوَلَ تھی قاعدہ کے مطابق تعلیل ہو کر قَالَ ہوگئی وغیرہ۔ اسی طرح ادغام، تخفیف، ابدال اور قلب مکانی اور کلمات کے اوزان وغیرہ کی بحثیں ہیں۔

موضوعہ: اَلْمُفْرَدَاتُ الْمَخْصُوْصَةُ مِنَ الْحَیْثِیَّةِ الْمَذْکُوْرَةِ۔

یعنی علمِ صرف کا موضوع مفردات کلام عرب من حیث الصورۃ ہیں۔

غرضہ: تَحْصِیْلُ مَلَکَةٍ یُعْرَفُ بِهَا مَاذُکِرَ مِنَ الْاَحْوَالِ

یعنی اس فن سے غرض یہ ہے کہ ایسا ملکہ حاصل کرلیا جائے جس کے ذریعہ مفردات کے احوال مذکورہ یعنی ان کے عوارض ذاتیہ من حیث الصورۃ پہچانے جاسکیں۔

غایتہ: اَلْاِحْتِرَازُ عَنِ الْخَطَاءِ مِنْ تِلْكَ الْجِهَاتِ۔

یعنی اس فن کی غایت یہ ہے کہ معرفتِ مذکورہ میں خطا اور غلطی سے اجتناب ہوجائے۔

فنِّ صرف کا مدوّنِ اوّل

قول مشہور یہ ہے کہ فن صرف کے مدوّن اول ابوعثمان بکر المازنی (متوفی ۲۴۶ھ یا ۲۴۹ھ) ہیں اور ان سے پہلے یہ الگ فن کی حیثیت سے مدون نہیں تھا بلکہ نحو ہی میں اس کے مسائل بھی ذکر کردیئے جاتے تھے۔

ابوعثمان المازنی رحمۃ اللہ علیہ علوم عربیہ کے ائمہ میں سے ہیں۔ اخفش کے شاگرد ہیں مگر علوم میں پختگی کا یہ عالم تھا کہ استاذ سے مناظرہ کیا کرتے تھے حتی کہ کئی مسائل میں استاذ کو لاجواب کردیا۔ ان کے بارے میں مبرّد کا قول ہے کہ سیبویہ کے بعد عثمان سے زیادہ نحو کا کوئی بڑا عالم نہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل تصانیف مشہور ہیں:

(۱) کتاب القرآن (۲) علل النحو (۳) تفاسیر کتاب سیبویہ
(۴) مایلحن فیہ العامۃ (۵) التصریف (۶) الالف واللام
(۷) العروض (۸) القوافی (۹) الدیباج فی کتاب سیبویہ۔

یہ تو قول مشہور تھا جو [1] کشف الظنون اور [2] مفتاح السعادۃ میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ناچیز کی تحقیق یہ ہے کہ فنّ صرف کے مدوِّن اوّل ابوعثمان المازنی رحمۃ اللہ علیہ نہیں بلکہ ان سے ایک صدی قبل امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) ہیں جو فقہ کے مدوّن اول ہونے کے علاوہ فن صرف میں بھی ایک مستقل رسالہ تصنیف فرما چکے تھے۔

(۱) دیکھئے ص ۲۸۸ ج اول (مطبعۃ العالم ۱۳۱۰ھ) (۲) ص ۱۱۳ تا ص ۱۱۴ ج اول (مطبعہ نظامیہ دکن)

SamarHanif.com

رسالہ کا نام ''المقصود'' ہے جو مصر کے مشہور مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی سے ١٣٥٩ھ مطابق ١٩٤٠ء میں طبع ہوا ہے۔ احقر کو یہ رسالہ مکہ مکرمہ میں ایک کتب فروش سے ١٣٨٤ھ میں ملا تھا۔

نہایت جامع، مختصر مگر واضح اور منضبط متن ہے، اس پر تین شرحیں بھی ساتھ ہی چھپی ہوئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(١)......المطلوب: اس کے مولف کا نام مذکور نہیں۔ معجمات کے مصنفین بھی شارح کے نام سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے ہیں، لیکن شارح نے اپنے دیباچہ میں جو حال ذکر کیا ہے اس سے اس بات کا ظن غالب ہوتا ہے کہ یہ شرح ٩٥٢ھ سے کافی پہلے کی لکھی گئی ہے، بلکہ انداز بیان سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ اس شرح کے مولف امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد یا ان سے قریبی تعلق رکھنے والے تھے۔

(٢)......امعان الانظار: لزين الدين محمد بن بير علي محي الدين المعروف ببير كلي۔ انہوں نے یہ شرح ٩٥٢ھ میں مکمل کی جیسا کہ انہوں نے شرح کے آخر میں خود ہی تحریر کیا ہے، ساتھ ہی یہ بات جزم سے کی ہے کہ ''المقصود'' کے مصنف امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(٣)......روح الشروح: للاستاذ عیسیٰ السیروی

المقصود اور یہ تینوں شرحیں جناب احمد سعد علی استاذ جامعہ ازہر کی تصحیح کے بعد شائع ہوئی ہیں۔

بعد میں امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصنیف کا ذکر معجم المطبوعات العربیۃ میں بھی مل گیا۔ معجم مذکور میں اس کا ذکر تین (١) جگہ ہے اور تینوں جگہ اس کو امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ البتہ (٢) ایک جگہ کشف الظنون کے حوالہ سے اس کتاب المقصود کے مولف کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ کوئی اور ہیں۔

معجم المطبوعات العربیہ (٣) ہی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ''المقصود'' اپنی شرح ''المطلوب'' کے ساتھ ١٢٩٣ھ و ١٣١٠ھ و ١٣٢٤ھ میں بھی مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے۔ بہرحال اگر اس تالیف کی نسبت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف صحیح ہے جیسا کہ ظن غالب ہے تو کتاب ''المقصود'' اس بات کا شاہد عدل ہے کہ امام اعظم ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ہی فن صرف کے مدون اول ہیں۔ واللہ اعلم۔

مصنف علم الصیغہ (٤)

علم الصیغہ کے مصنف مفتی عنایت احمد صاحب بن محمد بخش بن غلام محمد بن لطف اللہ ہیں۔ ١٢٢٨ھ میں قصبہ دیوہ (بکسر الدال والمہملہ ضلع بارہ بنکی) میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں رام پور آئے جہاں سید محمد صاحب بریلوی کے پاس نحو وصرف کی تعلیم حاصل کی، پھر زمانہ دراز تک مولانا حیدر علی ٹونکی اور مولانا نور الاسلام دہلوی کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کئے۔

(١) دیکھئے ص ٤٠٣ ج ٢، وص ٦١٠ ج ٣، ص ٥٠٢، ١٤٠ ج ٨۔ رف (٢) دیکھئے ص ٤٠٣ ج ٢ (٣) ایضاً

(٤) مصنف کے یہ سب حالات نزہۃ الخواطر ص ٣٤١ تا ص ٣٤٢ ج ٧ سے ماخوذ ہیں۔ بعض تفصیلات جناب محمد ایوب قادری ایم اے کے ایک غیر مطبوعہ مقالہ سے ماخوذ ہیں جو ہم نے یہاں قوسین میں ذکر کی ہیں۔ رفیع

SamarHanif.com

اس کے بعد دہلی میں شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث حاصل کیا، پھر علی گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ بزرگ علی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے (مدرسہ جامع مسجد میں) علوم عقلیہ کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد (اسی مدرسہ میں) تدریسی خدمات شروع کیں۔ایک سال بعد مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے جس کے فرائض تدریس کے ساتھ ہی انجام دیتے رہے، پھر عہدہ قضا پر فائز ہوئے، دوسال بعد آپ کو بریلی میں ''صدرالامین'' کے منصب پر فائز کیا گیا، چارسال بعد ''صدرالصدور'' کے منصب جلیل پر متمکن ہوئے اور آپ کا تبادلہ اکبرآباد (آگرہ) کردیا گیا۔

ابھی روانگی عمل میں نہیں آئی تھی کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کا مشہور جہاد شروع ہوگیا اور آپ آگرہ نہ جاسکے، موصوف نے مسلمان مجاہدین کی مالی امداد کا فتویٰ دیا۔

مگر مسلمانوں کو شکست ہوئی اور انگریز کی ظالم حکومت نے موصوف کو جلاوطن کر کے جزیرۂ انڈمین (کالاپانی) بھیج دیا۔

مفتی صاحب موصوف نے جزیرۂ انڈمین میں بھی تدریس اور تالیف وتصنیف کا کام جاری رکھا، وہاں کسی علم کی کوئی کتاب ان کے پاس نہ تھی محض اپنے غیر معمولی حافظہ سے مختلف علوم وفنون میں کئی کتابیں تصنیف کیں جن کی صحت وافادیت کا مشاہدہ واعتراف علماء نے کیا۔علم الصیغہ بھی اسی جزیرہ میں تصنیف کی گئی، جزیرہ کے انگریز حاکم نے ان سے فرمائش کی کہ کتاب ''تقویم البلدان'' کا عربی سے اردو میں ترجمہ کردیں تاکہ اردو سے انگریزی میں وہ خود ترجمہ کرسکے۔یہ ترجمہ دوبرس میں مکمل ہوا اور یہی رہائی کا سبب بنا۔

۱۲۷۷ء میں رہائی پاکر آپ کاکوری (ہندوستان) آئے، پھر مستقل قیام کانپور میں کیا، یہاں مدرسہ ''فیض عام'' قائم کیا جو کانپور کی مشہور اسلامی درسگاہ ہے۔

وفات

رہائی کے دوسال بعد ۱۲۷۹ھ میں حج کے لئے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہوئے مفتی صاحب امیر قافلہ تھے۔جدہ کے قریب پہاڑ سے ٹکراکر جہاز ڈوب گیا، مفتی صاحب اور تمام رفقاء اسی میں غریق ہوئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آپ کی تصانیف

آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں: بعض طبع بھی ہوچکی ہیں (ابتدائی دس کتابوں کے نام تاریخی ہیں)

(۱)......علم الفرائض (۲)......ملخصات الحساب

(۳)......الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین (۴)......ضمان الفردوس (بخاری کی ایک حدیث کی شرح ہے)

(۵)......بیان قدر شبِ براءۃ

(۶)......رسالہ ردمیلہ ہا (مسلمان ہندوؤں کے میلوں میں شرکت کرتے تھے اس کے رد میں لکھا گیا)

SamarHanif.com

SamarHanif.com

(۷)...... ہدایات الاضاحی۔
(۸)...... الدر الفرید فی مسائل الصیام والقیام والعید
(۹)...... علم الصیغہ
(۱۰)...... فضائل علم وعلمائے دین
(۱۱)...... محاسن العمل الافضل فی الصلوٰۃ
(۱۲)...... وظیفہء کریمہ (جزیرہ انڈمین میں لکھی گئی طبع ہو چکی ہے)
(۱۳)...... فضائل درود وسلام
(۱۴)...... خجستہ بہار (گلستان کے طرز پر ادب کی کتاب ہے جزیرۂ انڈمین میں تصنیف ہوئی)
(۱۵)...... احادیث الحبیب المتبر کہ۔ (چہل حدیث ہے جزیرہ انڈمین میں لکھی گئی طبع ہو چکی ہے)
(۱۶)...... تواریخ حبیب الٰہ (سیرت کی کتاب ہے جزیرہ انڈمین میں لکھی گئی ہے)
(۱۷)...... ترجمہءتقویم البلدان۔ اردو میں ہے۔
(۱۸)...... مواقع النجوم، جدید علم ہیئت پر ہے جسے اس زمانہ کے گورنر جنرل نے بہت پسند کیا۔

علوم عقلیہ ونقلیہ میں غیر معمولی تبحر تصانیف سے واضح ہے ادب کا شستہ ذوق رکھتے تھے۔ اردو کے بھی اکثر شعراء کا کلام یاد تھا۔ مفتی صاحب موصوف کی بعض قلمی تحریریں مع دستخط کے مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

آپ کے شاگرد

SamarHanif.com

موصوف کے بہت شاگرد ہوئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل دو بزرگ خاص شہرت رکھتے ہیں:

(۱)...... مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (۲)...... مولانا سید حسین شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف رحمۃ اللہ کو ان کی دینی خدمات اور عظیم الشان قربانیوں پر جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے علمی فیوض کو قیامت تک جاری رکھے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد رفیع عثمانی غفرلہ ولوالدیہ
خادم طلبہ دار العلوم کراچی
۲۷ شعبان ۱۳۸۷ھ

SamarHanif.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہٖ تَصْرِیْفُ الْاَحْوَالِ وَتَخْفِیْفُ الْاَثْقَالِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْھَادِیْنَ اِلٰی مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْمُضَارِعِیْنَ لَہٗ فِی الصِّفَاتِ وَالْاَعْمَالِ۔

امابعد! پروردگار بے نیاز کا بندۂ نیاز مند محمد عنایت احمد غَفَرَلَہٗ الْاَحَدُ عرض کرتا ہے کہ علم صرف کی یہ کتاب شفیق محسن جامع محاسن حافظ وزیر علی صاحب کی خاطر جزیرہ انڈمین میں تصنیف کی گئی تھی۔ جزیرہ انڈمین میں مجھے کرشمۂ تقدیر نے پہنچا دیا تھا۔ بوقت تصنیف کسی علم کی کوئی کتاب میرے پاس نہ تھی۔ حقیر نے یہ کتاب اس انداز سے لکھی ہے کہ میزان ومنشعب، پنج گنج، زبدہ اور صرف میر کے قائم مقام ہو سکے اور دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو۔

نفع اللّٰہ بہ الطالبین ورزقھم وایای اتباع سنۃ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ اجمعین۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل ہے:

مقدمہ

SamarHanif.com

تقسیم کلمہ اور اس کی اقسام کے بیان میں

کلمہ: لفظ موضوع مفرد کو کہتے ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ فعل[(۱)]، اسم، حرف

فعل: وہ ہے جو ازمنہ ثلاثہ یعنی ماضی، حال واستقبال میں سے کسی ایک کے ساتھ معنی مستقل پر دلالت کرے، جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ

اسم: وہ ہے جو[(۲)] بغیر ازمنہ ثلاثہ کے معنی مستقل پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ وَضَارِبٌ

---

(۱) قولہ فعل مصنف نے فعل کو یہاں اس لئے مقدم کیا کہ علم صرف کی ابحاث کا تعلق سب سے زیادہ فعل سے ہے، برخلاف نحویین کے کہ وہ اسم کو مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ نحو کی ابحاث سب سے زیادہ اسم سے متعلق ہیں۔ ۱۲رف

(۲) قولہ بغیر ازمنہ ثلاثہ کے الخ فعل میں دلالت علی الزمان ہونے اور اسم میں نہ ہونے کی قید ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ اسم کی تعریف جامع نہیں اور فعل کی تعریف مانع نہیں کیونکہ بعض اسماء ایسے ہیں کہ وہ ازمنۂ ثلاثہ میں سے کسی ایک پر دلالت کرتے ہیں جیسے لفظ الماضی و اَمْسِ اور لفظ الحال و الاٰن اور لفظ المستقبل و غداً لٰہذا ان پر فعل کی تعریف صادق آئی نہ کہ اسم کی؟ جواب سے پہلے دو باتیں سمجھنا ضروری ہیں ایک یہ کہ لفظ کی دلالت بعض معنی پر تو لفظ کے مادہ یعنی حروف اصلیہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور بعض معنی پر لفظ کی خاص ہیئت اور وزن کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے لفظ ضَرَبَ فعل ماضی کہ اس کے معنی ہیں "مارا اس نے زمانہ گذشتہ میں" اس معنی کے دو جزء ہیں۔ ایک معنی مصدری یعنی مارنا اور دوسرا اجزء زمانہ گذشتہ ہے۔ لفظ ضَرَبَ اپنے معنی کے جزء اول پر دلالت اپنے مادہ ض، ر، ب کی وجہ سے کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ جس جس لفظ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ فرمائیں)

SamarHanif.com

حرف: وہ ہے کہ معنی غیر مستقل پر دلالت کرے یعنی دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنی سمجھ میں نہ آسکیں جیسے مِنْ و اِلیٰ۔

معنی اور زمانہ کے اعتبار [۱] سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔ ماضی، مضارع، امر۔

ماضی: وہ ہے کہ زمانہ گذشتہ میں کسی معنی کے وقوع پر دلالت کرے جیسے فَعَلَ کیا اس ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں۔

مضارع: وہ ہے کہ زمانہ موجودہ یا آئندہ میں کسی فعل کے وقوع پر دلالت کرے جیسے یَفْعِلُ کرتا ہے یا کرے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں۔

امر: وہ ہے کہ فاعل مخاطب سے زمانہ آئندہ میں کسی کام کی طلب پر دلالت کرے جیسے اِفْعَلْ کر تو ایک مرد زمانہ آئندہ میں۔

اگر فعل ماضی یا مضارع کی نسبت فاعل یعنی کام کرنے والے کی طرف ہو تو وہ معروف ہے جیسے ضَرَبَ مارا اس ایک مرد نے، یَضْرِبُ مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد، اور اگر مفعول کی طرف ہو یعنی جس پر فعل واقع ہوا ہے تو وہ مجہول ہے جیسے ضُرِبَ مارا گیا وہ ایک مرد، یُضْرَبُ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا وہ ایک مرد، امر ہمیشہ معروف [۲] ہی ہوتا ہے۔

ماضی و مضارع معروف و مجہول اگر فعل کے ثبوت پر دلالت کریں تو اثبات کہلاتے ہیں جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ اور اگر نفی پر دلالت کریں تو نفی کہلاتے ہیں جیسے مَاضَرَبَ وَلَا یَضْرِبُ

حروف [۳] اصلیہ کی تعداد کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) ثلاثی (۲) رباعی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بھی ض، ر، ب ہوتے ہیں اس میں معنی ضرب پائے جاتے ہیں خواہ وہ لفظ کسی وزن پر ہو۔ اور دوسرے جزو یعنی زمانہ گذشتہ پر دلالت یہ اپنے خاص وزن فَعَلَ کی وجہ سے کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لفظ بھی اس وزن پر ہو اس میں معنی زمانہ گذشتہ کے ضرور ہوتے ہیں خواہ وہ کسی مادہ سے ہو جیسے نَصَرَ، فَتَحَ وغیرہ۔ جب یہ ذہن نشین ہو گیا کہ لفظ کی دلالت بعض معنی پر بالمادۃ ہوتی ہے اور بعض پر بالھیئۃ تو اب دوسری بات یہ سمجھو کہ معترض نے جو اسماء پیش کئے ہیں ان میں زمانہ پر دلالت بالمادہ ہے بالھیئۃ نہیں۔ مثلاً لفظ الآن کہ زمانہ موجودہ پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ دلالت اس کے مادہ (حروف ترکیبیہ) کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کے وزن اَلْفَعْلُ کی وجہ سے، کیونکہ یہ وزن زمانہ پر دلالت کرنے کے لئے وضع نہیں ہوا، ورنہ ہر وہ لفظ جو اس وزن پر آتا زمانہ پر دلالت کرتا حالانکہ ایسا نہیں۔ دیکھو اَلْقَبْرُ بھی اسی وزن پر ہے مگر زمانہ پر دلالت نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ لفظ الآن کی دلالت زمانہ موجودہ پر بالمادہ ہے نہ کہ بالہیئت۔ اسی طرح لفظ الماضی (اسم فاعل) میں زمانہ گذشتہ پر دلالت بالمادہ ہے بالہیئت نہیں کیونکہ یہ اَلْفَاعِلُ کے وزن پر ہے اور یہ وزن زمانہ کے لئے وضع نہیں ہوا اور نہ اس وزن کے تمام دوسرے الفاظ مثلاً القاضی، والرامی، الغازی وغیرہ میں بھی زمانہ پر دلالت ہوتی۔ یہی حال معترض کے پیش کردہ تمام اسماء کا ہے۔ غور کرو گے تو خود سمجھ لو گے کہ ان سب کی دلالت علی الزمان مادہ کی وجہ سے ہے نہ کہ ہیئت کی وجہ سے۔

مذکورہ دونوں باتیں ذہن نشین کر لینے کے بعد اعتراض کا جواب سمجھو۔ اور وہ یہ کہ اسم و فعل کی تعریف میں زمانہ پر دلالت سے مراد دلالت بالھیئۃ ہے نہ کہ دلالت بالمادہ۔ چنانچہ فعل میں ضروری ہے کہ وہ زمانہ پر بالہیئت دلالت کرے، دلالت بالمادہ کافی نہیں۔ جیسے ضَرَبَ، اور اسم میں ضروری ہے کہ وہ زمانہ پر دلالت بالہیئت نہ کرتا ہو، دلالت بالمادہ ہو جائے تو مضر نہیں۔ جیسے معترض کے پیش کردہ اسماء میں کہ دلالت علی الزمان بالماہ ہے نہ کہ بالہیئت، لہٰذا یہ اسم کی تعریف میں داخل اور فعل کی تعریف سے خارج ہیں۔ اور تعریف جامع و مانع ہے۔ مگر بہتر ہوتا کہ مصنف تعریف میں دلالت کے ساتھ بالہیئت کی قید صراحۃً ذکر فرما دیتے کہ مذکورہ اعتراض پیدا ہی نہ ہوتا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(۱) قولہ معنی اور زمانہ الخ مصنف یہاں سے فعل کی تقسیمات مختلف حیثیات سے شروع فرماتے ہیں۔ بڑی تقسیمیں تین ہیں۔ پھر ہر بڑی تقسیم کے ماتحت چھوٹی تقسیمات ہیں اور ہر تقسیم میں چند اقسام ہیں۔ یہ پہلی بڑی تقسیم ہے جو معنی و زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفرلہ۔

(۲) مجہول نہیں ہوتا اور مضارع مجہول بالام کو "امر مجہول" مجازاً کہہ دیتے ہیں۔ ۱۲ رف

(۳) یہ فعل کی دوسری تقسیم ہے، پہلی اور دوسری تقسیم کے درمیان جو تقسیمات گذریں وہ ضمنی تقسیمات تھیں۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

ثلاثی: وہ ہے کہ جس میں حروف اصلی تین ہوں جیسے: نَصَرَ ،یَنْصُرُ۔

رباعی: وہ ہے جس میں حروف اصلی چار ہوں جیسے: بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ، پھران دونوں میں سے ہر ایک یا تو مجرد ہوگا کہ اس کی ماضی میں بجز تین یا چار حروف اصلی کے کوئی حرف زائد نہ ہوگا یا مزید فیہ کہ اس کی ماضی میں حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد بھی ہوگا۔ ثلاثی مجرد کی مثال نَصَرَ ، یَنْصُرُ۔ اور ثلاثی مزید فیہ کی مثال۔ اِجْتَنَبَ و اَکْرَمَ ہے۔ اور رباعی مجرد کی مثال بَعْثَرَ اور رباعی مزید فیہ کی مثال تَسَرْبَلَ و اِبْرَنْشَقَ ہے۔

اقسام[1] حروف کے اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں: (۱) صحیح (۲) مہموز (۳) معتل (۴) مضاعف۔

صحیح وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں ہمزہ، حرف علت، اور دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں[2] حرف علت واوَ، الف، اور یا کو کہتے ہیں ان کا مجموعہ وائے ہے اب تک جو مثالیں گزریں وہ سب صحیح کی تھیں۔

مہموز وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں ہمزہ ہو اگر فاء کی جگہ ہو تو اسے مہموز فاء کہتے ہیں جیسے: اَمَرَ اگر عین کی جگہ ہو تو مہموز عین جیسے سَئَلَ اور اگر لام کی جگہ ہو تو مہموز لام کہتے ہیں جیسے قَرَأَ۔

معتل وہ ہے کہ جس کے حروف اصلیہ میں حرف علت ہو اگر ایک ہی ہے تو اس کی تین قسمیں ہیں معتل فاء اسے مثال کہتے ہیں جیسے وَعَدَ ،یَسَرَ۔ معتل عین اسے اجوف کہا جاتا ہے، جیسے قَالَ اور معتل لام کہ اسے ناقص کہتے ہیں جیسے دَعَا رَمٰی اور اگر دو حرف علت ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں: مقرون کہ جس کے دونوں حرف علت متصل ہوں جیسے طَوٰی اور مفروق کے دونوں حرف علت منفصل ہوں جیسے وَقٰی۔

مضاعف وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں دو حرف ایک جنس کے ہوں جیسے: فَرَّ وَزَلْزَلَ[3]۔ اس طرح یہ کل دس قسمیں ہوگئیں۔ ایک صحیح تین مہموز پانچ معتل اور ایک مضاعف۔ مگر علماء صرف نے کثرت مباحث صرفیہ کی وجہ سے سات قسمیں خصوصی طور پر قابل ذکر سمجھی ہیں جو اس شعر میں آگئی ہیں۔

صحیح است و مثال و مضاعف

لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

اسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) مصدر (۲) مشتق (۳) جامد

مصدر وہ ہے کہ جو کسی کام پر دلالت کرے اور اس کے فارسی[4] ترجمہ کے آگے دن یا تن ہو جیسے اَلضَّرْبُ زدن اَلْقَتْلُ کشتن۔ اور مشتق وہ ہے جو فعل سے نکلا ہو جیسے ضَارِبٌ وَمَنْصَرٌ، اور جامد وہ ہے کہ جو نہ مصدر ہو اور نہ مشتق جیسے: رَجُلٌ

---

(۱) قولہ اقسام حروف الخ یہ فعل کی تیسری بڑی تقسیم ہے، دوسری اور تیسری بڑی تقسیم کے درمیان جو تقسیم مذکور ہے وہ ضمنی ہے۔ ۱۲ رف

(۲) چنانچہ جس فعل کے حروف اصلیہ میں ہمزہ یا حرف علت یا دو حرف ایک جنس کے ہوں وہ صحیح نہیں کہلائے گا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ فَرَّ۔ اصل میں فَرَرَ تھا۔ ادغام کی وجہ سے فَرَّ ہوگیا۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ فارسی الخ مصدر کا ترجمہ اگر اردو میں کیا جائے تو اس کے آخر میں لفظ "نا" ہوتا ہے جیسے اَلضَّرْبُ مارنا، اَلْقَتْلُ قتل کرنا۔

SamarHanif.com

وجَعْفَرٌ ،مصدر اور مشتق بھی اپنے فعل کی طرح ثلاثی ، رباعی، مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں۔ نیز صحیح وغیرہ دس قسمیں ان میں بھی ہوتی ہیں۔ اور جامد کی باعتبار حروف کی تعداد کے چھ قسمیں ہیں:

ثلاثی مجرد جیسے: رَجُلٌ ثلاثی مزید فیہ جیسے: حِمَارٌ رباعی مجرد، جیسے: جَعْفَرٌ

رباعی مزید فیہ، جیسے: قِرْطَاسٌ خماسی مجرد جیسے: سَفَرْجَلٌ خماسی مزید فیہ جیسے:[1] قَبَعْثَرِیٰ۔

اور انواع حروف کے اعتبار سے اس کی بھی دس ہی قسمیں ہیں۔

چونکہ فعل میں تصریفات بہت ہوتی ہیں اور اسم میں کم اور حرف میں بالکل نہیں ہوتیں اس لئے صرفی کے پیش نظر عموماً فعل ہوتا ہے۔

SamarHanif.com

(۱) موٹا اونٹ۔ ۱۲ حاشیہ علم الصیغہ فارسی۔

SamarHanif.com

باب اول:

صیغوں کے بیان میں

جو دو فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول گردانہائے افعال کے بیان میں

فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد تین وزن پر آتا ہے۔ فَعَلَ جیسے ضَرَبَ اور فَعِلَ جیسے سَمِعَ اور فَعُلَ جیسے کَرُمَ۔ اور فَعَلَ کا مضارع معروف کبھی یَفْعُلُ آتا ہے جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ اور کبھی یَفْعِلُ جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ اور کبھی یَفْعَلُ جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ اور فَعِلَ کا مضارع یَفْعَلُ آتا ہے جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ اور کبھی یَفْعِلُ بھی آجاتا ہے جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ اور فَعُلَ کا مضارع صرف یَفْعُلُ ہی آتا ہے جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ۔ اور تینوں وزنوں کا ماضی مجہول فُعِلَ کے وزن پر اور مضارع مجہول یُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے مذکورہ تفصیل سے چھ[(۱)] ابواب حاصل ہو گئے۔ اولاً افعال و مشتقات کے صیغوں کا بیان ہوگا۔ پھر ابواب کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔ ماضی کے تیرہ صیغے آتے ہیں۔

اثبات فعل ماضی معروف:

فَعَلَ۔ فَعَلَا۔ فَعَلُوْا۔ فَعَلَتْ۔ فَعَلَتَا۔ فَعَلْنَ۔ فَعَلْتَ۔ فَعَلْتُمَا۔ فَعَلْتُمْ۔ فَعَلْتِ۔ فَعَلْتُنَّ۔ فَعَلْتُ۔ فَعَلْنَا۔

عین میں تینوں حرکات ہیں۔ پہلے تین صیغے مذکر غائب کے واسطے ہیں: پہلا واحد، دوسرا تثنیہ، تیسرا جمع، ان کے بعد اسی ترتیب سے تین صیغے مؤنث غائب کے ہیں پھر تین صیغے مذکر حاضر کے ہیں لیکن اس کا تثنیہ، مونث حاضر کے لئے بھی آتا ہے۔ پھر دو صیغے مونث حاضر کے ہیں۔ اول واحد، دوم جمع۔ پھر دو صیغے متکلم کے ہیں۔ پہلا واحد مذکر و مونث دونوں کے لئے اور دوسرا اتثنیہ مذکر و مونث اور جمع مذکر و مونث کے لئے۔

اثبات فعل ماضی مجہول

فُعِلَ ۔فُعِلَا فُعِلُوْا فُعِلَتْ فُعِلَتَا فُعِلْنَ فُعِلْتَ فُعِلْتُمَا فُعِلْتُمْ فُعِلْتِ فُعِلْتُنَّ فُعِلْتُ فُعِلْنَا

ماضی پر نفی کے واسطے ما اور ''لا'' آتا ہے لیکن ماضی پر دخول لا کی شرط یہ ہے کہ بغیر تکرار کے نہیں آتا جیسے: فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی۔

---

(۱) قولہ چھ باب یعنی باب نَصَرَ، باب ضَرَبَ، باب سَمِعَ، باب فَتَحَ، باب کَرُمَ، اور باب حَسِبَ۔ رف

SamarHanif.com

نفی فعل ماضی معروف

مَافَعِلَ ،مَا فَعِلَا تا آخر۔ ایضا لَا فَعِلَ ،لَا فَعِلَا تا آخر

نفی فعل ماضی مجہول

مَافُعِلَ ،مَا فُعِلَا تا آخر۔ ایضا لَا فُعِلَ ،لَا فُعِلَا تا آخر۔

مضارع کے گیارہ صیغے ہیں۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَفْعُلُ، یَفْعُلَانِ، یَفْعُلُوْنَ، تَفْعُلُ، تَفْعُلَانِ، یَفْعُلْنَ، تَفْعُلُوْنَ، تَفْعُلِیْنَ، تَفْعُلْنَ، اَفْعُلُ، نَفْعُلُ

عین میں تینوں حرکات ہیں۔ پہلے تین صیغے مذکر غائب کے لئے ہیں۔ اول واحد، دوم تثنیہ، سوم جمع۔ ان کے بعد اسی ترتیب سے تین صیغے مونث غائب کے ہیں مگر ان میں سے تَفْعُلُ، واحد مذکر حاضر کے لئے بھی آتا ہے۔ چنانچہ یہ دو صیغوں کے قائم مقام ہے اور تَفْعُلَانِ تثنیہ مذکر و مونث حاضر کے لئے بھی آتا ہے۔ لہٰذا یہ تین صیغوں کے قائم مقام ہے اور تَفْعُلُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور تَفْعُلِیْنَ واحد مونث حاضر اور تَفْعُلْنَ جمع مونث حاضر ہے اور اَفْعُلُ واحد متکلم مذکر و مونث اور نَفْعُلُ تثنیہ و جمع مذکر و مونث متکلم مع الغیر ہے۔

SamarHanif.com

اثبات مضارع مجہول

یُفْعَلُ، یُفْعَلَانِ، یُفْعَلُوْنَ، تُفْعَلُ، تُفْعَلَانِ، یُفْعَلْنَ، تُفْعَلُوْنَ، تُفْعَلِیْنَ، تُفْعَلْنَ، اُفْعَلُ، نُفْعَلُ

نفی مضارع معروف

لَا یَفْعُلُ ،لَا یَفْعُلَانِ الخ

نفی مضارع مجہول

لَا یُفْعَلُ ،لَا یُفْعَلَانِ الخ

جب مضارع پر ''لن'' داخل ہوتا ہے تو یَفْعُلُ (۱) ،تَفْعُلُ، اَفْعُلُ اور نَفْعُلُ میں نصب کر دیتا ہے اور یَفْعُلَانِ تَفْعُلَانِ یَفْعُلُوْنَ تَفْعُلُوْنَ اور تَفْعُلِیْنَ سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے۔ اور یَفْعُلْنَ و تَفْعُلْنَ میں کچھ عمل نہیں کرتا اور مضارع مثبت کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔

(۱) قولہ یَفْعُلُ ......الخ یعنی واحد مذکر غائب، واحد مونث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں میں خواہ وہ مجرد کے باب سے ہوں یا مزید کے۔ رف

SamarHanif.com

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَن یَّفعَلَ۔ لَن یَّفعَلَا۔ لَن یَّفعَلُوا۔ لَن تَّفعَلَ۔ لَن تَّفعَلَا۔ لَن یَّفعَلنَ۔
لَن تَّفعَلُوا۔ لَن تَّفعَلِی۔ لَن تَّفعَلنَ۔ لَن اَفعَلَ۔ لَن نَّفعَلَ۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول

لَن یُّفعَلَ۔ لَن یُّفعَلَا۔ لَن یُّفعَلُوا۔ لَن تُّفعَلَ۔ لَن تُفعَلَا۔ لَن یُّفعَلنَ۔
لَن تُفعَلُوا۔ لَن تُفعَلِی۔ لَن تُفعَلنَ۔ لَن اُفعَلَ۔ لَن نُّفعَلَ۔

اَن، کَئی اور اِذَن بھی لَن کی طرح عمل کرتے ہیں اَن یَّفعَلَ ،وکَئی یَفعَلَ ،واِذَن یَفعَلَ کی معروف ومجہول گردان کرلینی چاہئے۔

''لَم'' یَفعَلُ وتَفعَلُ واَفعَلُ اور نَفعَلُ میں جزم کردیتا ہے اور یَفعَلَانِ وتَفعَلَانِ اور یَفعَلُونَ وتَفعَلُونَ اور تَفعَلِینَ سے نون اعرابی کر گرادیتا ہے اور یَفعَلنَ و تَفعَلنَ یعنی جمع مؤنث کو اپنے حال پر رہنے دیتا ہے اور مضارع کو بمعنی ماضی منفی کردیتا ہے۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف

لَم یَفعَل۔ لَم یَفعَلَا۔ لَم یَفعَلُوا۔ لَم تَفعَل۔ لَم تَفعَلَا۔ لَم یَفعَلنَ۔
لَم تَفعَلُوا۔ لَم تَفعَلِی۔ لَم تَفعَلنَ۔ لَم اَفعَل۔ لَم نَفعَل۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول

لَم یُفعَل ،لَم یُفعَلَا الخ

''لَمّا'' بھی لفظاً[1] ومعناً ''لَم'' کی طرح عمل کرتا ہے جیسے: لَمّا یَفعَل، لَمّا یَفعَلَا...... الخ لیکن لَم یَفعَل کے معنی ہیں ''نہیں کیا'' اور لَمّا یَفعَل کے معنی ہیں ''ابھی تک نہیں کیا'' اور اِن ،لامِ امر اور لائے نہی بھی ''لَم'' کی طرح عمل کرتے ہیں۔ اِن یَّفعَل، اِن یَّفعَلَا...... الخ معروف ومجہول کی گردان کرلینی چاہئے۔

لام امر مجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور معروف کے صرف غیر حاضر کے صیغوں میں ،اور لائے نہی تمام صیغوں میں آتا ہے۔ محققین کے قول کے مطابق امر مجہول بالام کے صیغوں اور نہی کے صیغوں کو مضارع سے علیحدہ کرنا پسندیدہ نہیں، ''لَم'' کی بحث کی طرح ان صیغوں کی بحث (یہیں) ذکر کرنی چاہئے تھی، لیکن چونکہ امر معروف کی گردان جدا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس میں سے امر حاضر بغیر لام کے آتا ہے جو فعل کی تیسری (مستقل) قسم ہے، لہٰذا امر کے صیغے علیحدہ لکھے جائیں گے تو مناسبت کے لئے امر بالام بھی وہیں ذکر ہوگا۔ نہی کے صیغے یہاں لکھے جاتے ہیں۔

---

(۱) یعنی لفظاً تو یہ کہ جس طرح ''لَم'' آخر کو جزم کردیتا ہے اسی طرح ''لَمّا'' بھی آخر کو جزم کردیتا ہے اور معنی یہ کہ جس طرح ''لَم'' مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتا ہے اسی طرح ''لَمّا'' بھی مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتا ہے۔ رف

SamarHanif.com

بحث نہی معروف

لَا یَفْعِلْ۔لَا یَفْعِلَا۔لَا یَفْعِلُوْا۔لَا تَفْعِلْ۔لَا تَفْعِلَا۔لَا یَفْعِلْنَ۔
لَا تَفْعِلُوْا۔لَا تَفْعِلِیْ۔لَا تَفْعِلْنَ۔لَا اَفْعِلْ۔لَا نَفْعِلْ۔

بحث نہی مجہول

لَا یُفْعَلْ،لَا یُفْعَلَا الخ

جو فعل مضارع لَمْ یا دوسرے جوازم سے مجزوم ہو، اس میں لام کلمہ اگر حرف علت ہو تو وہ گر جاتا ہے۔ جیسے: لَمْ یَدْعُ وَلَمْ یَرْمِ وَلَمْ یَخْشَ وَلَمَّا یَدْعُ وَلِیَدْعُ وَلَا یَدْعُ وھٰکَذَا۔

فعل مضارع میں تاکید کے واسطے لام تاکید مفتوحہ اور نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ آتا ہے لام شروع میں اور نون آخر میں داخل ہوتا ہے۔ ثقیلہ مشدد ہوتا ہے اور تمام صیغوں میں آتا ہے۔ خفیفہ ساکن ہوتا ہے اور تثنیہ اور جمع مونث میں نہیں آتا باقی صیغوں میں آتا ہے۔

یَفْعِلُ، تَفْعِلُ، اَفْعِلُ اور نَفْعِلُ میں نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور تثنیہ وجمع مذکر اور واحد مونث حاضر کے صیغوں میں نون اعرابی گر جاتا ہے۔ الف تثنیہ باقی رہتا ہے اور نون ثقیلہ اس کے بعد مکسور ہوتا ہے جیسے: لَیَفْعِلَانِّ نیز جمع مذکر کا واو اور مونث حاضر کی یاء بھی گر جاتی ہے اور واو سے پہلے ضمہ اور یا سے پہلے کسرہ باقی رہتا ہے جیسے: لَیَفْعِلُنَّ لَتَفْعِلِنَّ اور جمع مونث غائب وحاضر میں نون جمع اور نون ثقیلہ کے درمیان الف لے آتے ہیں تاکہ تین[1] نون کا اجتماع لازم نہ آئے جیسے: لَیَفْعِلْنَانِّ وَلَتَفْعِلْنَانِّ ان دونوں میں بھی نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ نون ثقیلہ الف کے بعد مکسور ہوتا ہے اور دوسرے مقامات پر مفتوح۔

نون خفیفہ کا حال تثنیہ وجمع مونث کے علاوہ (تمام صیغوں) میں نون ثقیلہ کی طرح ہے اور ثقیلہ وخفیفہ کے داخل ہونے سے مضارع مستقبل کے ساتھ خاص[2] ہو جاتا ہے۔

لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَفْعِلَنَّ۔لَیَفْعِلَانِّ۔لَیَفْعِلُنَّ۔لَتَفْعِلَنَّ۔لَتَفْعِلَانِّ۔لَیَفْعِلْنَانِّ۔
لَتَفْعِلُنَّ۔لَتَفْعِلِنَّ۔لَتَفْعِلْنَانِّ۔لَاَفْعِلَنَّ۔لَنَفْعِلَنَّ۔

مجہول: لَیُفْعَلَنَّ۔ الخ

لام تاکید با نون خفیفہ در فعل مستقبل معروف

لَیَفْعِلَنْ، لَیَفْعِلُنْ، لَتَفْعِلَنْ، لَتَفْعِلُنْ، لَتَفْعِلِنْ، لَاَفْعِلَنْ، لَنَفْعِلَنْ۔

امر ونہی میں بھی نون ثقیلہ اور نون خفیفہ آتا ہے۔ امر کا ذکر اس کے بعد آئے گا۔

---

(۱) قولہ تین نون کا......الخ تین نون کا اجتماع قبیح ہے لفظ میں ثقل پیدا کرتا ہے۔ رف

(۲) خاص ہو جاتا ہے۔ یعنی زمانہ حال کے معنی اس میں باقی نہیں رہتے۔ رف

SamarHanif.com

نہی معروف بانون ثقیلہ

لَا یَفْعُلَنَّ۔ لَا یَفْعُلَانِّ۔ لَا یَفْعُلُنَّ۔ لَا تَفْعُلَنَّ۔ لَا تَفْعُلَانِّ۔ لَا یَفْعُلْنَانِّ۔
لَا تَفْعُلُنَّ۔ لَا تَفْعُلِنَّ۔ لَا تَفْعُلْنَانِّ۔ لَا اَفْعُلَنَّ۔ لَا نَفْعُلَنَّ۔

مجہول: لَا یُفْعَلَنَّ ...... الخ

نون ثقیلہ وخفیفہ فعل مضارع میں "اِمَّا" شرطیہ کے بعد بھی مذکورہ طریقہ سے آتا ہے۔ جیسے: اِمَّا یَفْعُلَنَّ [1]، اور اِمَّا یَفْعُلُنَّ...... الخ۔

امر حاضر فعل مضارع سے بناتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع کو حذف کردیں، پھر اگر علامت مضارع کا مابعد متحرک ہوتو آخر [2] کو ساکن کردیں جیسے "تَعِدُ" سے "عِدْ" اور اگر ساکن [3] ہوتو ہمزہ وصل مضموم شروع میں لے آئیں بشرطیکہ عین کلمہ مضموم ہو جیسے "تَنْصُرُ" سے "اُنْصُرْ" اور اگر عین کلمہ مکسور یا مفتوح ہوتو ہمزۂ وصل مکسور لے آئیں جیسے: "تَضْرِبُ" سے "اِضْرِبْ" اور "تَفْتَحُ" سے "اِفْتَحْ" اور آخر میں وقف کردیں۔ (امر میں) نون اعرابی ساقط ہو جاتا ہے اور نون جمع بحالہ باقی رہتا ہے۔ نیز حرف علت بھی آخر سے حذف ہو جاتا ہے۔ جیسے: "تَدْعُوْ" سے "اُدْعُ"، "تَرْمِیْ" سے "اِرْمِ" اور "تَخْشٰی" سے "اِخْشَ"۔

SamarHanif.com

امر حاضر معروف

اُفْعُلْ۔ اُفْعُلَا۔ اُفْعُلُوْا۔ اُفْعُلِیْ۔ اُفْعُلْنَ۔

امر غائب ومتکلم معروف

لِیَفْعُلْ۔ لِیَفْعُلَا۔ لِیَفْعُلُوْا۔ لِتَفْعُلْ۔ لِتَفْعُلَا۔ لِیَفْعُلْنَ۔ لِاَفْعُلْ۔ لِنَفْعُلْ۔

امر مجہول

لِیُفْعَلْ۔ لِیُفْعَلَا۔ لِیُفْعَلُوْا۔ لِتُفْعَلْ۔ لِتُفْعَلَا۔ لِیُفْعَلْنَ۔
لِتُفْعَلُوْا۔ لِتُفْعَلِیْ۔ لِتُفْعَلْنَ۔ لِاُفْعَلْ۔ لِنُفْعَلْ۔

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ

اُفْعُلَنَّ۔ اُفْعُلَانِّ۔ اُفْعُلُنَّ۔ اُفْعُلِنَّ۔ اُفْعُلْنَانِّ۔

---

(۱) قولہ اما یفعلن، قرآن حکیم میں ہے فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا، سورۃ مریم: ۲۶ فی قصۃ مریم علیہا السلام۔ رف

(۲) یعنی فعل کے آخر کو ساکن کردیں۔ رفیع

(۳) یعنی اگر علامت مضارع کا مابعد ساکن ہو۔ رف

SamarHanif.com

بانون خفیفہ

اِفْعَلَنْ۔ اِفْعَلُنْ۔ اِفْعَلِنْ۔

امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ

لِيَفْعَلَنَّ۔ لِيَفْعَلَانِّ۔ لِيَفْعَلُنَّ۔ لِتَفْعَلَنَّ۔ لِتَفْعَلَانِّ۔ لِيَفْعَلْنَانِّ۔ لِاَفْعَلَنَّ۔ لِنَفْعَلَنَّ۔

بانون خفیفہ

لِيَفْعَلَنْ۔ لِيَفْعَلُنْ۔ لِتَفْعَلَنْ ۔لِاَفْعَلَنْ۔ لِنَفْعَلَنْ۔

امر مجہول بانون ثقیلہ

لِيُفْعَلَنَّ لِيُفْعَلَانِّ لِيُفْعَلُنَّ۔ آخر تک یہ مضارع مجہول کی طرح ہے مگر یہ کہ اس [1] کا لام مکسور ہے

امر مجہول بانون خفیفہ

لِيُفْعَلَنْ آخر تک مضارع مجہول کی طرح۔

SamarHanif.com

(۱) قولہ اس کا لام مکسور ہے، بخلاف مضارع مجہول بانون ثقیلہ کے کہ اس میں لام مفتوح ہے کیونکہ اس میں لام تاکید کے لئے ہے اور لام تاکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہاں لام لام امر ہے اور لامِ امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

فصل دوم

دربیانِ اسمائے مشتقہ

فعل سے چھ اسم مشتق ہوتے ہیں: اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبّہ، اسم آلہ، اسم ظرف۔

(۱) اسم فاعل: یہ کام کرنے والے پر دلالت کرتا ہے، ثلاثی مجرد سے مطلقاً فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

بحث اسم فاعل

(فَاعِلٌ، فَاعِلَانِ، فَاعِلَيْنِ، فَاعِلُوْنَ، فَاعِلِيْنَ) (فَاعِلَةٌ، فَاعِلَتَانِ، فَاعِلَتَيْنِ، فَاعِلَاتٌ)

تثنیہ حالت رفعی میں الف کے ساتھ آتا ہے، اور حالت نصبی وجری میں یائے ماقبل مفتوح کے ساتھ اور نون تثنیہ مکسور ہوتا ہے اور جمع حالت رفعی میں واو کے ساتھ آتی ہے اور حالت نصبی وجری میں یائے ماقبل مکسور کے ساتھ اور نون جمع مفتوح ہوتا ہے۔

(۲) اسم مفعول: ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو۔ یہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

بحث اسم مفعول

مَفْعُوْلٌ مَفْعُوْلَانِ۔ مَفْعُوْلَيْنِ۔ مَفْعُوْلُوْنَ۔ مَفْعُوْلِيْنَ۔
مَفْعُوْلَةٌ۔ مَفْعُوْلَتَانِ۔ مَفْعُوْلَتَيْنِ۔ مَفْعُوْلَاتٌ۔

(۳) اسم تفضیل: یعنی جو بہ نسبت دوسرے کے زیادتی معنی فاعلیت پر دلالت کرے اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے، مگر لون وعیب سے نہیں آتا، کیونکہ ان دونوں میں اَفْعَلُ صفت مشبہ (۱) کے واسطے آتا ہے، جیسے: اَحْمَرُ، اَعْمٰی اور غیر ثلاثی مجرد سے بھی نہیں آتا۔

بحث اسم تفضیل

اَفْعَلُ۔ اَفْعَلَانِ۔ اَفْعَلَيْنِ۔ اَفْعَلُوْنَ۔ اَفْعَلِيْنَ۔ اَفَاعِلُ۔ (۲)
فُعْلٰی۔ فُعْلَيَانِ۔ فُعْلَيَيْنِ۔ فُعْلَيَاتٌ۔ فُعَلٌ۔ (۳)

---

(۱) قولہ صفت مشبہ الخ اگر لون وعیب سے تفضیل کے لئے بھی آنے لگے تو التباس پیدا ہو جائے گا۔ ۱۲رف (۲) قولہ اَفَاعِلُ یہ اَفْعَلُ کی جمع مکسر ہے۔ ۱۲رف
(۳) قولہ فُعَلٌ یہ فُعْلٰی کی جمع مکسر ہے۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

اَفَاعِلُ جمع تکسیر (۱) مذکر ہے اور فُعَلٌ جمع تکسیر مونث اور اَفْعَلُوْنَ و فُعْلَیَاتٌ جمع سالم۔
جمع سالم اس کو کہتے ہیں کہ جس میں اس کے واحد کا وزن سالم رہے، مذکر میں واو اور نون کے ساتھ آتی ہے اور مونث میں الف اور تاء کے ساتھ اور جمع تکسیر وہ ہے جس میں واحد کا وزن سالم نہ رہے۔ اسم تفضیل کبھی زیادتی معنی مفعولیت کے واسطے آتا ہے، جیسے: اَشْھَرُ بمعنی مشہور تر۔

(۴) **صفت مشبّہ**: وہ ہے کہ جو معنی مصدری کے ساتھ کسی ذات کے بطور ثبوت (۲) متصف ہونے پر دلالت کرے اور اسم فاعل بطریق (۳) حدوث متصف ہونے پر دلالت کرتا ہے اسی وجہ سے صفت مشبہ ہمیشہ لازم ہوتی ہے خواہ وہ فعل متعدی ہی سے بنے پس سَامِعٌ اور سَمِیْعٌ میں فرق یہ ہے کہ سَامِعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو بالفعل سننے کے ساتھ متصف ہو، لہٰذا اس کے بعد مفعول آسکتا ہے، جیسے: سَامِعٌ کَلَامَکَ اور سمیع ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو سمع کے ساتھ بطور دوام متصف ہو کسی چیز (۴) سے اس کا تعلق ملحوظ نہیں ہوتا بلکہ عدم اعتبار تعلق ملحوظ ہوتا ہے، لہٰذا سَمِیْعٌ کَلَامَکَ نہیں کہہ سکتے۔

صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں، جیسے:

صَعْبٌ (۵)، صِفْرٌ، صُلْبٌ، حَسَنٌ، خَشِنٌ، نَدُسٌ، زَئِمٌ، بِلِزٌ، حُطَمٌ، جُنُبٌ، اَحْمَرُ، کَابِرٌ، کَبِیْرٌ، غَفُوْرٌ، جَیِّدٌ، جَبَانٌ، هِجَانٌ، شُجَاعٌ، عَطْشَانٌ، عَطْشٰی، حُبْلٰی، حَمْرَاءُ، عُشَرَاءُ۔

SamarHanif.com

(۱) یعنی جمع مکسر۔ ۱۲

(۲) قولہ بطور ثبوت...... الخ یعنی اس طرح متصف ہو کہ وہ معنی مصدری اس ذات سے کسی وقت بھی الگ نہ ہوتے ہوں۔ جیسے سَمِیْعٌ اللہ جل شانہ کی صفت ہے کہ کسی وقت بھی سَمْعٌ (سننا) ان سے جدا نہیں ہوتا نیز سمیع اس ذات کو کہتے ہیں جس کی سماعت ٹھیک حالت میں ہو اور وہ جب چاہے سن سکتا ہو۔ ایسا شخص اگر اپنے کان ہاتھ سے بند کرلے کہ کچھ سنائی نہ دے تو اس حالت میں بھی اس کو سمیع کہا جائے گا کیونکہ صفت سماعت اس کے اندر اس وقت بھی موجود ہوتی ہے کوئی بھی اسے بہرا نہیں کہتا۔ ہاں اس کو سامع نہیں کہہ سکتے کیونکہ سامع اس کو کہتے ہیں جو فی الحال سن رہا ہو۔ اس کے برعکس ایک بہرا آدمی اگر اتفاق سے کوئی بات سن لے تو اس کو سامع تو کہہ سکتے ہیں مگر سمیع نہیں کہہ سکتے۔ ۱۲ رف۔

(۳) یعنی ذات معنی مصدری سے اس طرح متصف ہو کہ یہ معنی مصدری عارضی طور پر اس ذات کے ساتھ قائم ہوگئے ہوں، ہمیشہ اس کے ساتھ قائم نہ رہتے ہوں۔ جیسے سَامِعٌ ایسے شخص کو کہیں گے جو کسی بات کو فی الحال سن رہا ہو لیکن یہ سننا (معنی مصدری) اس سے الگ بھی ہوجاتا ہے، چنانچہ اگر وہ کانوں کو بند کرلے یا سوجائے تو اس وقت سمع (سننا) اس میں نہیں پایا جاتا، ہاں اس کو اس حالت میں سَمِیْعٌ کہہ سکتے ہیں کیونکہ صفت سماعت یعنی سننے کی اہلیت اس میں اس وقت بھی موجود ہے۔ ۱۲ رف۔

(۴) مثلاً مفعول بہ یعنی مسموع سے ۱۲ مترجم غفرلہ

(۵) صَعْبٌ، بالفتح دشوار (از کرم) صِفْرٌ، بالکسر خالی (از سمع) صُلْبٌ، بالضم سخت (از کرم) حَسَنٌ، بفتحین اچھا، (از کرم) خَشِنٌ، بفتح فا و کسر عین، سخت کھردرا، نَدُسٌ، بفتح اول وضم ثانی زیرک ذہین، (از سمع) زَئِمٌ، بکسر زاء معجمہ وفتح ہمزہ پراگندہ (از ضرب) بِلِزٌ، بکسر باء موحدہ ولام وزاء معجمہ فربہ، حُطَمٌ، بضم حائے مہملہ وفتح طائے مہملہ پراگندہ (از ضرب) جُنُبٌ، بضمتین ناپاک، (از کرم) اَحْمَرُ، سرخ، کَابِرٌ، بروزن اسم فاعل بڑا (از کرم) کَبِیْرٌ، بڑا (از کرم) غَفُوْرٌ، بفتح غین معجمہ چھپانے والا معاف کرنے والا جَیِّدٌ، بفتح جیم وتشدید یاء اچھا عمدہ (از نصر) جَبَانٌ، بفتح جیم وبائے موحدہ بزدل (از کرم) هِجَانٌ، بکسر ہا و جیم سفید اونٹ شُجَاعٌ، بضم شین معجمہ وجیم وعین مہملہ بہادر، دلیر (از کرم) عَطْشَانُ، بفتح عین مہملہ وسکون طاء مہملہ وشین معجمہ پیاسا عَطْشٰی، بفتح عین وسکون طائے مہملتین وشین معجمہ والف مقصورہ پیاسی عورت، حُبْلٰی، بضم حائے مہملہ وسکون بائے موحدہ ولام والف مقصورہ حاملہ عورت (از سمع) حَمْرَاءُ، بفتح حائے مہملہ ورائے مہملہ والف ممدودہ سرخ عورت عُشَرَاءُ بضم عین مہملہ وفتح شین معجمہ ورائے مہملہ والف ممدودہ دس ماہ کی گابھن اونٹنی۔ ۱۲ رف۔ از حاشیہ علم الصیغہ فارسی۔

SamarHanif.com

بحث صفت مشبہ

حَسَنٌ۔ حَسَنَانِ۔ حَسَنَيْنِ۔ حَسَنُوْنَ۔ حَسَنِيْنَ۔ حَسَنَةٌ۔ حَسَنَتَانِ۔ حَسَنَتَيْنِ۔ حَسَنَاتٌ۔

(۵) اسم آلہ: جو کہ صدور فعل کے آلہ پر دلالت کرتا ہے، تین وزن پر آتا ہے مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ، مِفْعَالٌ۔

بحث اسم آلہ

(مِنْصَرٌ، مِنْصَرَانِ، مِنْصَرَيْنِ، مَنَاصِرُ، مِنْصَرَةٌ، مِنْصَرَتَانِ، مِنْصَرَتَيْنِ، مَنَاصِرُ، مِنْصَارٌ، مِنْصَارَانِ، مِنْصَارَيْنِ، مَنَاصِيْرُ)

اور کبھی فَاعَلٌ کے وزن پر بھی آجاتا ہے، جیسے: خَاتَمٌ ختم یعنی مہر کرنے کا آلہ اور عَالَمٌ جاننے کا آلہ۔ مگر اس قسم میں معنی اسمی غالب آگئے ہیں۔ مطلقاً بمعنی اشتقاقی مستعمل نہیں ہے۔ ہر آلہ ختم کو خاتَمٌ اور ہر آلہ علم کو عالَمٌ نہیں کہہ سکتے۔

(۶) اسم ظرف: صدور فعل کی جگہ یا صدور فعل کے وقت پر دلالت کرتا ہے۔ مفتوح العین (۱) اور مضموم العین سے اور ناقص سے مطلقاً (۲) مَفْعَلٌ کے وزن پر بفتح العین آتا ہے، جیسے: مَفْتَحٌ و مَنْصَرٌ و مَرْمًى (۳) اور مکسور العین سے اور مثال سے مطلقاً (۴) بروزن مَفْعِلٌ بکسر عین آتا ہے، جیسے: مَضْرِبٌ ومَوْقِعٌ یہاں بعض صرفیوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ مضاعف سے بھی مطلقاً (۵) مفتوح العین آتا ہے کیونکہ لفظ مَفَرٌّ۔ یَفِرُّ مکسور العین سے بنا ہے اور قرآن مجید میں بھی آیا ہے: "اَیْنَ الْمَفَرُّ"، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مضاعف مکسور العین سے مکسور العین ہی آتا ہے۔ چنانچہ مَحِلٌّ۔ حَلَّ یَحِلُّ سے ہے اور لفظ مَحِلٌّ بھی قرآن مجید میں آیا ہے "حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ" اور لفظ مَفَرٌّ کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ ظرف نہیں بلکہ مصدر میمی ہے۔ جو صیغہ ظرف وقت کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرف زماں کہتے ہیں اور جو جگہ کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں۔

بحث اسم ظرف

مَضْرِبٌ، مَضْرِبَانِ، مَضْرِبَيْنِ، مَضَارِبُ۔

ظرف کبھی مُفْعَلَةٌ (۶) کے وزن پر آجاتا ہے، جیسے: مُكْحَلَةٌ (۷) اور ظرف کے بعض اوزان غیر مکسور العین سے بھی مکسور

---

(۱) یعنی مضارع مفتوح العین اور مضموم العین سے۔ ۱۲رف

(۲) قولہ اور ناقص سے مطلقاً یعنی مضارع ناقص خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین یا مکسور العین بہرحال اس سے اسم ظرف مفتوح العین ہی آتا ہے۔ ۱۲رف

(۳) قولہ مَرْمًى اصل میں مَرْمَيٌ تھا تعلیل ہوکر مَرْمًى ہوگیا۔ ۱۲رف

(۴) قولہ مثال سے مطلقاً یعنی ایسے مضارع سے جس کا فائے کلمہ حرف علت ہو اسم ظرف بہرحال مکسور العین ہوتا ہے خواہ اس کا عین کلمہ مفتوح ہو یا مضموم ہو یا مکسور۔ ۱۲رف

(۵) قولہ مطلقاً یعنی خواہ اس کا مضارع مفتوح العین یا مضموم العین ہو یا مکسور العین ہو بہرحال۔ ۱۲رف

(۶) قولہ مُفْعَلَةٌ بضم المیم وفتح العین واللام ۱۲رف۔

(۷) قولہ مُكْحَلَةٌ كَحَلَ (باب نصر وفتح) سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں سرمہ لگانا اور مُكْحَلَةٌ سرمہ دانی۔ ۱۲رف

آتے ہیں، جیسے: مَسْجِدٌ (۱)، مَنْسِكٌ، مَطْلِعٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ، مَجْزِرٌ۔ مگر یہ الفاظ قیاس کے مطابق بروزن مَفْعَلٌ (۲) بھی آتے ہیں۔

فائدہ: ایسی جگہ کے واسطے کہ جہاں کوئی چیز بکثرت ہو مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے، جیسے: مَقْبَرَةٌ (۳) ومَأْسَدَةٌ اور فُعَالَةٌ کا وزن ایسی چیز کے واسطے ہے کہ جو بوقت فعل گرے، جیسے: غُسَالَةٌ وہ پانی جو غسل کے وقت گرے اور کُنَاسَةٌ (۴) وہ چیز جو جھاڑو دیتے وقت جھاڑو سے گرے۔

فائدہ: کوفیین کے نزدیک مصدر بھی مشتقات فعل میں سے ہے۔ لہٰذا وہ اسمائے مشتقہ سات بتاتے ہیں، اس مسئلہ کی تحقیق ''فصل افادات'' میں آئے گی۔

مصدر ثلاثی مجرد کے وزن کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں اور غیر ثلاثی مجرد کے وزن مقرر ہیں، جیسا کہ آگے آئے گا۔

جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب اعلی اللہ درجاتہ نے اپنی نظم میں مصادر ثلاثی مجرد کے اکثر اوزان مع حرکات وامثلۃ منضبط کر دیئے ہیں ہم وہ نظم یہاں افادۃً نقل کئے دیتے ہیں۔

نظم

از ثلاثی مجرد چہل (۵) وچار!	وزن مصدر آمدہ اے ذی وقار
فَعْلٌ وفَعْلٰی فَعْلَةٌ فَعْلَانَ بفتح	قَتْلٌ ودَعْوٰی رَحْمَةٌ لَيَّانٌ بفتح
ہم بخواں درچار میں (۶) فتح دوم!	عین ثالث داں (۷) بفتح وکسر ہم!
فِعْلٌ وفِعْلٰی فِعْلَةٌ فِعْلَانٌ بکسر	فِسْقٌ وذِکْرٰی نِشْدَةٌ وحِرْمَانٌ بکسر
فُعْلٌ وفُعْلٰی فُعْلَةٌ فُعْلَانٌ بضم!	شُغْلٌ وبُشْرٰی کُدْرَةٌ غُفْرَانٌ بضم
مَفْعَلَةٌ مَفْعَلٌ فَعَلٌ فَعْلُوْلَةٌ ست	مَنْقَبَةٌ مَدْخَلٌ طَلَبٌ قَيْلُوْلَةٌ ست
فَيْعَلُوْلَةٌ ہم فَعَالَةٌ ہم فَعَالٌ!	نحو کَیْنُوْنَةٌ شَہَادَةٌ ہم کمال

(۱) قولہ مَسْجِدٌ...... یہ تمام اسمائے ظرف مکسور العین ہیں حالانکہ یہ سب باب نصر سے ہیں اس لئے قیاس کا تقاضا تھا کہ مفتوح العین ہوتے، مَسْجِدٌ کا مصدر سجود ہے اس کے معنی ہیں سجدہ کرنا۔ مَنْسِكٌ کا مصدر نُسُكٌ ہے اس کے معنی قربانی کرنا اور درویش بننا۔ مَطْلِعٌ کا مصدر طُلُوْعٌ ہے اس کے معنی اوپر چڑھنا اور مَشْرِقٌ کا مصدر شَرْقٌ و شُرُوْقٌ ہے اس کے معنی ہیں سورج نکلنا۔ مَغْرِبٌ کا مصدر غُرُوْبٌ ہے جس کے معنی ہیں چھپنا، دور ہونا، مَجْزِرٌ کا مصدر جَزْرٌ ہے اس کے معنی ہیں ذبح کرنا۔ ۱۲ منجد۔

(۲) قولہ مَفْعَلٌ بفتح المیم وسکون الفاء وفتح العین ۱۲ رف

(۳) قولہ مَقْبَرَةٌ جہاں بہت قبریں ہوں، اور مَأْسَدَةٌ جہاں بہت شیر ہوں ۱۲ رف

(۴) قولہ کُنَاسَةٌ، کَنَسَ یَکْنُسُ کَنْسًا (باب نصر) سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں جھاڑو دینا ۱۲ رف

(۵) چہل وچار، یہ کثیر الاستعمال اوزان کی تعداد ہے ورنہ ان کے علاوہ دوسرے کئی اوزان پر بھی ثلاثی مجرد کے مصادر آتے ہیں، جیسے جَبَرُوْتٌ بروزن فَعَلُوْتٌ وغیرہ۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ درچار میں یعنی مذکورہ شعر کے چوتھے وزن فَعَلَانٌ میں دوسرے حرف یعنی عین پر فتحہ بھی آتا ہے۔ جیسے سَيَلَانٌ ۱۲ رف۔

(۷) قولہ عین ثالث یعنی تیسرے وزن فَعَلَةٌ میں عین پر فتحہ اور کسرہ بھی آتا ہے۔ فتحہ کی مثال غَلَبَةٌ اور کسرہ کی مثال سَرِقَةٌ فافہم ۱۲ مترجم از حاشیہ۔

SamarHanif.com

ہم فَعَالِیَہ (۱) ازیں اوزان بداں ! پس کَرَاهِیَۃ شدہ موزون آن!
عین (۲) واول درہمہ مفتوح خوان عین رابع گشت مستثنیٰ ازان!
مَفْعِلَۃ مَفْعِلُ فَعِلُ فَعْلُوَۃ ست مَحْمِدَۃ مَرْجِعُ خَنِقُ جَبْرُوَۃ ست
ہم فَعِیْلَہ ہم فَعِیلُ وفَاعِلَۃ چون قطیعۃ ہم وَمِیضُ وکَاذِبَۃ
این ہمہ (۳) بافتح اول کسر عین عین رابع ساکن ست اے نورعین
مَفْعُلَۃ مَفْعُولُ ہم مَفْعُولَۃ ست مَمْلُکَۃ مَکْذُوب ہم مَکْذُوبَۃ ست
ہم فَعُولُ ہم فُعُولَۃ ہم فُعُولُ چون قَبُولُ (۴) وہم مُهُوبَۃ (۵) ہم دُخُولُ
این ہمہ (۶) بافتح اول ضم عین! خامس وسادس بدان باضمتین!
ہم فِعَلُ دیگر فِعَالَۃ ہم فِعَالُ چون صِغَرُ دیگر دِرَایَۃ ہم فِصَالُ
ہم فُعَلُ دیگر فُعَالَۃ ہم فُعَالُ چون هُدَیٰ دیگر بُغَایَۃ ہم سُوَالُ
اندریں (۷) ہا فتح عین وکسر فاء درسہ وزن وضمہ فادرسہ جا
بعدازاں فَعْلَاءُ وفَعُّولَۃ بفتح وزن آن رَغْبَاءُ وجَبُّورَۃ بفتح
در دوم تشدید وضم مر عین را وزنہا شد ختم ازفضل خدا

فَعْلَۃ ثلاثی مجرد میں مَرَّۃ (۸) کے واسطے آتا ہے، جیسے: ضَرْبَۃ ایک مرتبہ مارنا اور فِعْلَۃ نوع کے واسطے، جیسے: صِبْغَۃ ایک قسم کا رنگ کرنا اور فُعْلَۃ مقدار کے واسطے جیسے اُکْلَۃ (۹) ولُقْمَۃ۔

---

(۱) قولہ فَعَالِیَۃ بتخفیف الیاء ۱۲رف

(۲) عین واول احقر کے پاس جو نسخے ہیں ان میں ''عین اول بغیر واؤ'' کے لکھا ہے لیکن حاشیہ فارسی میں اس کی جو تشریح کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''عین'' اور ''اول'' کے درمیان واو عطف ہے اور یہی صحیح ہے ورنہ معنی صحیح نہ ہوں گے اور مطلب عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ مذکورہ آٹھ اوزان جو مَفْعَلَۃ سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا عین کلمہ اور پہلا حرف مفتوح ہے مگر اس حکم سے چوتھا وزن یعنی فَعْلُوَۃ مستثنیٰ ہے کہ اس کا عین کلمہ ساکن ہے مفتوح نہیں ۱۲رف

(۳) قولہ ایں ہمہ، یعنی مذکورہ سات مصادر جو مَحْمِدَۃ سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا پہلا حرف مفتوح ہے اور عین کلمہ مکسور ہے مگر ان میں سے چوتھے مصدر جَبْرُوَۃ (بروزن فَعْلُوَۃ) کا عین کلمہ مکسور نہیں بلکہ ساکن ہے ۱۲رف

(۴) قولہ قَبُوْل، بفتح القاف وضم الباء ۱۲ کذافی الحاشیہ

(۵) میرے پاس جو نسخے ہیں ان سب میں یہ مصدر میم ہی سے لکھا ہے لیکن غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ لغت کی کتب ''لسان العرب'' اور ''الصحاح'' میں میم، ھا، با، کوئی مادہ ہی نہیں لہٰذا بظاہر یہ مصدر ''صُهُوبَۃ'' (میم کے بجائے صاد مہملہ سے) ہے فصول اکبری کے ص ۲۱ پر مصدر ثلاثی مجرد کے اوزان کی بحث میں محشی نے بھی یہ مصدر صاد ہی سے لکھا ہے جس کے معنی ''الصحاح'' میں اَلشُّقْرَۃُ فِیْ شَعْرِ الرَّأْسِ لکھے ہیں یعنی بالوں کا بھورا ہونا۔ رفع

(۶) قولہ ایں ھمہ الخ یعنی مذکورہ چھ مثالوں میں پہلا حرف مفتوح اور عین کلمہ مضموم ہے لیکن پانچویں اور چھٹی مثال یعنی مُهُوبَۃ (بروزن فُعُوْلَۃ) اور دُخُوْلُ (بروزن فُعُوْلُ) اس سے مستثنیٰ ہیں کہ ان میں پہلا حرف بھی مضموم ہے اور عین کلمہ بھی مضموم ہے۔ ۱۲رف

(۷) قولہ اندرین ھا الخ یعنی ان چھ مثالوں میں سے جو کہ صِغَرٌ سے شروع ہوئی ہیں پہلی تین مثالوں میں فاء مکسور اور عین مفتوح اور باقی تین میں فاء مضموم ہے۔ ۱۲رف

(۸) قولہ مرۃ یعنی ایک مرتبہ ۱۲منہ

(۹) قولہ اکلۃ یعنی کھانے کی ایک معروف مقدار جس کو اردو میں خوراک کہتے ہیں ۱۲رف

SamarHanif.com

فائدہ: مبالغہ کے واسطے یہ صیغے آتے ہیں: فَعَّالٌ جیسے ضَرَّابٌ (بہت مارنے والا) وفُعَّالٌ جیسے طُوَّالٌ و فَعِلٌ جیسے حَذِرٌ وفَعِیْلٌ جیسے عَلِیْمٌ۔

اور فرق صیغہ مبالغہ اور اسم تفضیل کے معنی میں یہ ہے کہ صیغہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی فی حد ذاتہ ہوتی ہے کسی دوسرے کی طرف اس میں نظر نہیں ہوتی اور اسم تفضیل میں زیادتی دوسرے کے اعتبار سے مقصود ہوتی ہے چنانچہ اَضْرَبُ مِنْ زَیْدٍ یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ کہیں گے یعنی زید سے زیادہ مارنے والا ہے یا قوم سے زیادہ مارنے والا ہے اور اگر[1] صرف اَضْرَبُ یا اَکْبَرُ آئے تو معنی نسبت مقدر ہوتے ہیں مثلاً اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں مراد یہ ہے کہ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز سے بڑا ہے اور ضَرَّابٌ کے معنی زیادہ مارنے والے کے ہیں اور بس۔ کسی دوسرے کی طرف نسبت ملحوظ نہیں ہے۔

فائدہ: اعداد میں فَاعِلٌ کا وزن مرتبہ (یعنی درجہ) کے واسطے آتا ہے۔ خَامِسٌ بمعنی پنجم اور عَاشِرٌ بمعنی دہم یعنی وہ چیز جو شمار میں اس درجہ میں ہو مگر مرکبات میں جزء اول کو بروزن فَاعِلٌ بناتے ہیں اور ثانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں جیسے: حَادِیْ عَشَرَ، ثَانِیْ عَشَرَ، حَادِیْ وَّعِشْرُوْنَ، رَابِعٌ وَّثَلَاثُوْنَ اور عشرۃ کے بعد کے عقود[2] میں اسم برائے مرتبہ بھی عدد ہی کے وزن پر آتا ہے مثلاً "عشرون" بیس بھی ہے اور بیسواں بھی اور فَاعِلٌ[3] کا وزن نسبت کے واسطے بھی آتا ہے اور اس کو فاعل ذی کذا کہتے ہیں جیسے تَامِرٌ ولَابِنٌ یعنی تمر والا اور دودھ والا اور اسی معنی میں تَمَّارٌ اور لَبَّانٌ بھی ہے۔

SamarHanif.com

---

(۱) قولہ اگر صرف ...... یہ ایک اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات اسم تفضیل بھی تو کسی دوسری چیز کی طرف نسبت کے بغیر استعمال ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" یہاں اللہ کی بڑائی کسی دوسری چیز کی نسبت سے بیان نہیں کی گئی بلکہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی حد ذاتہ بڑا ہے قطع نظر اس سے کہ کس سے بڑا ہے۔ پھر آپ نے مبالغہ اور اسم تفضیل میں جو فرق بیان کیا ہے وہ صحیح نہ ہوا؟ اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ اگر صرف الخ ۱۲ رف

(۲) دہائیاں۔ منہ

(۳) یعنی جو معنی اسم میں یائے نسبت لگانے سے پیدا ہوتے ہیں وہی اس اسم کو فاعل کے وزن پر لانے سے بھی پیدا ہو جائیں گے۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی عفی عنہ۔

SamarHanif.com

دوسرا باب:

ابواب کے بیان میں

جو چار فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول، ابواب ثلاثی مجرد کے بیان میں

افعال ومشتقات کے صیغوں سے فارغ ہو کر اب ہم ابواب بیان کرتے ہیں۔ پہلے تم جان چکے ہو کہ ثلاثی مجرد کے چھ باب ہیں:

باب اول:...... فَعَلَ یَفْعُلُ۔ عین ماضی کے فتحہ اور عین غابر کے ضمہ کے ساتھ، غابر بمعنی باقی سے مضارع مراد ہے (چونکہ) زمانہ ماضی کے بعد حال اور استقبال باقی رہ جاتے ہیں جن پر مضارع دلالت کرتا ہے۔ اس لئے مضارع کو غابر کہتے ہیں۔ اَلنَّصْرُ وَالنُّصْرَةُ۔ مدد کرنا۔

تصریفہ: نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْراً وَنُصْرَةً فَهُوَ نَاصِرٌ وَنُصِرَ یُنْصَرُ نَصْراً وَنُصْرَةً فَهُوَ مَنْصُوْرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُنْصُرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَنْصُرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَنْصَرٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِنْصَرٌ وَمِنْصَرَةٌ وَمِنْصَارٌ وَتَثْنِیَتُهُمَا مَنْصَرَانِ وَمِنْصَرَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَنَاصِرُ وَمَنَاصِیْرُ اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْهُ اَنْصَرُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ نُصْرٰی وَتَثْنِیَتُهُمَا اَنْصَرَانِ وَنُصْرَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَنْصَرُوْنَ وَاَنَاصِرُ وَنُصَرٌ وَنُصْرَیَاتٌ

باب دوم:...... فَعَلَ یَفْعِلُ۔ عین ماضی کے فتحہ اور عین غابر کے کسرہ کے ساتھ: اَلضَّرْبُ، مارنا، سطح زمین پر چلنا، اور "مثال بیان کرنا"

ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْباً الخ

باب سوم:...... فَعِلَ یَفْعَلُ۔ عین ماضی کے کسرہ اور عین غابر کے فتحہ کے ساتھ: اَلسَّمْعُ ۔ سننا سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعاً الخ

باب چہارم:...... فَعَلَ یَفْعَلُ۔ بفتح العین فیهما۔ اَلْفَتْحُ کھولنا فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحاً الخ

اس باب میں شرط یہ ہے کہ ہر وہ کلمہ صحیح [1] جو اس باب سے آئے اس کے عینِ فعل یا لامِ فعل میں حرف حلقی ہو۔

حرف حلقی شش بود اے نور عین ہمزہ ہا وحا وخا وعین وغین

حاشیہ نمبر (۱) اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

باب پنجم:...... فَعُلَ یَفْعُلُ بضم العین فیھما۔ اَلْکَرَمُ وَالْکَرَامَۃُ ۔ بزرگ ہونا کَرُمَ یَکْرُمُ کَرَمًا وَکَرَامَۃً فَھُوَ کَرِیْمٌ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اُکْرُمْ الخ یہ باب لازم ہے اس سے مجہول اور مفعول نہیں آتے۔

فعل کی دو قسمیں ہیں: (١) لازم اور (٢) متعدی۔

لازم اسے کہتے ہیں جو فاعل پر تمام ہو جائے اور اس کا اثر کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو جیسے: کَرُمَ زَیْدٌ وَجَلَسَ زَیْدٌ اور متعدی وہ ہے کہ اس کا اثر فاعل سے دوسرے پر پہنچے جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا وَاَکْرَمَ بَکْرٌ خَالِدًا تو چونکہ فعل لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا اور مفعول وہی ہوتا ہے جس پر اثر ظاہر ہو اس لئے فعلِ لازم سے مفعول نہیں آتا اور چونکہ فعل مجہول مفعول کی طرف منسوب ہوتا ہے، لہٰذا وہ بھی لازم سے نہیں آتا لیکن جب فعل لازم کو حرف جر کے ذریعہ متعدی کرتے ہیں تو اس سے بھی مجہول اور مفعول آجاتا ہے جیسے: کُرِمَ بِہٖ مَکْرُوْمٌ بِہٖ۔

باب ششم:...... فَعِلَ یَفْعِلُ بکسر العین فیھما اَلْحَسْبُ وَالْحِسْبَانُ "گمان کرنا" حَسِبَ یَحْسِبُ حَسْبًا وَحِسْبَانًا فَھُوَ حَاسِبٌ وَحُسِبَ یُحْسَبُ حَسْبًا وَحِسْبَانًا فَھُوَ مَحْسُوْبٌ الخ اس باب سے صحیح حَسِبَ یَحْسِبُ کے علاوہ نہیں آتا، پھر اس (١) میں عین مضارع کا فتحہ بھی آیا ہے (البتہ) دوسرے چند کلمات مثال اور لفیف کے اس باب سے آتے ہیں۔

فصل دوم ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق کے بیان میں

ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: ملحق اور غیر ملحق (٢) جس کو مطلق کہتے ہیں۔

ملحق اسے کہتے ہیں جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور باب ملحق بہٖ (٣) کے معنی کے علاوہ (٤) دوسرے معنی اس میں نہ ہوں جیسے: جَلْبَبَ (٥) اور **مطلق** وہ ہے جو ایسا نہ ہو یعنی رباعی کے وزن پر نہ ہو یا اگر ہو تو اس کا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

(١) قولہ کلمۂ صحیح یعنی باب فتح سے فعل صحیح صرف وہ آسکتا ہے جس کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو، جیسے بَھَتَ یَبْھَتُ "بہتان لگانا" کہ اس کا عین کلمہ ھاء ہے جو حرف حلقی ہے اور جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ (کھولنا) کہ اس کا لام کلمہ حاء ہے اور یہ حرف حلقی ہے نیز یہاں دو باتیں سمجھ لینا بہت ضروری ہیں ایک تو یہ کہ یہ شرط صرف فعل صحیح میں ہے فعل معتل یا مضاعف وغیرہ میں نہیں چنانچہ معتل یا مضاعف کا عین کلمہ اور لام کلمہ حرف حلقی بھی نہ ہو تو وہ باب فتح سے آسکتا ہے جیسے اَبیٰ یَأْبیٰ (انکار کرنا) اور عَضَّ یَعَضُّ کہ پہلا معتل اور دوسرا مضاعف ہے اور دونوں میں سے کسی کے عین کلمہ اور لام کلمہ میں حرف حلقی نہیں مگر وہ دونوں باب فتح سے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ اس شرط کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جس فعل صحیح کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو وہ باب فتح سے ضرور ہوگا بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ جو فعل صحیح باب فتح سے آئے اس کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ضرور ہوگا چنانچہ دیکھو سَمِعَ یَسْمَعُ کا لام کلمہ (عین) حرف حلقی ہے مگر یہ باب فتح سے نہیں ان دونوں باتوں کو خوب یاد کرلو۔ ١٢ رف

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

(١) قولہ اس میں یعنی حَسِبَ کے مادہ میں ١٢ رف

(٢) قولہ جس کو یعنی غیر ملحق کو مطلق بھی کہتے ہیں ١٢ رف

(٣) قولہ باب ملحق بہ الخ ملحق بہ وہ باب ہے جس کے ساتھ مجرد ملحق ہوا ہے ١٢

(٤) معنی سے مراد یہاں وہ معنی ہیں جو باب میں خاصیت کے طور پر ہوتے ہیں جیسے اِلْبَاسٌ اور قصر وغیرہ۔ ١٢

(٥) قولہ جَلْبَبَ مجرد میں یہ جَلَبَ (ن، ض) تھا جس کے معنی کھینچنے کے ہیں اس میں ایک باء زائد کی تو یہ بَعْثَرَ کے وزن پر ہو گیا، اور چونکہ باب بَعْثَرَ کی ایک خاصیت الباس بھی ہے لہٰذا یہاں جَلْبَبَ میں بھی الباس کے معنی آگئے اور جَلْبَبَ کے معنی چادر یا قمیص وغیرہ پہنانے کے ہو گئے وزن رباعی پر ہونے اور رباعی کے علاوہ دوسرے معنی یعنی خاصیت نہ ہونیکی شرط اس میں پائی جارہی ہے لہٰذا یہ ملحق برباعی ہے۔ ١٢

SamarHanif.com

باب (۱) دوسرے معنی بھی رکھتا ہو، جیسے: اِجْتَنَبَ (۲) اور اَکْرَمَ

ملحق کا ذکر رباعی کے ذکر کے بعد آئے گا کیونکہ اس کا سمجھنا رباعی کے سمجھنے پر موقوف ہے لہٰذا اولاً مطلق کا بیان کیا جاتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں: باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل، پہلی کے سات باب ہیں:

باب اول:...... اِفْتِعَالٌ۔ اس باب کی علامت یہ ہے کہ اس میں فاء کلمہ (۳) کے بعد تاء زائد ہوتی ہے، جیسے: اَلْاِجْتِنَابُ "پرہیز کرنا"

تصریفہ: اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ اِجْتِنَاباً فَهُوَ مُجْتَنِبٌ وَاُجْتُنِبَ یُجْتَنَبُ اِجْتِنَاباً فَهُوَ مُجْتَنَبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِجْتَنِبْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَجْتَنِبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُجْتَنَبٌ۔

اس باب (۴) میں اور تمام ابواب ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ میں فعل ماضی مجہول کا ہر حرف متحرک مضموم ہوتا ہے سوائے ماقبلِ آخر کے کہ وہ مکسور ہوتا ہے اور ساکن اپنی حالت پر رہتا ہے، لہٰذا اُجْتُنِبَ میں ہمزہ اور تاء دونوں مضموم ہیں اسی طرح اُسْتُنْصِرَ میں بھی۔ نیز اس باب کے اور تمام ابواب ہمزہ وصل کے ماضی منفی میں جب ہمزہ وصل درمیان میں آنے کی وجہ سے گرتا ہے تو مَا اور لَا کا الف بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مَاجْتَنَبَ لَاجْتَنَبَ مَانْفَطَرَ لَانْفَطَرَ مَاسْتُنْصِرَ لَاسْتُنْصِرَ کہا جائے گا۔

اس باب میں اور تمام ابواب ثلاثی مزید و رباعی (۵) میں اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے۔ بجز اس کے کہ علامت مضارع کی بجائے میم مضموم لے آتے ہیں اور ماقبل آخر اگر مکسور نہ ہو تو اسے کسرہ دیتے ہیں اور اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہوتا ہے مگر ماقبل آخر اس میں مفتوح ہوتا ہے اور اسم ظرف اس باب کا اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے اور آلہ و اسم تفضیل ان ابواب سے نہیں آتے اگر آلہ کے معنی ادا کرنے مقصود ہوں تو لفظ "مابہ" مصدر پر زائد کر دیتے ہیں مثلاً: مَابِهِ الْاِجْتِنَابُ کہتے ہیں اور اگر معنی تفضیل ادا کرنے ہوں تو مصدر منصوب پر لفظ "اَشَدُّ" زائد کر دیتے ہیں مثلاً: اَشَدُّ اِجْتِنَاباً کہتے ہیں اور لون وعیب میں بھی جن سے کہ ثلاثی مجرد میں بھی اسم تفضیل نہیں آتا معنیٰ تفضیل کی ادائیگی اسی طریقہ سے کی جاتی ہے، مثلاً: اَشَدُّ حُمْرَةً اور اَشَدُّ صَمَماً کہتے ہیں۔

---

(۱) یعنی وہ باب رباعی کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اَکْرَمَ ۱۲

(۲) یہ دونوں مثالیں مطلق کی ہیں اِجْتَنَبَ اس کی مثال ہے کہ حرف کی زیادتی کے بعد رباعی کے وزن پر نہیں آیا لہٰذا مطلق (غیر ملحق) ہے اور اَکْرَمَ اس کی مثال ہے کہ اگرچہ یہ رباعی کے وزن پر ہے مگر اس میں رباعی کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی پائے جاتے ہیں مثلاً افعال کی خاصیت تعدیہ یہاں پائی جا رہی ہے جو باب بَعْثَرَ میں نہیں پائی جاتی لہٰذا یہ بھی غیر ملحق یعنی مطلق ہے۔ اصل کتاب کے فارسی حاشیہ میں اس مقام پر کچھ اور تشریح کی گئی مگر وہ احقر کی رائے میں صحیح نہیں ۱۲ رف

(۳) یعنی فاکلمہ کے بعد الخ یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ باب افتعال میں تو ہمزہ وصل بھی زائد ہے پھر اس کو علامت میں کیوں ذکر نہیں کیا؟ جواب یہ ہے کہ یہاں مصنف کا مقصود ابواب کی ایسی علامات بیان کرنا ہے کہ ان کے ذریعہ ہر باب باقی تمام ابواب سے ممتاز ہو جائے۔ حروفِ زوائد کی محض تعداد بیان کرنا مقصود نہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مصنف کے بیان سابق سے یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ ان سات ابواب کے شروع میں ہمزہ وصل زائد ہوتا ہے لہٰذا دوبارہ تصریح کی حاجت نہ رہی۔

(۴) قولہ اس باب میں الخ خلاصہ یہ کہ ثلاثی مجرد کے علاوہ تمام ابواب میں ۱۲ رف

(۵) قولہ رباعی خواہ رباعی مجرد ہو یا مزید فیہ ۱۲ رف

SamarHanif.com

قاعدہ نمبر ۱:...... اگر فائے افتعال دال یا ذال یا زاء ہو تو تائے افتعال دال سے بدل جاتی ہے پھر اس میں فاکلمہ کی دال تو وجوباً مدغم ہو جاتی ہے جیسے: اِدَّعٰی[1]۔ ذال[2] کی تین حالتیں ہیں کبھی دال سے بدل کر دال میں مدغم ہو جاتی ہے، جیسے: اِدَّکَرَ[3] اور کبھی دال کو ذال سے بدل کر فاکلمہ کو اس میں مدغم کر دیتے ہیں جیسے: اِذَّکَرَ اور کبھی بے ادغام رہنے دیتے ہیں، جیسے: اِذْدَکَرَ۔ اور زاء کی دو حالتیں ہیں: کبھی بے ادغام رکھتے ہیں، جیسے: اِزْدَجَرَ اور کبھی دال کو زاء بنا کر فاکلمہ کی زاء کو اس میں مدغم کر دیتے ہیں، جیسے: اِزَّجَرَ۔

قاعدہ نمبر ۲:...... اگر فائے افتعال صاد یا ضاد یا طاء یا ظاء ہو تو تائے افتعال طاء سے بدل جاتی ہے پھر طاء تو وجوباً مدغم ہو جاتی ہے، جیسے: اِطَّلَبَ[4] اور ظاء کبھی طاء ہو کر مدغم ہو جاتی ہے، جیسے: اِطَّلَمَ[5] اور کبھی بے ادغام[6] ہی رہتی ہے، جیسے: اِظْطَلَمَ اور کبھی طاء کو ظاء کر کے ادغام کر دیتے ہیں، جیسے: اِظَّلَمَ اور صاد و ضاد بے ادغام رہتے ہیں، جیسے: اِصْطَبَرَ اور اِضْطَرَبَ اور کبھی طاء کو صاد یا ضاد سے بدل کر ادغام کر دیتے ہیں، جیسے: اِصَّبَرَ اور اِضَّرَبَ۔

قاعدہ نمبر ۳:...... اگر فاء افتعال ثاء ہو تو جائز ہے کہ تاء کو ثاء سے بدل کر ادغام کریں، جیسے: اِثَّارَ[7]۔

قاعدہ نمبر ۴:...... عین[8] افتعال اگر تاء، ثاء، جیم، زاء، دال، ذال، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، یا ظاء ہو، جیسے: اِخْتَصَمَ اور اِهْتَدٰی میں، تو تائے افتعال کو ہم جنس عین کر کے اس[9] کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کر دیتے ہیں۔ اور ہمزۂ وصل گر جاتا ہے، پس خَصَّمَ اور هَدّٰی ہو جائے گا اور مضارع یَخَصِّمُ اور یَهَدِّیْ، اور کسرہ فاء بھی جائز ہے، جیسے: خِصَّمَ، یَخِصِّمُ اور هِدّٰی یَهِدِّیْ، یَخِصِّمُوْنَ وَیَهِدِّیْ جو قرآن مجید میں آیا ہے، اسی باب سے ہے اور اسم فاعل میں ضمہ فاء بھی آتا ہے مُخُصِّمٌ مُخِصِّمٌ تینوں حرکتیں جائز ہیں۔

باب دوم:...... اِسْتِفْعَالٌ۔ اس کی علامت سین و تاء کا فاء سے پہلے زائد ہونا ہے، جیسے: اَلْاِسْتِنْصَارُ مدد طلب کرنا۔

تصریفہ: اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَارًا فَهُوَ مُسْتَنْصِرٌ وَاُسْتُنْصِرَ یُسْتَنْصَرُ اِسْتِنْصَارًا فَهُوَ مُسْتَنْصَرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْتَنْصِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَسْتَنْصِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْتَنْصَرٌ۔

---

(۱) قولہ اِدَّعٰی، اَلْاِدِّعَاءُ سے فعل ماضی معروف ہے جس کے معنی دعوی کرنے کے ہیں اصل میں اِدْتَعَوَ تھا تاء کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا اور آخر میں واو کو الف سے بدل دیا تو اِدَّعٰی ہو گیا۔ ۱۲ رفیع

(۲) قولہ ذال کی الخ یعنی فائے افتعال اگر ذال ہو تو افتعال کی تاء کو دال سے بدلنے کے بعد تین صورتیں جائز ہیں جو مصنف رحمۃ اللہ علیہ خود بیان فرماتے ہیں۔

(۳) قولہ اِدَّکَرَ اصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ تائے افتعال کو دال سے بدلا پھر ذال کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا گیا، اِدَّکَرَ ہو گیا ۱۲ رف

(۴) قولہ اِطَّلَبَ اصل میں اِطْتَلَبَ تھا تائے افتعال کو طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں وجوباً ادغام کر دیا گیا۔ ۱۲ رف

(۵) اِطَّلَمَ اصل میں اِظْتَلَمَ تھا تائے افتعال کو طاء سے بدلا پھر فاء کلمہ (ظاء) کو بھی طاء سے بدل کر طاء کا طاء میں ادغام کر دیا گیا۔ ۱۲ مترجم غفرلہ

(۶) قولہ بے ادغام الخ مطلب یہ ہے کہ ظاء کو طاء سے نہیں بدلتے بلکہ ظاء ہی رہنے دیتے ہیں لہٰذا ادغام بھی نہیں کرتے۔ ۱۲

(۷) قولہ اِثَّارَ اصل میں اِثْتَارَ تھا تاء کو ثاء سے بدل کر ثاء کا ثاء میں ادغام کر دیا گیا ۱۲۔

(۸) قولہ عین افتعال الخ فائے افتعال کے قواعد سے فارغ ہو کر عین افتعال کا قاعدہ بیان فرماتے ہیں۔ ۱۲

(۹) یعنی تاء افتعال کی۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

فائدہ: اِسْتِطَاعَ یَسْتَطِیْعُ میں جائز ہے کہ تائے استفعال حذف کر دی جائے، قرآن مجید میں فَمَا اسْطَاعُوْا اور مَالَمْ تَسْطِعْ اسی باب سے ہے۔

باب سوم: ...... اِنْفِعَالٌ۔ اس کی علامت فاء سے پہلے نون کا زائد ہونا ہے اور یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے جیسے: اَلْاِنْفِطَارُ ''پھٹنا''۔

تصریفہ: اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ اِنْفِطَاراً فَھُوَ مُنْفَطِرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِنْفَطِرْ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَنْفَطِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُنْفَطَرٌ۔

جس لفظ کا فاء کلمہ نون ہو وہ باب انفعال سے نہیں آتا بلکہ انفعال کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو اسے باب افتعال میں لے جاتے ہیں، جیسے: اِنْتَکَسَ ''سرنگوں ہونا''۔

باب چہارم: ...... اِفْعِلَالٌ۔ اس کی علامت تکرار لام اور ہمزۂ وصل کے بعد ماضی میں چار [1] حرف ہونا ہے، جیسے: اَلْاِحْمِرَارُ سرخ ہونا۔

تصریفہ: اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَاراً فَھُوَ مُحْمَرٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ اِحْمَرِرْ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَحْمَرَّ لَا تَحْمَرِّ لَا تَحْمَرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُحْمَرٌّ۔

اِحْمَرَّ دراصل اِحْمَرَرَ تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا۔ اِحْمَرَّ ہو گیا۔ یَحْمَرُّ مُحْمَرٌّ اور ان جیسے دوسرے صیغوں کی تعلیل بھی اسی طرح ہے۔ امر واحد مذکر میں وقف کی وجہ سے اجتماع ساکنین ہو گیا، کیونکہ دونوں را ساکن ہو گئیں، تو کبھی دوسری راء کو فتحہ [2] دیا تو اِحْمَرَّ ہو گیا اور کبھی کسرہ دیا تو اِحْمَرِّ ہو گیا اور کبھی فک ادغام کیا تو اِحْمَرِرْ ہو گیا۔ لَمْ یَحْمَرَّ اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

فائدہ: اس باب کا لام [3] ہمیشہ مشدد ہوتا ہے سوائے ناقص کے کہ اس میں لفیف [4] کے احکام پر عمل کیا جاتا ہے، جیسے: اِرْعَوٰی [5] کہ واو اول کو سالم رکھتے ہیں اور دوسرے واو میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیلات کرتے ہیں۔

---

(۱) قولہ چار حرف ہونا، یہ باب اِقْشِعْرَارٌ سے احتراز ہے کہ اگرچہ تکرار لام اس کی علامات میں سے بھی ہے مگر اس میں ہمزہ وصل کے بعد پانچ حرف ہوتے ہیں لہٰذا فرق صرف تعداد حروف میں ہے مگر اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں باب افعلال کے مصدر اِحْمِرَارٌ میں تو ہمزہ وصل کے بعد چار نہیں بلکہ پانچ حرف ہیں پھر مصنف کا یہ کہنا کہ اس کی علامت، ہمزہ وصل کے بعد چار حرف ہونا ہے صحیح نہیں۔

جواب: یہ ہے کہ ان تمام ابواب کی علامتوں میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صرف فعل ماضی کا اعتبار کیا ہے باقی صیغوں اور مصادر کا اعتبار نہیں کیا اور فعل ماضی و امر حاضر میں ہمزہ وصل کے بعد یہاں صرف چار ہی حروف ہیں۔ ۱۲ رفیع

(۲) قولہ فتحہ دیا، کیونکہ فتحہ اخف الحرکات ہے اور کسرہ اس لئے دیا کہ جب کسی حرف ساکن کو متحرک کرتے ہیں تو اصل قاعدہ یہی ہے کہ اس کو کسرہ دیا جائے۔ کہا جاتا ہے اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ ۱۲۔

(۳) قولہ اس باب کا لام یعنی لام کلمہ ۱۲ مترجم (۴) لفیف کے احکام آگے آئیں گے۔ ۱۲ رف

(۵) اِرْعِوَاءٌ کے معنی باز آنے کے ہیں اس میں اس وقت مطاوعت مجرد کی خاصیت پائی جا رہی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے رَعَوْتُہٗ فَارْعَوٰی میں نے اسے روکا تو وہ رک گیا ۱۲ ملخصا من نوادر الاصول۔

SamarHanif.com

باب پنجم: ...... اِفْعِيلَالٌ۔ اس کی علامت تکرار لام اور لام اول سے پہلے الف (۱) کا زیادہ ہونا ہے۔ یہ الف مصدر میں یاء سے بدل جاتا ہے، جیسے: اَلْاِدْهِيمَامُ "سخت سیاہ ہونا"

تصریفه: اِدْهَامَّ يَدْهَامُّ اِدْهِيمَامًا فَهُوَ مُدْهَامٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِدْهَامَّ اِدْهَامِّ اِدْهَامِمْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَدْهَامَّ لَا تَدْهَامِّ لَا تَدْهَامِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُدْهَامٌّ۔

اس باب کے صیغوں میں ادغام باب اِفْعِلَالٌ کے صیغوں کی طرح ہوا ہے ہر صیغہ کی تعلیل اس کی نظیر کے طرز پر اصل نکال کے کرلینا چاہئے۔ ان دونوں بابوں میں زیادہ تر لون وعیب (۲) کے معنی آتے ہیں اور یہ دونوں ہمیشہ لازم ہوتے ہیں۔

باب ششم: ...... اِفْعِيعَالٌ۔ اس کی علامت تکرار عین اور دو عین کے درمیان واو کا آنا ہے یہ واو مصدر میں کسرۂ ماقبل کے باعث یاء سے بدل گیا ہے، جیسے: اِخْشِيشَانٌ (۳) سخت کھردرا ہونا۔

تصریفه: اِخْشَوْشَنَ يَخْشَوْشِنُ اِخْشِيشَانًا فَهُوَ مُخْشَوْشِنٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِخْشَوْشِنْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَخْشَوْشِنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُخْشَوْشَنٌ۔

یہ باب اکثر لازم ہوتا ہے، اور کبھی متعدی بھی آجاتا ہے، جیسے: اِحْلَوْلَيْتُه میں نے اسے شریں سمجھا۔

باب ہفتم: ...... اِفْعِوَّالٌ۔ اس کی علامت واو مشدد بعد عین ہے، جیسے: اَلْاِجْلِوَّاذُ "دوڑنا"

تصریفه: اِجْلَوَّذَ يَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا فَهُوَ مُجْلَوِّذٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِجْلَوِّذْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَجْلَوِّذْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُجْلَوَّذٌ۔

ثلاثی (۴) مزید مطلق بے ہمزۂ وصل کے پانچ باب ہیں:

باب اول: ...... اِفْعَالٌ۔ ماضی اور امر میں ہمزۂ قطعی (۵) اس کی علامت ہے اور علامت مضارع اس کے معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے۔

تصریفه: اَكْرَمَ يُكْرِمُ اِكْرَامًا فَهُوَ مُكْرِمٌ وَاُكْرِمَ يُكْرَمُ اِكْرَامًا فَهُوَ مُكْرَمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اَكْرِمْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُكْرِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُكْرَمٌ۔

ماضی میں جو ہمزۂ قطعی تھا وہ مضارع میں گر گیا ہے ورنہ مضارع يُؤَكْرِمُ يُؤَكْرِمَانِ الخ ہوتا تو اُؤَكْرِمُ میں دو ہمزہ جمع ہوجاتے۔ اس کے مکرر ہونے کی وجہ سے ان میں سے ایک ہمزہ کو حذف کردینا مناسب ہوا۔ پھر موافقت کے لئے مضارع کے باقی صیغوں سے بھی حذف کردیا گیا۔

---

(۱) قولہ الف کا زیادہ ہونا۔ سوال: اس کے مصدر میں تو لام اوّل سے پہلے الف زائد نہیں؟ جواب: یہاں تمام ابواب میں صرف فعل ماضی کے حروف کو بطور علامات ذکر کیا جارہا ہے مصادر اور دوسرے صیغوں کے حروف بیان نہیں کئے جارہے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۲) مگر لون زیادہ اور عیب کم۔ ۱۲ کذا فی نوادر الاصول۔

(۳) قولہ اَلْاِخْشِيشَانُ۔ یہ اصل میں اَلْاِخْشِوْشَانُ تھا واو ساکن سے پہلے چونکہ کسرہ تھا اس لئے واو کو یاء سے بدل دیا گیا۔ یہ ایک قاعدہ ہے جو آگے بیان ہوگا۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ ثلاثی مزید فیہ مطلق الخ ثلاثی مزید فیہ مطلق باہمزۂ وصل کے بیان سے فارغ ہوکر اب ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزۂ وصل کے ابواب بیان کرتے ہیں ۱۲ رف۔

(۵) قولہ ہمزہ قطعی، ہمزہ قطعی وہ ہے جو وسط کلام میں برقرار رہے اور ہمزہ وصل وہ جو وسط کلام میں گرجائے ۱۲ حاشیہ فارسی۔

بابِ دوم:...... تَفْعِيْلٌ۔ اس کی علامت تشدید[(۱)] عین ہے اس طرح[(۲)] کہ فاء پر تا مقدم نہیں۔ علامت مضارع معروف اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے، جیسے: اَلتَّصْرِيْفُ ''گھمانا''۔

تصریفہ: صَرَّفَ يُصَرِّفُ تَصْرِيْفًا فَهُوَ مُصَرِّفٌ وَصُرِّفَ يُصَرَّفُ تَصْرِيْفًا فَهُوَ مُصَرَّفٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ صَرِّفْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَا تُصَرِّفْ وَالظَّرْفُ مِنْهُ مُصَرَّفٌ۔

اس باب کا مصدر فِعَّالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے، جیسے: كِذَّابٌ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا۔ اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے، جیسے: كَلَامٌ وَسَلَامٌ۔

بابِ سوم:...... مُفَاعَلَةٌ۔ اس کی علامت فاء[(۳)] کے بعد الف زائد ہے اس[(۴)] طرح کہ فاء پر تا مقدم نہیں۔ علامت مضارع معروف اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے، جیسے: اَلْمُقَاتَلَةُ وَالْقِتَالُ ''ایک دوسرے سے جنگ کرنا''

تصریفہ: قَاتَلَ يُقَاتِلُ مُقَاتَلَةً وَقِتَالًا فَهُوَ مُقَاتِلٌ وَقُوْتِلَ يُقَاتَلُ مُقَاتَلَةً وَقِتَالًا فَهُوَ مُقَاتَلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ قَاتِلْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَا تُقَاتِلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقَاتَلٌ۔

فعل ماضی مجہول میں الف ضمہ[(۵)] ماقبل کی وجہ سے واو ہو گیا ہے۔

بابِ چہارم:...... تَفَعُّلٌ۔ اس کی علامت تشدید عین اور فاء پر تاء[(۶)] کا مقدم ہونا ہے، جیسے: اَلتَّقَبُّلُ ''قبول کرنا''۔

تصریفہ: تَقَبَّلَ يَتَقَبَّلُ تَقَبُّلًا فَهُوَ مُتَقَبِّلٌ وَتُقُبِّلَ يُتَقَبَّلُ تَقَبُّلًا فَهُوَ مُتَقَبَّلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَقَبَّلْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَا تَتَقَبَّلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَقَبَّلٌ۔

بابِ پنجم:...... تَفَاعُلٌ۔ اس کی علامت فاء[(۷)] سے پہلے تاء اور فاء کے بعد الف کی زیادتی ہے، جیسے: اَلتَّقَابُلُ ''ایک دوسرے کے مقابل ہونا''۔

تصریفہ: تَقَابَلَ يَتَقَابَلُ تَقَابُلًا فَهُوَ مُتَقَابِلٌ وَتُقُوْبِلَ يُتَقَابَلُ تَقَابُلًا فَهُوَ مُتَقَابَلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَقَابَلْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَا تَتَقَابَلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَقَابَلٌ۔

ماضی مجہول میں الف ضمہ ماقبل کے باعث واو ہو گیا اور تا اس باب میں اور تَفَعُّل میں اس قاعدے سے مضموم ہو گئی ہے، جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ماضی مجہول میں ماقبل آخر کے علاوہ ہر متحرک مضموم ہو جاتا ہے۔

---

(۱) قولہ تشدید عین الخ یعنی ماضی و امر حاضر میں جیسا کہ پہلے کئی بار گزر چکا۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ اس طرح کہ الخ باب تَفَعُّلٌ سے احتراز ہے کہ اس کی ماضی میں بھی عین کلمہ مشدد تو ہوتا ہے لیکن فاء سے پہلے تاء ہوتی ہے جیسے تَقَبَّلَ (اس نے قبول کیا) ۱۲ رف۔

(۳) قولہ فاء کے بعد یعنی ماضی و امر حاضر معروف میں فاء کلمہ کے بعد۔ ۱۲

(۴) قولہ اس طرح کہ الخ باب تَفَاعُلٌ سے احتراز ہے کہ اس میں فاء کلمہ کے بعد الف تو زائد ہے مگر فاء سے پہلے تاء بھی ہے جیسے تَقَابَلَ (آمنے سامنے ہوئے)

(۵) قولہ الف ضمہ ماقبل کی وجہ سے...... یہ ایک قاعدہ ہے کہ الف سے پہلے ضمہ آجائے تو الف کو واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے قُوْتِلَ مجہول کہ قَاتَلَ سے بنا ہے ۱۲ رف۔

(۶) قولہ تاء کا مقدم ہونا باب تفعیل سے احتراز ہے کہ اس کی ماضی و امر حاضر میں فاء پر تاء مقدم نہیں ہوتی۔ ۱۲

(۷) قولہ فاء سے پہلے تاء، باب مفاعلہ سے احتراز ہے کہ اس کی ماضی و امر حاضر میں فاء سے پہلے تاء نہیں ہوتی ۱۲ رف۔

SamarHanif.com

قاعدہ:...... ان دونوں بابوں کے مضارع میں جب بھی دو تاء مفتوحہ جمع ہو جائیں تو جائز ہے کہ ایک کو حذف کر دیں، جیسے: تَقَبَّلُ تَتَقَبَّلُ میں اور تَظَاهَرُوْنَ تَتَظَاهَرُوْنَ میں۔

قاعدہ:...... جب ان دونوں بابوں کی فاء ان حروف میں سے کوئی ہو، تاء ثاء، جیم، دال، ذال، زاء، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، ظاء تو جائز ہے کہ تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ کی تاء کو فاء کلمہ سے بدل کر اس میں ادغام کر دیں اس صورت میں ماضی اور امر میں ہمزہ وصل آجائے گا۔

باب اِفَّعُّلْ اور اِفَّاعُلْ جن کو صاحب منشعب نے ابواب ہمزۂ وصل میں شمار کیا ہے، اسی قاعدے سے پیدا ہوئے ہیں، جیسے: اِطَّهَّرَ [1] يَطَّهَّرُ اِطَّهُّراً فَهُوَ مُطَّهِّرٌ اور [2] اِثَّاقَلَ يَثَّاقَلُ اِثَّاقُلاً فَهُوَ مُثَّاقِلٌ۔

فصل سوم ”رباعی مجرد و مزید فیہ کے بیان میں“

ابواب ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق کے بیان سے فارغ ہو کر اب ہم ابواب ملحق کے بیان سے پہلے ابواب رباعی مجرد و مزید فیہ بیان کرتے ہیں، پس یاد رکھو کہ رباعی مجرد کا ایک باب ہے، فَعْلَلَةٌ جیسے اَلْبَعْثَرَةُ ”آمادہ کرنا“

تصریفہ: بَعْثَرَ يُبَعْثِرُ بَعْثَرَةً فَهُوَ مُبَعْثِرٌ وَبُعْثِرَ يُبَعْثَرُ بَعْثَرَةً فَهُوَ مُبَعْثَرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ بَعْثِرْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَا تُبَعْثِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُبَعْثَرٌ۔

ماضی میں چار حروف اصلی کا ہونا اس باب کی علامت ہے علامت مضارع معروف [3] اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے، علامت مضارع کی حرکت کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ماضی میں چار حروف ہوں، خواہ تمام اصلی ہوں یا بعض اصلی اور بعض زائد ہوں، تو اس کی علامت مضارع معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے، جیسے: يُكْرِمُ يُصَرِّفُ يُقَاتِلُ يُبَعْثِرُ ورنہ [4] مفتوح ہوتی ہے، جیسے: يَنْصُرُ يَجْتَنِبُ يَتَقَابَلُ۔

رباعی مزید فیہ یا تو بے ہمزۂ وصل ہوتا ہے اور اس کا ایک باب ہے تَفَعْلُلٌ اس کی علامت چار حروف اصلی سے پہلے تاء کی زیادتی ہے، جیسے: اَلتَّسَرْبُلُ ”قمیص پہننا“۔

تصریفہ: تَسَرْبَلَ يَتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلاً فَهُوَ مُتَسَرْبِلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَسَرْبَلْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَا تَتَسَرْبَلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَسَرْبَلٌ۔

یا با ہمزۂ وصل ہوتا ہے اور اس کے دو باب ہیں: اول اِفْعِلَّالٌ اس کی علامت لام دوم کی تشدید ہے اور اس میں چار

---

(1) قولہ اِطَّهَّرَ اصل میں تَطَهَّرَ تھا، تفعل کا فاکلمہ چونکہ طاء تھا اس لئے جوازاً تائے تفعل کو طاء سے بدلا اور طاء کا طاء میں ادغام کر دیا اور ابتداء بالسکون چونکہ ناجائز ہے اس لئے ہمزۂ وصل شروع میں لے آئے اِطَّهَّرَ ہوا۔ ۱۲ رف۔

(۲) قولہ اِثَّاقَلَ اصل میں تَثَاقَلَ تھا تَفَاعُلْ کا فاء کلمہ ثاء تھا اس لئے جوازاً تائے تفاعل کو ثاء سے بدلا۔ اور ثاء کا ثاء میں ادغام کر دیا اور شروع میں ہمزۂ وصل لے آئے اِثَّاقَلَ ہوا۔ ۱۲ رف۔

(۳) وکذا المجہول ۱۲ رف

(۴) یعنی اگر اس کی ماضی میں چار حرف نہ ہوں بلکہ چار سے کم یا زائد ہوں ۱۲ منہ

SamarHanif.com

حروف اصلیہ پر ایک لام اور ماضی وامر میں ہمزۂ وصل زائد ہے، جیسے: اَلْاِقْشِعْرَارُ رونگٹے کھڑے ہو جانا۔

تصریفہ: اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَاراً فَھُوَ مُقْشَعِرٌّ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اِقْشَعِرَّ اِقْشَعِرِّ اِقْشَعْرِرْ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَاتَقْشَعِرَّ لَاتَقْشَعِرِّ لَاتَقْشَعْرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مُقْشَعَرٌّ۔

اِقْشَعَرَّ دراصل اِقْشَعْرَرَ تھا اور یَقْشَعِرُّ، یَقْشَعْرِرُ تھا اور اسی طرح دوسرے صیغے تھے، جس طرح اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ کے صیغوں میں ادغام کیا گیا ہے، اسی طرح اس باب کے صیغوں میں بھی ہوا ہے، مگر اس باب میں متجانسین میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن تھا، لہٰذا اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کیا گیا ہے۔ (۱)

باب دوم: ...... اِفْعِنْلَالٌ۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ماضی وامر میں ہمزۂ وصل اور عین کے بعد نون زائد ہے، جیسے: اَلْاِبْرِنْشَاقُ (۲) بہت خوش ہونا۔

تصریفہ: اِبْرَنْشَقَ یَبْرَنْشِقُ اِبْرِنْشَاقاً فَھُوَ مُبْرَنْشِقٌ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اِبْرَنْشِقْ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَاتَبْرَنْشِقْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مُبْرَنْشَقٌ۔

فصل چہارم ثلاثی مزید فیہ ملحق کے بیان میں

ثلاثی مزید ملحق یا تو ملحق برباعی مجرد ہوگا یا ملحق برباعی مزید۔ اول کے سات باب ہیں:

(۱) ...... فَعْلَلَةٌ، اس میں تکرار لام کی زیادتی ہے، جیسے: اَلْجَلْبَبَةُ "چادر پہنانا" تصریفہ: جَلْبَبَ (۳) یُجَلْبِبُ الخ

(۲) ...... فَعْوَلَةٌ، اس میں عین کے بعد واو زائد ہے، جیسے: اَلسَّرْوَلَةُ "شلوار پہنانا" تصریفہ: سَرْوَلَ یُسَرْوِلُ الخ

(۳) ...... فَیْعَلَةٌ، اس میں فاء کے بعد یا زائد ہے، جیسے: اَلصَّیْطَرَةُ "مقرر ہونا" تصریفہ: صَیْطَرَ یُصَیْطِرُ الخ

(۴) ...... فَعْیَلَةٌ، اس میں عین کے بعد یاء زائد ہے، جیسے: اَلشَّرْیَفَةُ "کھیت کے غیر ضروری پتے کاٹنا" تصریفہ: شَرْیَفَ یُشَرْیِفُ الخ

(۵) ...... فَوْعَلَةٌ، فا کے بعد واو زائد ہے، جیسے: اَلْجَوْرَبَةُ "جراب پہنانا" تصریفہ: جَوْرَبَ یُجَوْرِبُ الخ

(۶) ...... فَعْنَلَةٌ، فا کے بعد نون زائد ہے، جیسے: اَلْقَلْنَسَةُ "ٹوپی پہنانا" تصریفہ: قَلْنَسَ یُقَلْنِسُ الخ

(۷) ...... فَعْلَاةٌ لام کے بعد یا زائد ہے، جیسے: اَلْقَلْسَاةُ "ٹوپی اڑھانا" تصریفہ: قَلْسیٰ یُقَلْسِیْ قَلْسَاةً فَھُوَ مُقَلْسٍ وَقُلْسِیَ یُقَلْسیٰ قَلْسَاةً فَھُوَ مُقَلْسیً اَلْاَمْرُ مِنْہُ قَلْسِ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَاتُقَلْسِ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مُقَلْسیً۔

قَلْسیٰ کی اصل قَلْسَیَ ہے یا متحرک ماقبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا، اسی طرح قَلْسَاةٌ مصدر ہے کہ یہ قَلْسَیَةٌ تھا

---

(۱) قولہ کیا گیا ہے۔ برخلاف اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ کے کہ اس میں متجانسین میں سے اول کا ماقبل (یعنی میم) خود متحرک تھا چنانچہ اس میں متجانس اول کی حرکت ماقبل کو نہیں دی گئی۔ مضاعف کے مفصل قواعد آگے بیان ہوں گے ان میں یہ قاعدہ بھی آجائے گا۔ ۱۲

(۲) اس کے مندرجہ ذیل معانی بھی آتے ہیں۔ درخت کا شگوفہ دار ہونا، کلی کا کھلنا (قاموس) حاشیہ علم الصیغہ فارسی۔ ۱۲ منہ

(۳) قولہ جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ الخ یہ باب قرآن میں نہیں آیا بَعْثَرَ کی طرح پوری گردان کر لینی چاہیے۔ ۱۲ رفیع

SamarHanif.com

اور ایسے ہی یُقَلْسٰی مضارع مجہول ہے کہ دراصل یُقَلْسَیُ تھا اور مُقَلْسًی مفعول دراصل مُقَلْسَیٌ تھا مگر اس میں الف اجتماع ساکنین با تنوین کی وجہ سے گر گیا اور یُقَلْسِی مضارع معروف اصل میں یُقَلْسِیُ تھا یا ساکن کر دیا گیا۔ اسی طرح مُقَلْسٍ اسم فاعل ہے کہ اصل میں مُقَلْسِیٌ تھا مگر اس کی یاء اجتماع ساکنین با تنوین کی وجہ سے گر گئی۔

ملحق بر باعی مزید یا تو ملحق بتَفَعْلُلٌ ہوگا یا ملحق بِافْعِنْلَالٌ ہوگا یا ملحق بِافْعِلَّالٌ، اول کے آٹھ باب ہیں:

(۱)...... تَفَعْلُلٌ ...... اس میں تاء فاء سے پہلے اور تکرار لام زائد ہے، جیسے: تَجَلْبُبٌ ''چادر اوڑھنا''

(۲)...... تَفَعْوُلٌ ...... فاء سے پہلے تاء اور عین ولام کے درمیان واو زائد ہے، جیسے: تَسَرْوُلٌ ''شلوار پہننا''

(۳)...... تَفَیْعُلٌ ...... فاء سے پہلے تاء اور فاء کے بعد یاء زائد ہے، جیسے: تَشَیْطُنٌ ''شیطان ہونا''

(۴)...... تَفَوْعُلٌ ...... فاء سے پہلے تاء اور فاء کے بعد واو زائد ہے، جیسے: تَجَوْرُبٌ ''جراب پہننا''

(۵)...... تَفَعْنُلٌ ...... فاء سے پہلے تاء اور عین کے بعد نون زائد ہے، جیسے: تَقَلْنُسٌ ''ٹوپی پہننا''

(۶)...... تَمَفْعُلٌ ...... فاء سے پہلے تاء و میم زائد ہے، جیسے: تَمَسْکُنٌ ''مسکین ہونا''

(۷)...... تَفَعْلُتٌ ...... ایک تاء فا سے پہلے اور دوسری لام کے بعد زائد ہے، جیسے: تَعَفْرُتٌ [1] ''خبیث ہونا''

(۸)...... تَفَعْلٍ ...... فاء سے پہلے تاء اور لام کے بعد یاء زائد ہے، جیسے: تَقَلْسٍ [2] ''ٹوپی پہننا''

ان ابواب کی صرف صغیر تَسَرْبُلٌ کی صرف صغیر کے وزن پر کرلینی چاہیئے اور آخری باب یعنی تَقَلْسٍ میں تعلیلات قَلْسٰی یُقَلْسِی کی طرح کرلینی چاہئیں اور اس کے مصدر میں ضمہ کو کسرہ سے بدل کر مُقَلْسٍ کی تعلیل کی گئی ہے۔

ملحق بِافْعِنْلَالٌ کے دو باب ہیں:

(۱)...... اِفْعِنْلَالٌ ...... اس میں لام دوم اور نون بعد عین اور ہمزۂ وصل زائد ہیں، جیسے: اِقْعِنْسَاسٌ ''سینہ و گردن نکال کر چلنا''

(۲)...... اِفْعِنْلَاءٌ ...... اس میں یاء بعد لام اور نون بعد عین اور ہمزۂ وصل زائد ہے، جیسے: اِسْلِنْقَاءٌ ''پشت پر لیٹنا''

تصریفہ: اِسْلَنْقٰی یَسْلَنْقِی اِسْلِنْقَاءً فَھُوَ مُسْلَنْقٍ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْلَنْقِ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَسْلَنْقِ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْلَنْقًی۔

اس باب کا مصدر اصل میں اِسْلِنْقَایٌ تھا یاء طرف [3] میں الف کے بعد واقع ہوئی اس لئے ہمزہ سے بدل گئی دوسرے صیغوں کی تعلیل باب قَلْسٰی کے طرز پر کرلینی چاہئے۔ ملحق بِافْعِلَّالٌ کا ایک باب ہے:

(۱)...... اِفْوِعْلَالٌ ...... اس میں فاء کے بعد واو اور تکرار لام زائد ہے، جیسے: اِکْوِھْدَادٌ ''کوشش کرنا''

تصریفہ: اِکْوَھَدَّ، یَکْوَھِدُّ، اِکْوِھْدَاداً، فَھُوَ مُکْوَھِدٌّ، الامر منه، اِکْوَھِدَّ، اِکْوَھِدِّ، اِکْوَھْدِدْ، والنهی عنه لَا تَکْوَھِدَّ، لَا تَکْوَھِدِّ، لَا تَکْوَھْدِدْ، الظرف منه، مُکْوَھَدٌّ۔

اس باب کے تمام صیغوں میں ادغام ہے تعلیل اِقْشَعَرَّ کے صیغوں کی طرح کرلینی چاہئے۔

---

(۱) عِفْرِیْتٌ بمعنی خبیث سے ماخوذ ہے۔ ۱۲ ارف۔

(۲) تَقَلْسٍ اصل میں تَقَلْسُیٌ تھا یاء لام کلمہ میں ضمہ کے بعد واقع ہوئی اس لئے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا اور یاء ساکن کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا تَقَلْسٍ رہ گیا۔ ۱۲

(۳) طرف میں یعنی آخر میں ۱۲ مترجم

SamarHanif.com

فائدہ:

صرف کی بڑی کتابوں میں ملحق برباعی مجرد اور ملحق برباعی مزید فیہ کے اور بھی کئی ابواب مذکور ہیں اس رسالہ میں ہم نے مشہورات پر اکتفاء کیا ہے۔

باب تَمَفْعُلٌ میں علمائے صرف (۱) نے اشکال کیا ہے کہ الحاق کے لئے کوئی حرف فاء سے پہلے زائد نہیں کیا جاتا، بجز تاء کے کہ معنی مطاوعت ظاہر کرنے کے لئے فاء سے پہلے آجاتی ہے۔ لہٰذا میم الحاق کے واسطے نہیں ہوسکتا، (۲) اس لئے منشعب نے تو فرمادیا کہ یہ باب شاذ از قبیل غلط ہے (۳)۔ میم کو اصلی سمجھ کر تاء اس سے پہلے لے آئے، اور مولانا عبدالعلی صاحب نے رسالہ ہدایۃ الصرف میں تَمَفْعُلٌ کو ملحقات سے نکال کر رباعی مزید فیہ میں (۴) داخل کردیا۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ ملحق ہے اور یہ قید کہ الحاق کی زیادتی فاء سے پہلے نہیں ہوتی، غلط ہے۔ صاحب فصول اکبری (۵) نے ایسے بہت سے صیغوں کو کہ جن میں زیادتی فاء سے پہلے ہے ملحقات میں شمار کیا ہے، جیسے: نَرْجَسَ (۶) وغیرہ۔ الحاق کا مدار (۷) اس بات پر ہے کہ مزید فیہ زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر آجائے اور معانی ملحق بہ کے علاوہ کوئی نئے معنی از قبیل خاصیات اس میں پیدا نہ ہوں۔ تو جب یہ دونوں (۸) شرطیں موجود ہیں تو تَمَسْکَنَ کے ملحق ہونے میں شبہ نہیں اور مِسْکِیْنٌ (۹) جیسے الفاظ مِفْعِیْلٌ کے وزن پر ہیں

---

(۱) قولہ علماء صرف الخ۔ خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ باب تَمَفْعُلٌ کے ملحق ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہوگیا ہے مصنفِ علّام ملحق ہونے کے قائل ہیں اور اکثر علمائے صرف اسے ملحق نہیں مانتے۔ یہاں مصنف نے پہلے مخالفین کی دلیل اور دعویٰ ذکر کیا ہے پھر ان کی دلیل کا جواب دے کر اپنی دلیل پیش کی ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ نہیں ہوسکتا مگر جو حضرات ملحق نہیں مانتے ان میں سے بعض مثلاً صاحب منشعب تو سرے سے اس باب ہی کو غلط کہتے ہیں اور اس باب سے آنے والے ہر لفظ کو اصل لغت کے اعتبار سے مہمل قرار دیتے ہیں لہٰذا ان کے نزدیک تو یہ لفظ لائق بحث ہی نہیں اور بعض مثلاً مولانا عبدالعلی صاحب اس لفظ کو تو صحیح کہتے ہیں مگر ملحق نہیں مانتے بلکہ رباعی مزید فیہ قرار دیتے ہیں اور تَسَرْبُلٌ کی طرح اس کا باب بھی تَفَعْلُلٌ بتاتے ہیں تَمَفْعُلٌ نہیں بتاتے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اس کی میم اصلی ہو زائد نہ ہو۔ ۱۲

(۳) قولہ غلط ہے۔ یعنی اصل لغت کے اعتبار سے مہمل اور بے معنی ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ لفظ تَمَسْکُنٌ بھی مہمل اور بے معنی ہو۔ ۱۲ رف۔

(۴) قولہ داخل کردیا جس کا حاصل یہ ہے کہ تَمَفْعُلٌ کوئی باب نہیں بلکہ یہ تَفَعْلُلٌ ہے اور تَسَرْبُلٌ کی طرح تَمَسْکُنٌ بروزن تَفَعْلُلٌ ہے نہ کہ بروزن تَمَفْعُلٌ۔ اور تَمَسْکُنٌ کا میم اصلی ہے نہ کہ زائد، بالکل اسی طرح جیسے کہ تَسَرْبُلٌ کا سین اصلی ہے زائد نہیں۔ ۱۲ رف۔

(۵) قولہ صاحب فصول اکبری الخ یہ تَمَفْعُلٌ کو ملحق نہ ماننے والوں کی دلیل کا جواب ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ نَرْجَسَ اس کا مصدر نَرْجَسَۃٌ ہے۔ جس کے معنی ہیں دوا میں گل نرگس ڈالنا ۱۲ حاشیہ۔

(۷) قولہ الحاق کا مدار الخ مخالفین کی دلیل کا جواب دینے کے بعد اب اپنی دلیل پیش کرتے ہیں ۱۲ رف

(۸) قولہ یہ دونوں شرطیں الخ پہلی شرط تو اس طرح پائی جارہی ہے کہ یہ تاء اور میم کے زائد ہونے کی وجہ سے تسربل کے وزن پر آگیا ہے جو رباعی ہے اور دوسری شرط اس طرح پائی جارہی ہے کہ اس میں باب تسربل کی خاصیات کے علاوہ کوئی نئی خاصیت پیدا نہیں ہوئی۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ مِسْکِیْنٌ الخ تَمَفْعُلٌ اور تَمَسْکُنٌ کے بارے میں اپنا مذہب ثابت کرنے کے بعد اب بطور تفریع کے لفظ مِسْکِیْنٌ کی تحقیق فرماتے ہیں چونکہ یہ بھی تَمَسْکُنٌ سے مشتق ہے اس لئے اس میں بھی اختلاف ہے۔ مولانا عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے وہ علمائے صرف جو تَمَسْکُنٌ کو ملحقات میں سے نہیں مانتے بلکہ رباعی مزید از باب تَفَعْلُلٌ کہتے ہیں ان کے نزدیک جس طرح تَمَسْکُنٌ کا میم اصلی ہے اسی طرح مِسْکِیْنٌ کا میم بھی اصلی ہے۔ چنانچہ وہ اس کا وزن فِعْلِیْلٌ بتاتے ہیں تاکہ مِسْکِیْنٌ کے میم کو فاء کلمہ قرار دیا جاسکے، مگر مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا میم زائد ہے وہ اس کا وزن مِفْعِیْلٌ فرما رہے ہیں تاکہ مِسْکِیْنٌ کا میم فاء کلمہ، عین اور لام کلمہ کے مقابلہ میں نہ آسکے۔ ۱۲ رف

نہ کہ فِعْلِیْلٌ کے وزن پر، اور محققین صرف کا جو معروف قاعدہ ہے کہ حرف زائد کرنے کے واسطے مزید فیہ کی مناسبت مادہ کے ساتھ اتنی کافی ہے کہ (مادہ پر) تین دلالتوں یعنی [1] مطابقی، تضمنی اور التزامی میں سے کوئی دلالت ہو سکے۔ یہ بھی تَمَسْکَنَ اور مِسْکِیْنٌ میں میم کے زائد ہونے کو مقتضی [2] ہے۔ لہذا مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو باصالت میم باب تَسَرْبَلَ سے شمار کرنا صحیح نہیں۔

فائدہ: صاحب شافیہ نے تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ کو ملحقات میں شمار کیا ہے۔ تمام محققین نے اس کو اس لئے غلط قرار دیا ہے کہ اگرچہ تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ رباعی [3] کے وزن پر ہو گئے ہیں مگر ان دونوں بابوں میں خاصیات اور معانی بہ نسبت ملحق بہ کے زائد [4] ہیں لہذا شرط الحاق نہ پائی گئی۔ [5]

فائدہ:

حضرت استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی غفرلہ نے مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات یاد کرنے کے واسطے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے، افادۃً لکھا جاتا ہے۔

فائدہ:

(الف) [6] ہر وہ مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ جس کی فا مفتوح ہو اور آخر میں تاء ہو اس کا مابعدِ ساکن اول مفتوح ہوتا ہے، جیسے: مُفَاعَلَۃٌ اور فَعْلَلَۃٌ اور اس کے ملحقات۔ [7]

---

(۱) قولہ یعنی مطابقی الــــخ لفظ کی دلالت اس کے پورے معنی موضوع لہ پر ہو تو وہ دلالت مطابقی ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت پورے چاقو (پھل اور دستہ) پر اور اگر معنی
موضوع لہ کے جز پر دلالت ہو تو وہ تضمنی ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت اس کے صرف پھل پر، یا صرف دستہ پر اور اگر معنی موضوع لہ کے لازم پر دلالت ہو تو وہ دلالت التزامی
ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت کاٹنے پر کہ جیسے ہی چاقو کا تصور آیا کاٹنے کا تصور بھی آجاتا ہے۔ اب یہ سمجھو کہ لفظ تَمَسْکُنٌ ثلاثی مزید فیہ ملحق بر باعی مزید فیہ ہے کیونکہ اس میں
وہ دونوں باتیں بھی پائی جارہی ہیں جو ملحق ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ پہلی تو یہ کہ اس میں حروف زائد ہونے کی وجہ سے یہ رباعی (تَسَرْبُلٌ) کے وزن پر آ گیا ہے دوسری
یہ کہ اس میں ملحق (باب تَسَرْبُلٌ) کی خاصیت کے علاوہ اور کوئی نئی خاصیت پیدا نہیں ہوئی پھر اس میں مناسبت کی وہ شرط بھی پائی جارہی ہے جس کا یہاں ذکر ہے کہ یہاں
لفظ تَمَسْکُنٌ کی دلالت التزامی اس کے مادہ پر جو کہ سکون ہے پائی جارہی ہے کیونکہ سکون کے معنی حرکت نہ کرنے کے ہیں اور تَمَسْکُنٌ کے معنی مسکین (فقیر) ہونے کے
ہیں اور مسکین ہونے کے تصور سے حرکت نہ کرنے کا تصور بھی آجاتا ہے کیونکہ فقیر آدمی عام طور سے ایک ہی جگہ رہتا ہے زیادہ چلتا پھرتا نہیں وہ امیر کی طرح یہ طاقت نہیں
رکھتا کہ جہاں چاہے چلا جائے پس مادہ اور مزید فیہ کے درمیان مناسبت موجود ہے۔ ۱۲ کذا فی الحاشیہ

(۲) قولہ مقتضی ہے کیونکہ لفظ تَمَسْکُنٌ اور مِسْکِیْنٌ دونوں میں ان کے مادہ پر دلالتِ التزامی موجود ہے، جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں بلکہ ایک اعتبار سے تو دلالت
مطابقی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ قاموس میں لکھا ہے کہ سَکَنَ وَ تَسَکَّنَ وَ تَمَسْکَنَ صَارَ مِسْکِیْناً، پس تَمَسْکَنَ کی اس کے مادہ (سکون) پر دلالت مطابقی موجود ہے جیسا
کہ بالکل واضح ہے کیونکہ تَمَسْکَنَ۔ سَکَنَ کے پورے معنی پر دلالت کر رہا ہے۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی۔

(۳) قولہ رباعی کے وزن یعنی تَسَرْبُلٌ کے وزن پر ۱۲ رف

(۴) قولہ زائد ہیں چنانچہ باب تَفَعْلُلٌ جس کو صاحب شافیہ نے تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کے لئے ملحق بہ قرار دیا ہے اس کی خاصیات صرف تین ہیں حالانکہ باب تَفَعُّلٌ کی
خاصیات چودہ ہیں اور باب تَفَاعُلٌ کی چھ ہیں خاصیات کی تفصیل فصول اکبری اور اس کی شروح میں ملے گی۔ ۱۲ رف

(۵) نہ پائی گئی چنانچہ یہ ملحق نہیں ہو سکتے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ (الف) اصل کتاب میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حروف ابجد اس قاعدہ کے ماتحت تحریر نہیں فرمائے۔ ضبط میں آسانی کے لئے احقر نے یہ حروف ڈال دیئے
ہیں۔ اس ترجمہ میں جہاں کہیں بھی کوئی لفظ قوسین کے درمیان ہو گا وہ احقر کا اضافہ ہے، ناگزیر حالات میں ایسا کیا گیا ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ ملحقات جیسے جَلْبَبَۃٌ سَرْوَلَۃٌ صَیْطَرَۃٌ وغیرہ۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

SamarHanif.com

(ب) اور ہر مصدر [۱] مذکور کہ جس کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء مفتوح ہو اس کا مابعدِ ساکن اول مضموم ہوتا ہے، جیسے: تَقَابُلَ و تقبُّلَ و تَسَرْبُلَ اور اس کے ملحقات۔[۲]

(ج) اور اگر فاء [۳] ساکن ہو تو اس کا مابعد مکسور ہوتا ہے، جیسے: تَصْرِیْفٌ۔

(د) اور ہر وہ مصدر کہ جس کے شروع میں ہمزہ وصل ہو اس کا مابعد ساکن اول مکسور ہوتا ہے، جیسے: اِجْتِنَابٌ و اِسْتِنْصَارٌ وغیرہ سوائے اِفَّعُلٌ، اِفَّاعُلٌ کے کہ وہ تَفَعُّلٌ [۴] اور تَفَاعُلٌ کی فرع ہیں اصل کے اعتبار سے ابوابِ ہمزہ وصل میں سے نہیں ہیں۔

(ہ) ہر وہ مصدر کہ جس کی ابتداء میں ہمزہ قطعی ہو اس کا مابعد ساکن اول مفتوح ہوتا ہے، جیسے: اِفْعَالٌ۔

اس [۵] قاعدہ میں مابعد ساکن اول کی حرکت خصوصیت سے اس لئے بیان کی گئی ہے کہ لوگ عام طور اسی کے تلفظ میں غلطی کرتے ہیں اکثر مُنَاسِبَۃٌ اور باب مُفَاعَلَۃٌ کے دوسرے مصادر کو بکسر عین اور اِجْتِنَابٌ کو بفتحہ تاء پڑھتے ہیں۔

ابواب غیر ثلاثی مجرد میں عین مضارع معلوم کی حرکت یاد کرنے کا قاعدہ

(الف) اگر ماضی میں تاء فاء سے پہلے ہو تو عینِ مضارع مفتوح [۶] ہوگی ورنہ مکسور اور رباعی [۷] اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور ہر وہ حرف جو اس جگہ ہو عین کا حکم رکھتا ہے۔

(ب) اور تَفَاعُلٌ، تَفَعُّلٌ و تَفَعْلُلٌ اور اس کے [۸] ملحقات میں مضارع معروف کا ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور دوسرے تمام ابواب میں مکسور۔

---

(۱) یعنی غیر ثلاثی مجرد۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ اور اس کے ملحقات یعنی تَفَعْلُلٌ کے ملحقات جیسے تَجَلْبُبٌ و تَسَرْوُلٌ و تَشَيْطُنٌ وغیرہ۔ ۱۲ رف

(۳) اگر فاء ساکن ہو یعنی جس مصدر کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء ساکن ہو۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ تَفَعُّلٌ الخ چنانچہ ان کا مابعد ساکن اول مکسور نہیں بلکہ مضموم ہے۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ اس قاعدہ الخ یعنی یہ قاعدہ جو کہ الف سے ھ تک کے قواعد مذکورہ پر مشتمل ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ ہوگی الخ جیسے تَقَبَّلَ اور تَقَابَلَ ۱۲ رف

(۷) قولہ اور رباعی الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ ہے کہ باب تَفَعْلُلٌ اور اس کے ملحقات کی ماضی میں بھی تاء فاء سے پہلے ہے مگر ان میں عین مفتوح نہیں بلکہ ساکن ہے پھر آپ کا یہ قاعدہ کیسے صحیح ہوا۔ ۱۲ رف

(۸) اور اس کے ملحقات یعنی تَفَعْلُلٌ کے ملحقات۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

باب سوم:

مہموز، معتل اور مضاعف کی گردان میں

جو تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

ابواب کے بیان سے فارغ ہو کر اب ہم تخفیف، اعلال اور ادغام کے قواعد شروع کرتے ہیں۔ تغییرِ ہمزہ کو تخفیف کہتے ہیں اور حرف علت کی تغییر کو اعلال۔ اور ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنے اور مشدد کرنے کو ادغام کہتے ہیں۔

فصل اول مہموز کے بیان میں

جو دو قسموں پر مشتمل ہے:

قسم اول تخفیف ہمزہ کے قواعد میں:

SamarHanif.com

(۱) قاعدہ:...... ہمزۂ منفردہ ساکنہ جوازاً اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو جاتا ہے، یعنی بعد فتحہ الف اور بعد ضمہ واو اور بعد کسرہ یاء ہو جاتا ہے، جیسے: [1] رَاسٌ، ذِیْبٌ اور بُوْسٌ۔

(۲) قاعدہ...... ہمزہ متحرکہ کے بعد ہمزہ ساکنہ وجوباً حرکت ماقبل کے موافق ہو جاتا ہے، جیسے: اٰمَنَ [2] وَاُوْمِنَ وَاِیْمَانًا۔

(۳) قاعدہ:...... جائز ہے کہ ہمزہ منفردہ مفتوحہ ضمہ کے بعد واو سے اور کسرہ کے بعد یاء سے بدل جائے، جیسے: جُوَنٌ [3] وَمِیَرٌ۔

(۴) قاعدہ:...... دو متحرک ہمزہ میں سے اگر ایک بھی مکسور ہو تو ثانی وجوباً یاء بن جاتا ہے، جیسے: جَآءٍ [4] اور اَیِمَّةٌ

(۱) قولہ رَاسٌ الخ ان تینوں الفاظ کا دوسرا حرف اصل میں ہمزہ تھا مذکورہ قاعدہ سے جوازاً حرف علت سے تبدیل ہو گیا۔ بُوْسٌ کے معنی سخت محتاج ہونے کے ہیں۔ کذا فی الحاشیہ ۱۲رف

(۲) قولہ اٰمَنَ الخ ان تینوں الفاظ میں پہلے ہمزہ کے بعد ہمزہ ساکنہ تھا مذکورہ قاعدہ سے وجوبا حرف علت سے بدل گیا۔ ۱۲رف اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ

(۳) قولہ جُوَنٌ الخ جُوْنَةٌ (بضم جیم وسکون ہمزہ) کی جمع ہے جس کے معنی عطردان کے ہیں اور جون اور میر دونوں کا دوسرا حرف اصل میں ہمزہ تھا۔ ۱۲رف

(۴) قولہ جَآءٍ اور اَیِمَّةٌ الخ جَآءٍ جَآءَ یَجِیْءُ کا اسم فاعل ہے (یعنی آنے والا) اور اَیِمَّةٌ اِمَامٌ کی جمع ہے۔ جَآءٍ اصل میں جَاىِءٌ تھا، یاء الف زائد کے بعد واقع ہوئی اس لئے یاء کو ہمزہ سے بدل دیا پھر دو ہمزہ متحرک ایک جگہ جمع ہو گئے ان میں سے پہلا مکسور تھا اس لئے اس زیر بحث قاعدے سے دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جَاءِیٌ ہوا، یاء پر ضمہ دشوار تھا اس لئے یاء کو ساکن کیا پھر یاء اور تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کیا تو جَآءٍ رہ گیا اور اَیِمَّةٌ میں دوسرا حرف دراصل ہمزہ تھا، زیر بحث قاعدہ سے دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا گیا۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

ورنہ (۱) واو، جیسے: اَوَادِمُ (۲) اور اُوَیْمُِلُ ۔صرفیین (۳) نے اس قاعدہ کو کسرہ (۴) کی صورت میں بھی وجوبی کہا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ بعض قراءات متواترہ میں لفظ اَئِمَّۃٌ بہمزہ دوم آیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قاعدہ مذکور جوازی (۵) ہے۔

(۵) قاعدہ:...... واو و یائے مدہ زائدہ اور یائے تصغیر کے بعد ہمزہ جوازاً ماقبل کی جنس سے بدل کر اس میں مدغم ہو جاتا ہے جیسے: مَقْرُوَّۃٌ (۶) ، خَطِیَّۃٌ و اُفَیِّسٌ۔

(۶) قاعدہ:...... الف مفاعل کے بعد اگر ہمزہ قبل یاء واقع ہو تو یہ یائے مفتوحہ سے بدل جاتا ہے اور یاء الف سے، جیسے: خَطَایَا جمع خَطِیْئَۃٌ یہ خَطَایِءُ تھا یاء الف جمع (۷) کے بعد قبل طرف واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہو گئی، خَطَاءِءُ ہوا پھر ہمزہ ثانیہ جاءٍ کے قاعدہ سے یاء ہو گیا۔ اب اس (۸) قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے اور یاء کو الف سے بدلا خَطَایَا ہو گیا۔ خطاءیٌ

(۷) قاعدہ:...... جو ہمزہ متحرکہ حرف ساکن غیر مدہ (۹) زائدہ و غیر یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اس کی حرکت جوازاً ماقبل کو دے کر حذف (۱۰) کر دیا جاتا ہے، جیسے: یَسَلُ (۱۱) وَقَدَفْلَحَ وَیَرْمِیْ خَاہُ۔

(۸) قاعدہ:...... یَرٰی (۱۲) یُرٰی اور تمام افعال رؤیت میں یہ قاعدہ وجوباً جاری ہوتا ہے۔ رؤیت کے اسمائے مشتقہ میں نہیں، چنانچہ مَرْاٰی مصدر میمی میں اور مِرْاٰۃٌ آلہ میں اور مَرْئِیٌّ اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر حذف کرنا جائز ہے واجب (۱۳) نہیں۔

---

(۱) قولہ ورنہ واو یعنی اگر دونوں ہمزہ میں سے ایک بھی مکسور نہ ہو تو دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

(۲) قولہ اَوَادِمُ الخ آدم کی جمع ہے (تمام انسانوں کے باپ) ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(۳) قولہ صرفیین الخ مصنف نے جو قاعدہ ذکر کیا ہے کہ دو متحرک ہمزہ میں سے اگر ایک مکسور ہو تو ہمزۂ ثانیہ یاء سے وجوباً بدل جائے گا، یہ عام صرفیین کا مذہب ہے مصنف کا نہیں کیونکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ وجوب کا انکار کرتے ہیں اور صرف جواز کے قائل ہیں یہاں یہی بات مدلل ارشاد فرما رہے ہیں۔ ۱۲ رفیع

(۴) قولہ کسرہ کی صورت الخ یعنی جبکہ دو متحرک ہمزہ میں سے ایک مکسور ہو۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ جوازی، لیکن مصنف کے نزدیک اس قاعدہ کا جوازی ہونا صرف کسرہ کی صورت میں ہے چنانچہ اگر ایک بھی مکسور نہ ہو تو واو سے بدلنے کا قاعدہ عام صرفیین کی طرح مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وجوبی ہے۔ ۱۲ واللہ اعلم۔

(۶) قولہ مَقْرُوَّۃٌ الخ قَرَأَ یَقْرَأُ قِرَاءَۃً کا اسم مفعول ہے اور خَطِیَّۃٌ بمعنی غلطی جَمْعُہٗ خَطَایَا اور اُفَیِّسٌ (بضم الاول وفتح الثانی وتشدید الیاء وکسرھا) اَفْؤُسٌ کی تصغیر ہے اور اَفْؤُسٌ فَأْسٌ کی جمع ہے بمعنی کلہاڑی۔ ۱۲ کذا فی الحاشیہ، رفیع

(۷) قولہ یا الف جمع الخ الف جمع کے بعد یاء کے واقع ہونے کا قاعدہ معتل کے قواعد میں پڑھو گے مگر چونکہ خَطَایَا میں یہ قاعدہ بھی جاری ہوا ہے اس لئے یہاں اس کا ضمناً ذکر آ گیا، اصل مقصود اس قاعدہ کا اجراء کرنا نہیں ہے۔ ۱۲ منہ اللھم اغفر لکاتبہ۔

(۸) قولہ اب اس قاعدہ کے الخ یہاں اسی قاعدہ کا بیان مقصود ہے باقی تعلیلات دوسرے قواعد سے ہوئی ہیں۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ غیر مدہ زائدہ و غیر یائے تصغیر الخ مدہ زائدہ اور یائے تصغیر کے بعد ہمزہ واقع ہو تو اس میں خَطِیْئَۃٌ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) یعنی ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

(۱۱) قولہ یَسَلُ الخ یَسَلُ اصل میں یَسْئَلُ تھا قَدَفْلَحَ اصل میں قَدْ اَفْلَحَ تھا اور یَرْمِیْ خَاہُ اصل میں یَرْمِیْ اَخَاہُ تھا یعنی "وہ اپنے بھائی کو تیر مارتا ہے۔" ۱۲ رف

(۱۲) یَرٰی یُرٰی الخ پہلا لفظ رُؤْیَۃٌ مصدر کا مضارع معروف ہے اور دوسرا مضارع مجہول، دونوں میں راء ساکن تھی اور راء کے بعد ہمزہ مفتوحہ تھا۔ ۱۲ رف

(۱۳) قولہ واجب نہیں الخ کیونکہ اسمائے مشتقہ کثیر الاستعمال نہیں بر خلاف افعال کے کہ وہ کثیر الاستعمال ہیں اس لئے افعال میں تخفیف کی ضرورت زیادہ ہے۔ ۱۲ منہ

SamarHanif.com

SamarHanif.com

(۹) قاعدہ:...... ہمزہ متحرکہ اگر متحرک [۱] کے بعد ہو تو اس میں بین بین بعید اور بین بین قریب دونوں جائز ہیں۔ ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان [۲] پڑھنا بین بین قریب ہے اور [۳] اس کے مخرج اور اس کے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید ہے۔ بین بین کو تسہیل بھی کہتے ہیں، مثال: سَألَ [۴]، سَئِمَ، لَؤُمَ۔ میں دونوں [۵] بین بین کے لئے ہمزہ اپنے اور الف کے مخرج میں پڑھا جائے گا، کیونکہ خود ہمزہ بھی مفتوح ہے اور ماقبل بھی مفتوح اور سَئِمَ میں بین بین قریب میں مخرج یاء و ہمزہ کے درمیان، اور بعید میں مخرج الف و ہمزہ کے درمیان اور لَؤُمَ میں مخرجِ واو اور ہمزہ کے درمیان بین بین قریب ہے اور مخرجِ الف و ہمزہ کے درمیان بعید۔ الف [۶] کے بعد ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے۔

(۱۰) قاعدہ:...... ہمزہ استفہام جب ہمزہ پر داخل ہو، جیسے: ءَاَنْتُمْ تو جائز ہے کہ دوسرے کو اس حرف سے بدل دیا جائے جس کا قاعدہ تخفیف [۷] مقتضی ہے۔ چنانچہ آ انْتُمْ اور اَوَنْتُمْ پڑھ سکتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ ہمزہ میں تسہیلِ قریب یا بعید کرلیں اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں ہمزہ کے درمیان الف لے آئیں، آ اَنْتُمْ کہیں۔

قسم دوم، مہموز کی گردانیں

☆...... مہموز فاء باب نَصَرَ ''اَلْاَخْذُ'' پکڑنا۔

اَخَذَ یَاْخُذُ اَخْذًا فَھُوَ اٰخِذٌ وَاُخِذَ یُؤْخَذُ اَخْذًا فَھُوَ مَاْخُوْذٌ الامر منه خُذْ والنهی عنه لَا تَاْخُذْ الظرف منه مَاْخَذٌ والالة منه مِیْخَذٌ ومِیْخَذَةٌ ومِیْخَاذٌ وتثنیتهما مَاْخَذَانِ ومِیْخَذَانِ والجمع منهما مَاٰخِذُ ومَاٰخِیْذُ وافعل التفضیل منه اٰخَذُ والمونث منه اُخْذٰی وتثنیتهما اٰخَذَانِ واُخْذَیَانِ والجمع منهما اٰخَذُوْنَ واَوَاخِذُ واُخَذٌ واُخْذَیَاتٌ۔

(۱) قولہ اگر متحرک الخ یعنی ہمزہ استفہام کے علاوہ کسی اور حرف متحرک کے بعد واقع ہو تو الخ ۱۲ رف

(۲) قولہ درمیان الخ یعنی اس طرح پڑھنا کہ نہ تو خالص ہمزہ کی آواز ہو اور نہ خالص حرفِ علت کی، بلکہ درمیانی آواز پیدا ہو یعنی آواز میں دونوں حرف (ہمزہ اور حرف علت) کی آواز کا شائبہ ہو۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ اس کے مخرج یعنی ہمزہ کے مخرج۔ ۱۲ منہ

(۴) قولہ سَألَ الخ سَألَ کے ہمزہ کو ہمزہ اور الف کی آواز کے درمیان ادا کیا جائے گا سَئِمَ کے ہمزہ کو ہمزہ اور یاء کے درمیان اور لَؤُمَ کے ہمزہ کو ہمزہ اور واؤ کے درمیان پڑھا جائے گا یہ تو بین بین قریب ہوا اور بین بین بعید کرنا ہو تو سَئِمَ کے ہمزہ کو الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھا جائے گا اور لَؤُمَ کے ہمزہ کو بھی الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھا جائے گا۔ اور اسی طرح سَألَ میں ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(۵) قولہ دونوں الخ یعنی دونوں قسم کے بین بین کے لئے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ الف کے بعد الخ یعنی اگر الف کے بعد ہمزہ متحرک واقع ہو تو ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے لہٰذا اگر ہمزہ مفتوح ہے تو الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے جیسے قُرَّاءَ اور اگر مضموم ہے تو واؤ اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے اور اگر ہمزہ مکسور ہے تو یاء اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے۔ ۱۲ کذا فی الحاشیه۔

(۷) قولہ قاعدۂ تخفیف الخ یعنی اَوَادِمُ کا قاعدہ ۱۲ رف

SamarHanif.com

اس باب کا امر خُذْ (۱) خلاف قیاس ہے، قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ بقاعدہ اُومِنَ ہمزہ دوم واو سے بدل کر اُوْخُذْ ہو جاتا اسی طرح اَکَلَ یَاْکُلُ کا بھی امر کُلْ آتا ہے (۲) اور اَمَرَ یَاْمُرُ کے امر میں دونوں ہمزہ کا حذف بھی جائز ہے اور دونوں کا باقی رکھنا بھی جائز ہے مُرْ اور اُوْمُرْ دونوں (۳) مستعمل ہیں۔ اس باب کے مضارع معلوم کے صیغوں میں سوائے واحد متکلم کے رَاْسٌ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور یہی مفعول وظرف میں بھی، آلہ میں بِیْرٌ کا قاعدہ اور مضارع مجہول غیر واحد متکلم میں بُوْسٌ کا قاعدہ ہے اور واحد متکلم مضارع معروف اور افعل التفضیل میں آمَنَ کا اور اس کی جمع میں اَوَادِمُ کا اور واحد متکلم مضارع مجہول میں اُومِنَ کا قاعدہ ہے تمام تعلیلات سمجھ کر زبانی یاد کرلینی چاہئیں۔

مہموز فا از باب ضرب اَلْاَسْرُ ''قید کرنا'' اَسَرَ یَاْسِرُ اَسْرًا الخ صیغوں کی تعلیلات باب اَخَذَ کی طرح سمجھ لیں سوائے اس کے کہ اس کے امر ایسر میں قاعدہ ایمان کا جاری ہوا ہے دوسرے ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اسی طرح کرلینی چاہئیں۔

☆...... مہموز فاء از باب اِفْتِعَالٌ اَلْاِیْتِمَارُ (۴) ''فرمانبرداری کرنا''۔

اِیْتَمَرَ یَاْتَمِرُ اِیْتِمَارًا فھو مُوْتَمِرٌ واُوْتُمِرَ یُوْتَمَرُ اِیْتِمَارًا فھو مُوْتَمَرٌ الامر منه اِیْتَمِرْ والنھی عنه لَا تَاْتَمِرْ الظرف منه مُوْتَمَرٌ۔

ماضی معلوم اور امر حاضر معروف اور مصدر میں اِیْمَانٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ ماضی مجہول میں اُومِنَ کا اور مضارع معلوم میں رَاْسٌ کا اور مضارع مجہول وفاعل ومفعول اور ظرف میں بُوْسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔

☆...... مہموز فاء از باب اِسْتِفْعَالٌ اَلْاِسْتِیْذَانُ ''اجازت چاہنا''۔

اِسْتَاذَنَ یَسْتَاذِنُ اِسْتِیْذَانًا الخ۔

اس باب اور دوسرے ابواب ثلاثی مزید کے صیغے پچھلے (۵) صیغوں کی طرح سمجھ لینا چاہئیں ان کی تعلیلات نکال لینا دشوار نہیں۔

فائدہ:

مہموز عین ثلاثی مجرد کے ماضی کے صیغوں میں قاعدہ بین بین (۶) جاری ہوگا اور مضارع وامر میں یَسَلُ کا قاعدہ ہوگا۔

---

(۱) قولہ خُذْ اصل میں اُوْخُذْ تھا ۱۲ محمد رفیع

(۲) قولہ آتا ہے الخ کُلْ اور خُذْ میں حذف ہمزہ واجب ہے مگر خلاف قیاس ہے۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ دونوں مستعمل ہیں الخ لیکن اگر اول جملہ میں آئے تو حذفِ ہمزہ زیادہ فصیح ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ۔ اور اگر وسط کلام میں آئے تو کثیر الاستعمال یہ ہے کہ ہمزہ کو باقی رکھا جائے جیسے قرآن کریم میں ہے: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طہ: ۱۳۲) ۱۲ کذا فی الحاشیہ۔

(۴) قولہ اَلْاِیْتِمَارُ اصل میں اَلْاِئْتِمَارُ تھا ۱۲ رف

(۵) قولہ پچھلے صیغوں یعنی اَلْاَخْذُ اور اَلْاِئْتِمَارُ کی گردانیں ۱۲ رف

(۶) قولہ جاری ہوگا یعنی جوازاً ۱۲ رف

SamarHanif.com

زَارَ، یَزْئِرُ، ضَرَبَ سے ہے سَئَلَ یَسْئَلُ، فَتَحَ یَفْتَحُ سے، سَئِمَ یَسْئَمُ سَمِعَ سے اور لَوُمَ یَلْئُمُ، کَرُمَ سے ہے۔ امر میں قاعدہ یَسْئَلُ جاری ہونے کی صورت میں ہمزہ وصل ساقط ہو جائے گا۔ اِزْئِرْ کو زِرْ اور اِسْئَلْ کو سَلْ کہیں گے۔ اور اِسْئَمْ کو سَمْ کہیں گے اور اُلْئُمْ کو لُمْ۔ ان کی گردانیں اس طرح کرنی چاہئیں۔ زِرْ، زِرَا، زِرُوْا، زِرِیْ، زِرْنَ۔ سَلْ سَلاَ، سَلُوْا، سَلِیْ، سَلْنَ۔ لُمْ، لُمَا، لُمُوْا، لُمِیْ، لُمْنَ۔ ابواب ثلاثی مزید کے مہموز عین میں بھی قواعد اسی طرح جاری کرنے چاہئیں۔

فائدہ:

مہموز لام کے اکثر صیغوں مثلاً قَرَأَ یَقْرَأُ میں بین بین کا قاعدہ ہے اور واحد ماضی مجہول مثلاً: قُرِئَ میں مِیرٌ کا قاعدہ ہے امر اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں ہمزہ منفردہ ساکنہ کا قاعدہ ہے لہٰذا اِقْرَأْ اور لَمْ یَقْرَأْ میں ہمزہ الف بن سکتا ہے اُدْءُ وَلَمْ یَدْءُ میں واو ہو سکتا ہے اور مکسور العین [1] میں یاء۔ ابواب ثلاثی مزید فیہ کے مہموز عین اور مہموز لام میں مذکورہ بالا قواعد سے صیغوں کی تعلیلات کر لینا چاہئیں کچھ مشکل نہیں۔

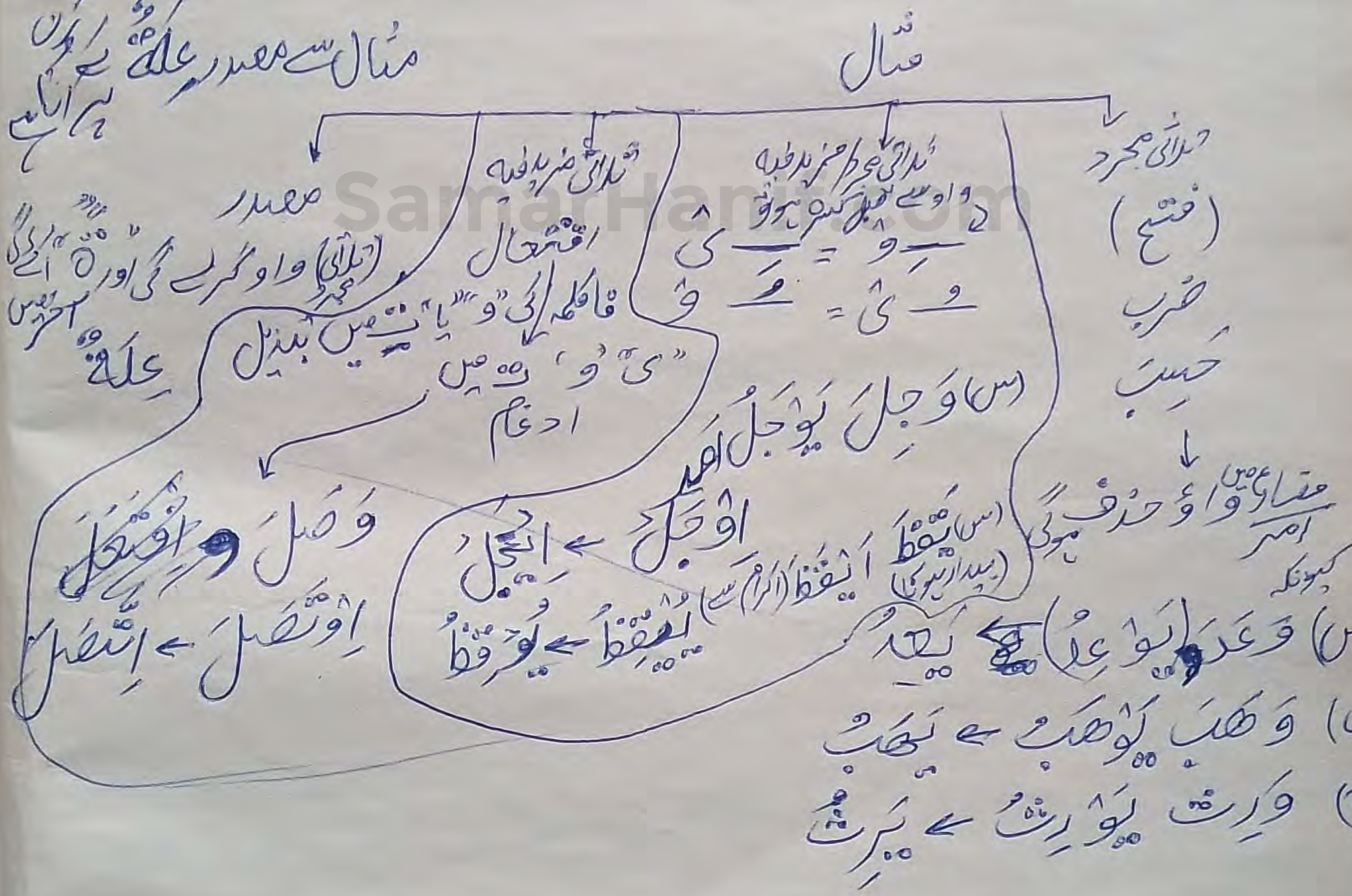

(۱) قولہ مکسور العین الخ جیسے اَلْاِنْبَاءُ (افعال) کے امر اَنْبِئْ اور مضارع مجزوم لَمْ یُنْبِئْ ۱۲ مترجم

SamarHanif.com

فصل دوم در معتل

جو پانچ قسموں پر مشتمل ہے:

قسم اول۔ قواعد معتل کے بیان میں

قاعدہ نمبر ۱:...... ہر وہ واو گر جاتا ہے جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے، یا ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان ہو جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہے جیسے: یَعِدُ [۱] یَھَبُ اور یَسَعُ اس قاعدہ کو بالاصالت [۲] یا میں بیان کرنا اور مضارع کے دوسرے صیغوں کو تابع قرار دینا بے فائدہ تطویل ہے۔ اسی طرح یَھَبُ وغیرہ میں یہ کہنا کہ یہ دراصل مکسور العین تھے حرف حلقی کی رعایت سے عین کو فتحہ دے دیا گیا ہے تکلفِ محض ہے۔ قاعدہ کی صحیح [۳] تقریر وہی ہے جو ہم نے کی ہے اور صاحب منظوم نے یہ تقریر اچھی لکھی ہے۔

قاعدہ نمبر ۲:...... جو مصدر فِعْلٌ [۴] کے وزن پر ہو اس کی فاء [۵] کا واو حذف ہو جاتا ہے اور عین [۶] کو کسرہ دے

---

(۱) قولہ یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ اور یَھَبُ اصل میں یَوْھَبُ اور یَسَعُ اصل میں یَوْسَعُ تھا ۱۲ منہ

(۲) قولہ بالاصالت یاء میں بیان کرنا الخ بعض صرفیین نے یہ قاعدہ اس طرح بیان کیا تھا کہ ہر وہ واو گر جاتا ہے جو یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو، پھر جب ان پر یہ اعتراض ہوا کہ تَعِدُ صیغہ واحد مذکر حاضر وغیرہ میں بھی تو واو حذف ہو گیا ہے حالانکہ یہاں واو یاء اور کسرہ کے درمیان نہیں بلکہ تاء اور کسرہ کے درمیان تھا، تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اصل قاعدہ تو یاء اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کا ہے باقی صیغے جن میں یاء نہیں بلکہ تاء یا ہمزہ یا نون ہے وہ یاء والے صیغوں کے تابع ہیں۔ چنانچہ جب یَعِدُ میں واو ساقط ہوا تو تَعِدُ اَعِدُ اور نَعِدُ میں تبعاً ساقط ہو گیا۔ اسی طرح ان لوگوں پر جب یہ اعتراض ہوا کہ یَھَبُ میں بھی واو حذف ہوا ہے حالانکہ یہاں واو یاء اور کسرہ کے درمیان نہیں بلکہ یاء اور فتحہ کے درمیان ہے۔ تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ یَھَبُ کی ھاء دراصل مکسور تھی اس لئے اصل کے اعتبار سے یہ قاعدہ جاری ہو گیا اور یہی جواب یَھَبُ جیسے دوسرے افعال مثلاً یَضَعُ وغیرہ میں دے دیا مگر مصنف رحمہ اللہ ان علمائے صرف پر رد کرتے ہیں مصنف رحمہ اللہ نے قاعدہ اس طرح بیان کیا کہ مذکورہ دونوں اعتراض اس پر وارد نہیں ہوتے البتہ ایک اعتراض پھر بھی ہوتا ہے جو ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ ۱۲ منہ

(۳) قولہ صحیح تقریر الخ مصنف رحمہ اللہ کی تقریر پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ وَسِخَ یَوْسَخُ وَسَخًا اور وَجِعَ یَوْجَعُ وَجَعًا کا لام کلمہ حرف حلقی ہے اور علامت مضارع مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان واقع ہو رہا ہے لیکن واو نہیں گرا؟ ۱۲ رف

(۴) قولہ فِعْلٌ بکسر فاء و سکون عین ۱۲

(۵) قولہ اس کی فاء کا یعنی جو مصدر فِعْلٌ کے وزن پر ہو اس کا فاء کلمہ اگر واو ہو تو وہ گر جاتا ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ عین کو یعنی کلمہ کو ۱۲ رف

کر آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں مگر (مضارع) مفتوح العین (کے مصدر) میں کبھی فتحہ[1] دیتے ہیں، جیسے: عِدَةٌ، زِنَةٌ، سَعَةٌ[2] کہ اصل میں وِعْدٌ، وِزْنٌ، وِسْعٌ[3] تھے۔

قاعدہ نمبر ۳:...... واو ساکن غیر مدغم بعد کسرہ یاء ہو جاتا ہے، جیسے: مِیْعَادٌ[4] نہ کہ اِجْلِوَّاذٌ[5] اور یائے ساکن غیر مدغم بعد ضمہ واو ہو جاتی ہے، جیسے: مُوْسِرٌ[6] نہ کہ مُیِّزَ[7]۔ اور الف بعد ضمہ واو ہو جاتا ہے، جیسے: قُوْتِلَ[8] اور بعد کسرہ یاء، جیسے: مَحَارِیْبُ[9]۔

قاعدہ نمبر ۴:...... افتعال[10] کی فاء اگر واو یا یائے اصلی[11] ہو تو تاء سے بدل کر تاء میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے: اِوْتَقَدَ سے اِتَّقَدَ اور اِیْتَسَرَ سے اِتَّسَرَ۔

قاعدہ نمبر ۵:...... واو مضموم و مکسور اول میں اور مضموم وسط میں جوازاً ہمزہ ہو جاتا ہے، جیسے: اُجُوْهٌ، اِشَاحٌ، اُقِّتَتْ اور اَدْءُرٌ کہ در اصل وُجُوْهٌ[12]، وِشَاحٌ، وُقِّتَتْ اور اَدْوُرٌ ہے واو مفتوح کو ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے، جیسے: اَحَدٌ[13] اور اَنَاةٌ۔

قاعدہ نمبر ۶:...... جب دو واو متحرک اول کلمہ میں جمع ہو جائیں تو اول وجوباً ہمزہ ہو جاتا ہے، جیسے: وَوَاصِلُ جمع وَاصِلَةٌ اور وُوَیْصِلٌ تصغیر وَاصِلٌ سے اَوَاصِلُ اور اُوَیْصِلٌ۔

قاعدہ نمبر ۷:...... واو و یائے متحرک بعد فتحہ الف سے بدل جاتے ہیں بشرطیکہ: (۱) فاء کلمہ نہ ہو چنانچہ فَوَعَدَ[14]،

---

(۱) قولہ فتحہ الخ چنانچہ سَعَةٌ میں سین کو فتحہ بھی دے سکتے ہیں اور کسرہ بھی ۱۲ کذا فی شرح الوصول فی نوادر الاصول

(۲) قولہ سَعَةٌ باب سمع سے ہے اور باقی دونوں مصدر باب ضرب سے ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(۳) یعنی بکسر واؤ۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ تینوں مصدر یعنی وِعْدٌ، وِزْنٌ اور وِسْعٌ اصل وضع میں مفتوح الواو بھی تھے، اور مکسور الواو بھی۔ مفتوح الواو میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی لہٰذا اصل وضع کے مطابق ہی استعمال ہوتے ہیں اور مکسور الواو میں زیر بحث قاعدہ کے مطابق تعلیل کر دی گئی، اسی لئے کتب لغت میں یہ مصادر بکسر الواو نہیں ملتے کیونکہ ان کے واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض تاء بڑھا دی گئی، اور عین کلمہ کو کسرہ دے دیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شرح زنجانی للتفتازانی اور شرح شافیہ ۱۲ رف

(۴) قولہ مِیْعَادٌ اصل میں مِوْعَادٌ (میم کے بعد واؤ) تھا۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ نہ اِجْلِوَّاذٌ الخ کیونکہ واؤ مدغم ہے ۱۲ منہ

(۶) قولہ مُوْسِرٌ اصل میں مُیْسِرٌ تھا یہ اَلْاِیْسَارُ کا اسم فاعل ہے بمعنی مالدار ۱۲ رف

(۷) قولہ مُیِّزَ تَمْیِیْزٌ (باب تفعیل) سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ۱۲ رف

(۸) قولہ قُوْتِلَ باب مفاعلہ سے مُقَاتَلَةٌ کا ماضی مجہول ہے۔ اس کا صیغہ معروف قاتل ہے مگر مجہول میں قاف پر چونکہ ضمہ آ گیا اس لئے الف واؤ سے بدل گیا ۱۲ منہ

(۹) قولہ مَحَارِیْبُ مِحْرَابٌ کی جمع ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ اِفْتِعَالٌ کی الخ یعنی باب افتعال کا فاء کلمہ ۱۲ منہ

(۱۱) قولہ اصلی اگر یاء اصلی نہ ہوگی تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا جیسے اِیْتَمَرَ (اَلْاِیْتِمَارُ بمعنی فرمانبرداری کرنا کی ماضی) کہ اس میں یاء اصلی نہیں بلکہ اصل میں یہ ہمزہ تھی ایمان کے قاعدہ سے یاء بن گئی لہٰذا اس یاء کو تاء سے نہیں بدلا جائے گا۔ ۱۲ رف

(۱۲) قولہ وُجُوْهٌ وَجْهٌ کی جمع ہے بمعنی چہرہ اور وِشَاحٌ بمعنی تلوار، کمان اور وُقِّتَتْ تَوْقِیْتٌ سے ماضی مجہول وقت معین کرنا۔ ۱۲ منہ

(۱۳) قولہ اَحَدٌ بمعنی ایک اصل میں وَحَدٌ تھا اور اَنَاةٌ بمعنی سست عورت اصل میں وَنَاةٌ تھا۔ ۱۲ رف

(۱۴) قولہ فَوَعَدَ الخ اس میں فاء حرف عطف ہے اور وعد فعل ماضی ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

تَوَفّٰی اور تَیَسَّرَ میں واو اور یاء الف سے نہ بدلیں گے۔ (۲) عینِ لفیف[۱] نہ ہوں، جیسے: طَوٰی اور حَیِیَ (۳) قبلِ الفِ تثنیہ نہ ہوں، جیسے: دَعَوَا اور رَمَیَا (۴) قبلِ مدہ زائدہ نہ ہوں، جیسے: طَوِیْلٌ غَیُوْرٌ اور غَیَابَۃٌ، فَعَلُوْا[۲] اور یَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلُوْنَ کا واو اور تَفْعَلِیْنَ کی یاء چونکہ کلمہ جداگانہ اور فاعل فعل ہیں، اور مدہ زائدہ نہیں ہیں، اس لئے ان سے پہلے واو اور یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں، جیسے: دَعَوْا[۳] یَخْشَوْنَ تَخْشَوْنَ اور تَخْشَیْنَ[۴] (۵) یائے مشدد اور نون تاکید سے پہلے نہ ہوں، جیسے: عَلَوِیٌّ اور اِخْشَیَنَّ (۶) بمعنی لون وعیب نہ ہوں، جیسے: عَوِرَ[۵] وصَیِدَ[۶] (۷) فَعَلَانٌ فَعَلٰی اور فَعَلَۃٌ کے وزن نہ ہوں، جیسے: دَوَرَانٌ وسَیَلَانٌ اور صَوَرٰی[۷] وحَیَدٰی اور حَوَکَۃٌ[۸]۔ (۸) افتعال بمعنی تفاعل نہ ہوں، جیسے: اِجْتَوَرَ اور اِعْتَوَرَ بمعنی تَجَاوَرَ وتَعَاوَرَ[۹] مثالیں قَالَ بَاعَ دَعَا رَمٰی اور بَابٌ ونَابٌ وَاَمَّا قَوَدٌ فَشَاذٌّ۔

اس[۱۰] جیسے الف کے بعد ساکن یا فعل ماضی کی تاء تانیث اگرچہ متحرک ہو واقع ہو تو الف ساقط ہو جاتا ہے، جیسے: دَعَتْ دَعَتَا دَعَوْا اور تَرْضَیْنَ۔ مگر ماضی معروف و (کذا در مجہول) کے صیغوں میں جمع مونث غائب سے آخر تک الف حذف

---

(۱) قولہ عین لفیف الخ یعنی یہ واو اور یاء لفیف کا عین کلمہ نہ ہوں۔ ۱۲رف

(۲) قولہ فَعَلُوْا الخ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب اور مضارع کے صیغہ جمع مذکر غائب وحاضر میں جب لام کلمہ واو یا یاء ہو تو اس کو ساتویں قاعدہ سے الف سے نہیں بدلنا چاہیئے کیونکہ وہ واو مدہ زائدہ سے پہلے ہے حالانکہ دَعَوْا میں واء کو اور یَخْشَوْنَ و تَخْشَوْنَ میں یاء کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیا گیا ہے اسی طرح مضارع کے صیغہ واحد مونث حاضر میں بھی واو اور یاء کو الف سے نہیں بدلنا چاہئے کیونکہ وہ یائے مدہ زائدہ سے پہلے ہے حالانکہ تَخْشَیْنَ میں جو کہ دراصل تَخْشَیِیْنَ تھا یاء کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیا گیا ہے؟ جواب: مصنف نے خود واضح فرما دیا تشریح مزید کی ضرورت نہیں۔ ۱۲منہ

(۳) قولہ دَعَوْا الخ اصل میں دَعَوُوْا تھا واؤ متحرک بعد فتحہ واقع ہوئی یاء کو الف سے بدلا پھر الف اور واؤ کے درمیان اجتماع ساکنین ہو گیا اس لئے الف کو گرا دیا دَعَوْا رہ گیا یہی تعلیل یَخْشَوْنَ اور تَخْشَوْنَ میں ہے۔ ۱۲منہ

(۴) قولہ تَخْشَیْنَ الخ اصل میں تَخْشَیِیْنَ تھا یائے متحرک فتحہ کے بعد واقع ہوئی اس لئے یاء کو الف سے بدلا پھر الف اور دوسری یاء کے درمیان اجتماع ساکنین ہو گیا اس لئے الف کو گرا دیا تو تَخْشَیْنَ رہ گیا۔ ۱۲محمد رفیع۔

(۵) قولہ عَوِرَ کانا ہو گیا، یک چشم ہو گیا۔ ۱۲منہ

(۶) قولہ صَیِدَ حاشیہ فارسی میں اسے بفتحتین لکھا ہے مگر المنجد میں بکسر عین ہے ٹیڑھی گردن والا ہو گیا۔ ۱۲منہ

(۷) قولہ صَوَرٰی بفتحتین پانی کے ایک چشمے کا نام ہے اور حَیَدٰی باب ضرب حَادَ یَحِیْدُ سے ''متکبرانہ چال'' کو کہتے ہیں۔ ۱۲کذا فی المنجف و الحاشیۃ الفارسیہ

(۸) قولہ حَوَکَۃٌ بفتحات ثلاث بروزن فَعَلَۃٌ حَائِكٌ کی جمع ہے جولاہا۔ کپڑا بننے والا۔ ۱۲مختار الصحاح۔

(۹) قولہ تَعَاوَرَ الخ اِعْتَوَرَ اور تَعَاوَرَ دونوں ہم معنی ہیں ''باری باری لینا'' ''دست بدست لینا''۔ منہ۔ جو تَجَاوَرَ کا معنی ہے (یعنی باہم پڑوسی ہوا کہ مشارکت پائی جاتی ہے) وہی اِجْتَوَرَ کا معنی ہے اور جو تَعَاوَرَ کا معنی (یعنی پے در پے آیا کہ مشارکت پائی جا رہی ہے) وہی اِعْتَوَرَ کا معنی ہے اور باب تفاعل میں ماقبل الف ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہو سکتی لہٰذا باب افتعال میں بھی نہیں ہونی چاہئے۔

(۱۰) قولہ اس جیسے الخ یعنی ایسا الف جو مذکورہ قاعدہ کے مطابق واؤ یا یاء سے بدلا ہوا ہو، اگر حرف ساکن سے پہلے واقع ہو یا تائے تانیث سے پہلے واقع ہو تو گر جاتا ہے۔ ۱۲محمد رفیع

SamarHanif.com

گرنے کے بعد واوی مفتوح العین ومضموم العین میں فاء کو ضمہ دے دیتے ہیں جیسے: قُلْنَ (۱) اور طُلْنَ اور یائی (۲) اور مکسور العین (۳) میں کسرہ، جیسے: بِعْنَ وخِفْنَ۔

قاعدہ نمبر ۸:...... واواور یاء کے ماقبل اگر ساکن ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں اور اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو واواور یاء کو الف بنا دیتے ہیں۔ مذکورہ بالا شرطیں اس قاعدے (۴) میں بھی ضروری ہیں، جیسے: یَقُوْلُ یَبِیْعُ یُقَالُ ویُبَاعُ اور اگر ایسے (۵) واواور یاء کے بعد ساکن ہو تو ضمہ اور کسرہ کی صورت میں یہ دونوں خود ساقط (۶) ہو جاتے ہیں اور فتحہ کی صورت میں ان کے بجائے الف (۷) (ساقط ہوتا ہے) مَنْ وَعَدَ میں شرط اول کی وجہ سے اور یَطْوِیْ اور یَحْیٰی میں شرط ثانی کی وجہ سے اور مِقْوَالٌ وتِجْوَالٌ وتَمْیِیْزٌ میں شرط رابع کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی۔ لیکن (۸) واو مفعول شرط رابع سے مستثنیٰ ہے، لہٰذا مَقُوْلٌ مَبِیْعٌ میں حرکت نقل کر دی گئی اور یَعْوَرُ یَصْیَدُ اَسْوَدُ اَبْیَضُ اور مُسْوَدَّۃٌ میں شرط سادس کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی۔ افعل التفضیل، فعل تعجب اور ملحقات (۹) میں اس قاعدے پر عمل جائز نہیں، اسی لئے اَقْوَلُ، مَا اَقْوَلَہٗ، اَقْوِلْ بِہٖ اور شَرْیَفَ اور جَھْوَرَ میں حرکت نقل نہیں کی گئی۔

قاعدہ نمبر ۹:...... عین (۱۰) ماضی مجہول کے واواور یاء کی حرکت اسکان ماقبل کے بعد ماقبل کو دے دیتے ہیں پھر

---

(۱) قولہ قُلْنَ الخ اصل میں قَوَلْنَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدلا پھر الف کے بعد وقوع ساکن کی وجہ سے الف کو حذف کیا اور فاء کلمہ کو ضمہ دے دیا کیونکہ یہ فعل واوی مفتوح العین تھا اور طُلْنَ کی تعلیل بھی اسی طرح ہے مگر اس میں واؤ مضموم تھا کیونکہ باب کرم سے ہے۔ ۱۲ رف۔

(۲) قولہ اور یائی الخ یعنی یائی کی ماضی خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین ہو یا مکسور العین ہو بہر حال اس میں فاء کلمہ کو کسرہ دیا جائے گا اور واوی مضموم العین اور مفتوح العین میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس کے فاء کلمہ کو ضمہ دیا جائے گا۔ ۱۲ منہ

(۳) قولہ مکسور العین یعنی واوی مکسور العین۔ ۱۲ منہ

(۴) قولہ اس قاعدہ میں یعنی واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینا بھی ان شرائط کے ساتھ مشروط ہے جو قال اور باع کے قاعدہ میں ذکر کی گئی ہیں۔ ۱۲ منہ

(۵) قولہ اگر ایسے الخ یعنی اگر ایسے واؤ اور یاء کے بعد ساکن واقع ہو تو یہ واؤ اور یاء بذات خود ساقط ہو جاتے ہیں بشرطیکہ حرکت نقل کرنے سے پہلے اس واؤ اور یاء پر ضمہ یا کسرہ ہو، اور اگر مفتوح ہونگے تو یہ واؤ اور یاء الف سے بدل کر ساقط ہونگے۔ ۱۲ حاشیہ

(۶) قولہ ساقط ہو جاتے ہیں یعنی اجتماع ساکنین کے باعث ۱۲ از حاشیہ

(۷) قولہ الف ساقط ہوتا ہے الخ کیونکہ فتحہ کی صورت میں واؤ اور یاء الف سے بدل جاتے ہیں اس لئے واؤ اور یاء بذات خود ساقط نہیں ہوتے بلکہ پہلے وہ الف بنتے ہیں پھر وہ الف ساقط ہوتا ہے۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ واؤ مفعول، یعنی اسم مفعول میں واؤ جو عین کلمہ کے بعد زائد ہوتا ہے وہ شرط رابع سے مستثنیٰ ہے چنانچہ مَقُوْلٌ میں جو دراصل مَقْوُوْلٌ تھا واؤ اول کی حرکت ماقبل کو دے دی گئی حالانکہ وہ مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہوا ہے۔ اسی طرح مَبِیْعٌ میں جو دراصل مَبْیُوْعٌ تھا یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی گئی، حالانکہ وہ بھی واؤ مدہ زائدہ سے پہلے ہے خلاصہ یہ کہ اسم مفعول کے واو زائد میں شرط رابع کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ ۱۲ رف

(۹) ملحقات یعنی ابواب ملحق برباعی۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ عین ماضی مجہول یعنی اگر واؤ یا یاء ماضی مجہول کا عین کلمہ ہو تو اس واؤ یا یاء سے پہلے حرف کو ساکن کر کے واؤ یا یاء کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں۔ پھر یاء میں تو کوئی مزید تبدیلی نہیں ہوتی مگر واؤ یاء بن جاتا ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

واو (1) یاء بن جاتا ہے، جیسے: قِیْلَ بِیْعَ اُخْتِیْرَ (2) اور اُنْقِیْدَ اور یہ بھی جائز ہے کہ ماقبل کی حرکت باقی رکھیں اور واو اور یاء کو ساکن کر دیں، اس صورت میں یاء (3) واو سے بدل جائے گی، جیسے: قُوْلَ بُوْعَ اُخْتُوْرَ وَاُنْقُوْدَ۔ ابدال (4) کی صورت میں ضمہ کا اشمام (5) بھی کسرہ کے ساتھ جائز ہے۔ قِیْلَ اور بِیْعَ کو اس طرح ادا کریں کہ قاف اور باء کے کسرہ میں ضمہ کا اثر پایا جائے۔ اس قاعدے میں شرط یہ ہے کہ معروف میں تعلیل ہوئی ہو لہٰذا اُعْتُوِدَ (6) میں تعلیل نہیں کی جائے گی۔ جب یہ یاء (7) التقائے ساکنین کی وجہ سے جمع مونث غائب سے آخر تک کے صیغوں میں گر جائے، تو واوی مفتوح العین (8) میں فاء کو ضمہ دیتے ہیں اور یائی (9) اور مکسور العین (10) میں کسرہ دیتے ہیں۔ چنانچہ معروف و مجہول کے صیغے صورۃً (11) ایک ہو جاتے ہیں، جیسے: قُلْتُ بِعْتُ خِفْتُ۔

فائدہ: استفعال (12) کے مجہول میں نقل حرکت اس قاعدے سے نہیں بلکہ آٹھویں قاعدے کی وجہ سے ہے لہٰذا اس میں قِیْلَ کی تمام صورتیں مثلاً قُوْلَ اور اشمام جاری نہیں ہوں گی۔

قاعدہ نمبر ۱۰:...... (الف) یَفْعِلُ تَفْعِلُ اَفْعِلُ نَفْعِلُ میں لام فعل اگر واو یا یاء ہو تو وہ کسرہ اور ضمہ کے بعد ساکن ہو جاتا ہے اور فتحہ کے بعد بقاعدہ قال الف بن جاتا ہے، جیسے: یَدْعُوْ وَیَرْمِیْ وَیَخْشٰی (13) وَیَرْضٰی۔

---

(۱) قولہ پھر واو یاء بن جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں واو ساکن ہو گیا تھا اور ماقبل مکسور تھا لہٰذا مِیْعَادٌ کے قاعدے سے واو یاء بن جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

(۲) قولہ اُخْتِیْرَ اصل میں اُخْتُیِرَ تھا تاء کو ساکن کیا اور یاء کی حرکت تاء کو دے دی اُخْتِیْرَ ہو گیا اور اُنْقِیْدَ اصل میں اُنْقُوِدَ تھا زیر بحث قاعدہ سے قاف کو ساکن کر کے واو کی حرکت قاف کو دی پھر مِیْعَادٌ کے قاعدے سے واو کو یاء سے بدل دیا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ یاء واو سے الخ مُوْسِرٌ کے قاعدہ سے جو گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ ابدال کی صورت میں الخ یعنی مذکورہ مثالوں میں سے جن الفاظ میں یاء واو سے یا واو یاء سے تبدیل ہوئی ہے ان میں ضمہ کا کسرہ کے ساتھ اشمام بھی جائز ہے۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ اشمام کسی حرکت کو اس طرح ادا کرنا کہ اس میں کسی دوسری حرکت کا اثر بھی پایا جائے کسی قاری سے تم اس کی مشق کر سکتے ہو۔ ۱۲ منہ

(۶) قولہ اُعْتُوِدَ میں الخ کیونکہ اس کے صیغہ معروف اِعْتَوَدَ میں قَالَ کا قاعدہ جاری نہیں کیا گیا جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ جب یہ یاء الخ یعنی ماضی مجہول کی وہ یاء جو عین کلمہ ہے خواہ اصلی ہو یا واو سے بدل کر آئی ہو۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ مفتوح العین، شاید یہاں مضموم العین کو اس لئے نہیں ذکر کیا کہ مضموم العین ہمیشہ باب کرم سے ہوتا ہے اور باب کرم سے مجہول نہیں آتا کیونکہ وہ لازم ہے۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ یائی خواہ اس کے عین کلمہ کی کوئی بھی حرکت ہو۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ اور مکسور العین یعنی واوی مکسور العین۔ ۱۲ رف

(۱۱) قولہ صورۃً مگر حقیقۃً ایک نہیں ہوتے کیونکہ معروف کی اصل الگ ہے اور مجہول کی الگ۔ ۱۲ رف

(۱۲) قولہ استفعال کے الخ مثلاً اُسْتُخِیْرَ باب استفعال کا ماضی مجہول ہے مگر اس میں قاعدہ یَقُوْلُ اور یَبِیْعُ کا جاری ہوا ہے قِیْلَ اور بِیْعَ کا جاری نہیں ہوا ہے کیونکہ اُسْتُخِیْرَ کی یاء دراصل مکسور اور ماقبل ساکن تھا چنانچہ اس میں یاء کی حرکت ماقبل کو نقل کی گئی ہے اور کچھ نہیں کیا گیا یعنی ماقبل کو ساکن کرنا نہیں پڑا کیونکہ وہ تو خود ہی ساکن تھا لہٰذا استفعال میں قیل کی دوسری صورت قُوْلَ کی طرح اُسْتُخُوْرَ صحیح نہیں اور نہ اشمام کر سکتے ہیں کیونکہ یہ صورتیں صرف نویں قاعدہ کے ساتھ خاص ہیں اور یہاں آٹھواں قاعدہ جاری ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

(۱۳) قولہ یَخْشٰی یائی کی مثال ہے اور یَرْضٰی واوی کی ۱۲ رف

SamarHanif.com

(ب) اور اگر واو بعد ضمہ ہو اور اس کے بعد واو ہو یا یاء بعد کسرہ ہو اور اس کے بعد یاء ہو تو یہ بھی ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں، جیسے: یَدْعُوْنَ[1] وتَرْمِیْنَ۔

(ج) اور اگر واو بعد ضمہ ہو اور اس کے بعد یاء، جیسے: تَدْعِیْنَ[2] کہ دراصل تَدْعُوِیْنَ تھا یا یاء بعد کسرہ ہو اور اس کے بعد واو، جیسے: یَرْمُوْنَ[3] تو ماقبل کو ساکن کر کے واو اور یاء کی حرکت اسے[4] دے دیتے ہیں پھر واو یا یاء اور یاء واو ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے، جیسے: تَدْعِیْنَ و یَرْمُوْنَ کہ یہ دونوں مثالیں گزر بھی چکیں ہیں اور لَقُوْا[5] ورُمُوْا۔

قاعدہ نمبر ۱۱:...... واو[6] طرف بعد کسرہ یاء ہو جاتا ہے۔ جیسے: دُعِیَ[7] دُعِیَا دَاعِیَانِ دَاعِیَۃٌ۔

قاعدہ نمبر ۱۲:...... یائے طرف[8] بعد ضمہ واو ہو جاتی ہے، جیسے: نَهُوَ[9] صیغہ واحد مذکر غائب از کرم کہ دراصل نَهُیَ تھا۔

قاعدہ نمبر ۱۳:...... عین مصدر[10] کا واو کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو، جیسے: قِیَامًا مصدر قَامَ اور صِیَامًا مصدر صَامَ نہ کہ[11] قِوَامًا مصدر قَاوَمَ یہی تعلیل عین جمع کے واو میں ہوتی ہے بشرطیکہ واو واحد میں ساکن یا معلل[12] ہو، جیسے: حِیَاضٌ[13] جمع حَوْضٌ اور جِیَادٌ جمع جَیِّدٌ۔

قاعدہ نمبر ۱۴:...... ایسی واو[14] اور یاء جو (کسی حرف سے) بدلی ہوئی نہ ہو غیر ملحق میں جمع ہو جائیں اور ان میں سے پہلا ساکن ہو تو واو یاء سے بدل کر یاء میں مدغم ہو جاتی ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے، جیسے سَیِّدٌ[15] مَرْمِیٌّ اور

(۱) قولہ یَدْعُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب اصل میں یَدْعُوُوْنَ تھا اور تَرْمِیْنَ صیغہ واحد مونث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا۔ ۱۲ رف۔

(۲) قولہ تَدْعِیْنَ صیغہ واحد مونث حاضر۔ ۱۲ منہ

(۳) قولہ یَرْمُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا۔ ۱۲

(۴) قولہ اسے یعنی ماقبل کو۔ ۱۲ منہ

(۵) قولہ لَقُوْا صیغہ جمع مذکر غائب بحث ماضی معروف اصل میں لَقِیُوْا تھا کسرہ کے بعد یاء واقع ہوئی اور یاء کے بعد واو تھا، قاف کو ساکن کر کے یاء کی حرکت قاف کو دی پس یاء کو واو سے بدلا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واو کو حذف کر دیا اور رُمُوْا صیغہ جمع مذکر غائب بحث ماضی مجہول اصل میں رُمِیُوْا تھا اس میں بھی کسرہ کے بعد یاء تھی اور اس کے بعد واو تھا، اس لئے اس میں بھی وہی تعلیل ہوئی جو لَقُوْا میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ ۱۲ منہ

(۶) قولہ واو طرف یعنی وہ واو جو لام کلمہ ہو۔ ۱۲ منہ

(۷) قولہ دُعِیَ الخ تمام مثالوں میں عین کے بعد اصل میں واو تھا جو یاء سے بدل گیا۔ ۱۲ منہ

(۸) قولہ یائے طرف یعنی وہ یاء جو لام کلمہ ہو۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ نَهُوَ اس کا مصدر نہاوۃ ہے جس کے معنی متناہی فی العقل ہونا ہے۔ ۱۲ منہ

(۱۰) قولہ عین مصدر یعنی مصدر کا عین کلمہ جو کہ واو ہو۔ ۱۲ منہ

(۱۱) قولہ نہ کہ قِوَامًا یعنی قَاوَمَ یُقَاوِمُ (باب مفاعلہ) کے مصدر قِوَامًا میں واو کو یاء سے نہیں بدلا گیا کیونکہ اس کے فعل میں تعلیل نہیں ہوئی۔ ۱۲ منہ

(۱۲) قولہ مُعَلّل یعنی تعلیل کیا ہوا۔ ۱۲ منہ

(۱۳) قولہ حِیَاضٌ الخ یہ ایسی جمع کی مثال ہے جس کے واحد میں واو ساکن ہے اور جِیَادٌ ایسی جمع کی مثال ہے جس کے واحد میں واو معلل ہے کہ وہ یاء سے بدلا ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

(۱۴) قولہ واو الخ اس قاعدہ کو جاری کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ واو اور یاء کا اجتماع ایک ہی کلمہ میں ہو۔ اگر دو کلمہ میں ہو گا تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہو گا۔ جیسے اِیْ وَاللّٰہِ میں اِیْ ایک الگ کلمہ ہے جو حرف ایجاب ہے۔ وَاللّٰہِ میں واو واو قسم ہے جو الگ ایک کلمہ ہے۔ ۱۲ منہ

(۱۵) قولہ سَیِّدٌ اصل میں سَیْوِدٌ تھا۔ اور مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا ۱۲ منہ۔

SamarHanif.com

مُضِیٌّ مصدر مَضٰی یَمْضِی کہ دراصل مُضُوْیٌ تھا اور اسے مِضِیٌّ بکسر فاء پڑھنا بھی موافقت عین کی خاطر جائز ہے۔ چونکہ اَوٰی یَاْوِیْ کے امر حاضر اِیْوِ (۱) میں یاء ہمزہ سے بدل کر آئی ہے اور ضَیْوَنٌ (۲) ملحق ہے اس لئے ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

قاعدہ نمبر ۱۵:...... فُعُوْلٌ (۳) کے آخر میں دو واو ہوں تو دونوں یاء سے بدل کر مدغم ہو جاتے ہیں اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے اور فاء کو بھی کسرہ دینا جائز ہے، جیسے: دَلْوٌ (۴) کی جمع دُلُوْوٌ سے دِلِیٌّ۔

قاعدہ نمبر ۱۶:...... اسم کے لام کلمہ میں جو واو بعد ضمہ ہو وہ بعد کسرہ ہو کر یاء سے بدل جاتا ہے اور ساکن ہو کر اجتماع ساکنین یا تنوین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے، جیسے: دَلْوٌ کی جمع اَدْلُوٌ سے اَدْلٍ اور تَفَعُّلٌ وتَفَاعُلٌ کے مصدر تَعَلٍّ (۵) وتَعَالٍ، اور یاء (۶) بھی بعد کسرہ ہو جاتی ہے اور ساکن ہو کر بسبب اجتماع ساکنین گر جاتی ہے، جیسے: اَظْبُیٌ سے اَظْبٍ جمع ظَبْیٌ (۷)۔

قاعدہ نمبر ۱۷:...... جو واو اور یاء عین فَاعِلٌ (۸) ہو وہ ہمزہ (۹) سے بدل جاتی ہے بشرطیکہ فعل میں تعلیل ہوئی ہو، جیسے: قَائِلٌ (۱۰) وبَائِعٌ۔

قاعدہ نمبر ۱۸:...... یاء، واو اور الف زائد (۱۱) الف مفاعل کے بعد ہمزہ ہو جاتے ہیں، جیسے: عَجَاوِزُ سے عَجَائِزُ جمع عَجُوْزٌ اور شَرَایِفُ سے شَرَائِفُ جمع شَرِیْفَۃٌ (۱۲) اور رَسَائِلُ جمع رِسَالَۃٌ۔ مُصِیْبَۃٌ (۱۳) کی جمع مَصَائِبُ میں یاء اصلی ہونے کے باوجود ہمزہ سے بدل جانا شاذ ہے۔

---

(۱) قولہ اِیْوِ اس کا مصدر اُوِیًّا ہے، ہمزہ میں ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں یعنی ٹھکانا حاصل کرنا اور ٹھکانا دینا کہا جاتا ہے اَوَیْتُ مَنْزِلِیْ یا اِلٰی مَنْزِلِیْ میں نے اپنے گھر میں ٹھکانا حاصل کیا اور کہا جاتا ہے اَوَیْتُہٗ میں نے اسے ٹھکانا دیا۔ ۱۲ قاموس

(۲) قولہ ضَیْوَنٌ اسم ہے بمعنی بلا (بلی کا مذکر) جمع ضَیَاوِنُ۔ (تنبیہ) اس قاعدہ میں ایک اور شرط ہے جو مصنف رحمہ اللہ نے ذکر نہیں کی اور وہ یہ کہ واو اور یاء دونوں ایک کلمہ میں ہوں۔ اگر الگ الگ ہوں گے تو قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔ جیسے رَاءِیْ وَزِیْرِ الْمَعَارِفِ (وزیر تعلیم کو دیکھنے والا) کہ اس میں یاء اور وزیر کی واو الگ الگ کلموں میں ہیں اس لئے واو کو یاء سے نہیں بدلا گیا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ فُعُوْلٌ بضم فاء وعین۔ حاشیہ فارسی۔ (۴) قولہ دَلْوٌ بمعنی ڈول۔ منہ

(۵) قولہ تَعَلٍّ وتَعَالٍ الخ تَعَلٍّ اصل میں تَعَلُّوٌ تھا اور تَعَالٍ اصل میں تَعَالُوٌ تھا۔ ۱۲ رف

(۶) اور یاء بھی الخ یعنی اسم کے لام کلمہ میں اگر یاء بعد ضمہ ہو تو اس کے ماقبل کے ضمہ کو بھی کسرہ سے بدل کر یاء کو ساکن کر دیتے ہیں پھر یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے ظَبْیٌ کی جمع اَظْبٍ کہ اصل میں اَظْبُیٌ بضم الباء والیاء تھا باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر یاء کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین ہوا یاء اور تنوین کے درمیان، یاء کو حذف کیا اَظْبٍ رہ گیا۔ ۱۲ منہ (۷) قولہ ظَبْیٌ بمعنی ہرن۔ ۱۲ منہ (۸) قولہ عین فاعل یعنی فاعل کا عین کلمہ ہوں ۱۲ منہ

(۹) قولہ ہمزہ سے بدل جاتی ہے لیکن کبھی اسم فاعل میں حرف علت کو حذف بھی کر دیتے ہیں جیسے ھَارٍ کہ اصل میں ھَاوِرٌ تھا۔ قرآن کریم میں ہے عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ۔ ۱۲ حاشیہ فارسی۔

(۱۰) قولہ قَائِلٌ الخ دراصل قَائِلٌ میں الف کے بعد واو تھا اور بائع میں یاء تھی جو ہمزہ سے بدل گئی ان دونوں کے فعل میں بھی تعلیل ہوئی ہے چنانچہ قَوَلَ سے قَالَ اور بَیَعَ سے بَاعَ ہو گیا تھا، برخلاف اَلرَّاوِیْ (روایت کرنے والا) کے کہ اس میں عین کلمہ اگرچہ واو ہے مگر ہمزہ سے نہیں بدلا کیونکہ اس کے فعل میں بھی واو میں تعلیل نہیں ہوئی چنانچہ رَوٰی یَرْوِیْ میں واو علی حالہا موجود ہے۔ ۱۲ رف۔

(۱۱) زائد کی قید تینوں حرفوں کے ساتھ ہے۔ رف

(۱۲) قولہ ''شریفۃ'' شریف عورت ۱۲ رف۔

(۱۳) قولہ مُصِیْبَۃٌ الخ سوال مقدر کا جواب ہے کہ لفظ مَصَائِبُ میں یاء اصلی تھی زائد نہ تھی پھر اسے ہمزہ سے کیوں بدل دیا گیا؟ ۱۲ منہ

قاعدہ نمبر ۱۹:...... واو اور یاء طرف میں الف زائد کے بعد ہوں تو ہمزہ بن جاتے ہیں، جیسے: دُعَاوٌ سے دُعَاءٌ اور رُوَایٌ سے رُوَاءٌ (۱) یہ دونوں مصدر ہیں اور دِعَاوٌ (۲) سے دِعَاءٌ جمع دَاعٍ اور اَسْمَاوٌ سے اَسْمَاءٌ جمع اِسْمٌ کہ دراصل سِمْوٌ تھا اور اَحْیَاءٌ (۳) جمع حَیٌّ و کِسَاءٌ (۴) و رِدَاءٌ اسم جامد۔

قاعدہ نمبر ۲۰:...... جو واو چوتھا یا چوتھے سے زائد ہو اور ضمہ و واو ساکن کے بعد نہ ہو یاء ہو جاتا ہے، جیسے: یُدْعَیَانِ (۵) وَاُعْلِیَتُ وَاسْتُعْلِیَتُ، مِدْعَاءٌ آلہ کی جمع مَدَاعِیُّ میں جو دراصل مَدَاعِیُوُ تھی۔ محققین صرف کے نزدیک واو اسی قاعدہ سے یاء ہو کر یاء میں مدغم ہوا ہے۔ سَیِّدٌ کا قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ مَدَاعِیُوُ میں یاء الف (۶) سے بدلی ہوئی ہے۔ (۷)

قاعدہ نمبر ۲۱:...... الف بعدِ ضمہ واو ہو جاتا ہے، جیسے: ضُوْرِبَ (۸) اور ضُوَیْرِبٌ (۹) اور بعد کسرہ یاء، جیسے: مَحَارِیْبُ۔ (۱۰)

قاعدہ نمبر ۲۲:...... تثنیہ و جمع مونث سالم کے الف سے پہلے الف زائد یاء ہو جاتا ہے، جیسے: حُبْلَیَانِ (۱۱) وحُبْلَیَاتٌ۔

قاعدہ نمبر ۲۳:...... جو یاء (۱۲) فُعْلٌ جمع اور فُعْلٰی مونث کی عین ہو وہ صفت میں بعد کسرہ ہو جاتی ہے، جیسے: بِیْضٌ جمع بَیْضَاءُ اور حِیْکٰی (۱۳) اور اسم میں بقاعدہ نمبر ۳ واو ہو جاتی ہے۔ اسم تفضیل اسم (۱۴) کے حکم میں ہے (۱۵)، جیسے: طُوْبٰی و کُوْسٰی مونث اَطْیَبُ واَکْیَسُ۔

---

(۱) قولہ رُوَاءٌ بارونق ہونا۔ کہا جاتا ہے رَجُلٌ لَہٗ رُوَاءٌ از باب سمع رَیًّا ورِیًّا ورُوِیًّ۔ ۱۲ منجد (۲) دِعَاوٌ بکسر دال ۱۲ منہ

(۳) قولہ اَحْیَاءٌ اصل میں اَحْیَایٌ تھا، یاء طرف میں الف زائد کے بعد واقع ہوئی ہمزہ ہو گئی ۱۲ شرح اردو۔

(۴) قولہ کِسَاءٌ یہ واوی کی اور رِدَاءٌ یائی کی مثال ہے اور دونوں اسم جامد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ قاعدہ مصدر، جمع، مفرد، مشتق، جامد سب میں جاری ہوگا۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ یُدْعَیَانِ الخ اصل میں یُدْعَوَانِ اور اُعْلِوَتُ اور اِسْتُعْلِوَتُ تھے۔ ۱۲ رف (۶) قولہ الف سے الخ کیونکہ اس کا واحد مِدْعَاءٌ ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ بدلی ہوئی ہے اور سَیِّدٌ کے قاعدہ میں شرط ہے کہ واو اور یاء بدلی ہوئی نہ ہوں۔ ۱۲ منہ

(۸) قولہ ضُوْرِبَ مُضَارَبَۃً سے ضَارَبَ کا مجہول ہے الف کو ضمہ ماقبل کے باعث واو سے بدل دیا گیا۔ باب مفاعلہ سے ہر مصدر کے ماضی مجہول میں یہ تعلیل پائی جاتی ہے۔ ۱۲ منہ (۹) قولہ ضُوَیْرِبٌ ضَارِبٌ کی تصغیر ۱۲ حاشیہ

(۱۰) قولہ مَحَارِیْبُ جمع مِحْرَابٌ۔ ۱۲ منہ

(۱۱) قولہ حُبْلَیَانِ الخ حُبْلٰی کا تثنیہ اور حُبْلَیَاتٌ اس کی جمع مونث سالم چونکہ تثنیہ کے آخر میں الف ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا اس لئے حُبْلٰی کے الف کو یاء سے بدل دیا گیا۔ واو سے اس لئے نہیں بدلا کہ وہ یاء کی بہ نسبت ثقیل ہے۔ ۱۲ منہ

(۱۲) قولہ جو یاء الخ یعنی وہ جمع جو فُعْلٌ (بضم فاء وسکون عین) کے وزن پر ہو اور وہ صفت جو فُعْلٰی کے وزن پر ہو اگر ان کا عین کلمہ یاء ہو تو اس میں قاعدہ نمبر ۳ (موسر کا قاعدہ) جاری نہیں ہوگا (کہ یاء کو واو سے بدل دیا جاتا) بلکہ یاء کو سلامت رکھتے ہوئے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیں گے۔ جیسے بِیْضٌ اَبْیَضُ اور بَیْضَاءُ کی جمع کہ دراصل بُیْضٌ (بضمہ باء تھی) قاعدہ نمبر ۳ کا تقاضا تھا کہ یاء کو واو سے بدل دیا جاتا مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا بِیْضٌ ہو گیا۔ اور حِیْکٰی (بکسر حاء) اصل میں حُیْکٰی (بضم حاء) تھا، اس میں قاعدہ نمبر ۳ کا تقاضا تھا کہ یاء کو واو سے بدلتے مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ یاء کو سلامت رکھ کر حاء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا خلاصہ یہ کہ یہ قاعدہ مصنف نے قاعدہ نمبر ۳ سے استثناء کے طور پر ذکر کیا ہے ۱۲۔

(۱۳) قولہ حِیْکٰی حَاکَ یَحِیْکُ حَیْکًا و حِیْکَانًا (اکڑ کر چلنا) سے مشتق ہے کہا جاتا ہے مِشْیَۃٌ حِیْکٰی ناز و انداز والی چال۔ ۱۲ منجد

(۱۴) قولہ اسم کے حکم میں الخ اسم سے مراد اسم ذات ہے یعنی وہ لفظ جو ذات غیر مبہم پر دلالت کرے اور اس میں کسی صفت کا لحاظ نہ ہو اور صفت ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو ذات مبہم پر دلالت کرے۔ حاشیہ فارسی۔

(۱۵) قولہ حکم میں ہے چنانچہ اسم تفضیل کی مؤنث میں یاء کو واو سے بدل دیا جائے گا۔ جیسے طُوْبٰی کہ اصل میں طُیْبٰی تھا اور جیسے کُوْسٰی (زیادہ ذہین) کہ دراصل کُیْسٰی تھا یاء ساکن تھی ماقبل مضموم یاء کو واو سے بدلا طُوْبٰی اور کُوْسٰی ہوا۔ ۱۲ منہ

قاعدہ نمبر ٢٤:......مصدر فَعْلُوْلَۃٌ کی عین کا واو یا سے بدل جاتا ہے، جیسے: کَیْنُوْنَۃٌ۔ (١)

فائدہ:

صرفیین نے یہ قاعدہ بہت طول دیکر بیان کیا ہے اور کَیْنُوْنَۃٌ کی اصل کَیْوَنُوْنَۃٌ نکالی اور واو کو بقاعدہ سَیِّدٌ یاء بنا کر حذف کیا، لیکن تحقیق وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔

ہر وہ ملحق جس کے آخر میں یا ما قبل مکسور ہو

قاعدہ نمبر ٢٥:......وزن اَفَاعِلُ وَمَفَاعِلُ اور (٢) اس کی نظائر (کے آخر) میں اگر یاء ہو تو اگر وہ معرف باللام یا مضاف ہے تو حالت رفع و جر میں ساکن ہو جائے گی، جیسے: هٰذِهِ الْجَوَارِيْ وَجَوَارِيْكُمْ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِيْ وَجَوَارِيْكُمْ۔ اور لام واضافت نہ ہو تو حذف ہو جائے گی اور تنوین عین کو مل جائے گی جیسے: هٰذِهِ جَوَارٍ وَمَرَرْتُ بِجَوَارٍ اور حالت نصب میں مطلقاً (٣) مفتوح رہے گی، جیسے: رَاَیْتُ الْجَوَارِیَ وَرَاَیْتُ جَوَارِیَ۔ (٤)

قاعدہ نمبر ٢٦:......لام فُعْلٰی (٥) بالضم کا واو اسم جامد میں یاء ہو جاتا ہے اور صفت (٦) میں اپنی حالت پر رہتا ہے اور اسم تفضیل اسم جامد (٧) کے حکم میں ہے، جیسے: دُنْیَا (٨) وعُلْیَا اور لام فَعْلٰی بالفتح کی یاء واو (٩) ہو جاتی ہے، جیسے: تَقْوٰی۔ (١٠)

دُنْوَا عُلْوَا تَقْیَا
دُنْیَا عُلْیَا تَقْوٰی

---

(١) قولہ کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ (کاف کے بعد واو) تھا۔ ١٢ شرح اردو۔

(٢) قولہ اور اس کی نظائر الخ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند اور مطبع مجتبائی دہلی کے جو نسخے میرے سامنے ہیں ان میں عبارت اس طرح ہے۔ "یا وزن افاعل ومفاعل واشباہ آن آہ" بعض محشین نے اشباہ آن کی تشریح میں فرمایا ہے کہ "یعنی جو جمع اس وزن پر ہو جیسے اَوَانِیْ جمع اِنِیَۃٌ وَمَدَاعِیْ جمع مَدْعٰی وَجَوَارِیْ جمع جَارِیَۃٌ" انتھی۔ ناکارہ مترجم کا خیال ہے کہ اس قاعدہ کو جمع کے ساتھ خاص نہ کیا جائے بلکہ اشباہ ان سے وہ تمام اسماء مراد لئے جائیں جن کے آخر میں یاء متحرک ما قبل مکسور ہو جیسے رَامِیٌ کیونکہ اس میں بھی بعینہ وہی تعلیل ہے جو جَوَار میں ہے۔ یہ مراد لینا اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ورنہ رَامٍ جیسی مثالیں اس قاعدے سے خارج ہو جائیں گی، اور کوئی قاعدہ مستقلہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان جیسی مثالوں کے لئے قائم نہیں کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ١٢

(٣) قولہ مطلقاً یعنی خواہ وہ معرف باللام ہو یا مضاف ہو یا نہ ہو۔ ١٢ رف

(٤) قولہ جَوَارِیَ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حالت نصب میں مضاف کی مثال نہیں دی کیونکہ ظاہر تھی جیسے رَاَیْتُ جَوَارِیَكُمْ اور یاد رکھو کہ بعینہ یہی تفصیل ان تمام اسماء میں ہے جن کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو جیسا کہ اوپر گزرا، چنانچہ رَامِیٌ جب معرف باللام یا مضاف ہو تو حالت رفع و جر میں یاء ساکن ہو جائے گی جیسے اَلرَّامِیْ وَرَامِیْكُمْ اور لام واضافت نہ ہو تو حذف ہو جائے گی۔ اور تنوین عین کلمہ کو دے دیں گے۔ جیسے هٰذَا رَامٍ وَمَرَرْتُ بِرَامٍ اور حالت نصب میں مطلقاً مفتوح رہے گی جیسے رَاَیْتُ الرَّامِیَ وَرَامِیَكُمْ وَرَامِیًا۔ واللہ اعلم ١٢ رف

(٥) قولہ لام فُعْلٰی الخ تنبیہ اس قاعدہ فُعْلٰی کے عین کلمہ سے متعلق تھا یہ لام کلمہ سے متعلق ہے ١٢ رف

(٦) قولہ صفت میں الخ جیسے غُزْوٰی (جنگ کرنے والی عورت) ١٢ حاشیہ فارسی

(٧) قولہ اسم جامد الخ چنانچہ اسم تفضیل میں بھی واو کو جبکہ وہ لام کلمہ ہو یاء سے بدل دیا جائے گا۔ ١٢ منہ

(٨) قولہ دُنْیَا و عُلْیَا دونوں اسم تفضیل ہیں پہلا دَنَا یَدْنُوْ دُنُوًّا، باب نصر (بمعنی قریب ہونا) سے اور دوسرا عَلَا یَعْلُوْ عُلُوًّا باب نصر (بمعنی بلند ہونا) سے ١٢ منہ

(٩) یہ حکم فعلی اسمی کا ہے۔ اگر صفتی ہو تو یاء باقی رہتی ہے جیسے صدیٰ پیاسی عورت۔ ١٢

(١٠) قولہ تَقْوٰی اصل میں تَقْیَا تھا بمعنی پرہیز ١٢ رف

SamarHanif.com

قسم دوم در صرف مثال

مثال وای (۱) از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْوَعْدُ وَالْعِدَۃُ ''وعدہ کرنا''
وَعَدَ یَعِدُ وَعْداً وَعِدَۃً فَھُوَ وَاعِدٌ وَّوُعِدَ یُوْعَدُ وَعْداً وَعِدَۃً فھو مَوْعُوْدٌ الامر منہ عِدْ والنھی منہ لَا تَعِدْ الظرف منہ مَوْعِدٌ والاٰلۃ منہ مِیْعَدٌ ومِیْعَدَۃٌ ومِیْعَادٌ وتثنیتھما مَوْعِدَانِ ومِیْعَدَانِ والجمع منھما مَوَاعِدُ ومَوَاعِیْدُ افعل التفضیل منہ اَوْعَدُ والمونث منہ وُعْدٰی تثنیتھما اَوْعَدَانِ ووُعْدَیَانِ والجمع منھما اَوْعَدُوْنَ واَوَاعِدُ ووُعَدٌ ووُعْدَیَاتٌ۔

واو مضارع معروف سے بقاعدہ نمبر ۱ (۲) اور عِدَۃٌ سے بقاعدہ نمبر ۲ حذف ہوا ہے اور ماضی مجہول میں بقاعدہ نمبر ۵ ہمزہ سے بدلا جا سکتا ہے، وُعِدَ کو اُعِدَ کہہ سکتے ہیں۔ یہی حال مونث اسم تفضیل (۳) کا ہے۔ اسم فاعل مونث کی جمع مکسر جو اَوَاعِدُ (۴) ہے دراصل وَوَاعِدُ تھی، واو اول بقاعدۃ نمبر ۶ (۵) ہمزہ ہو گیا ہے اور آلہ (۶) میں واو بقاعدہ نمبر ۳ یاء ہو گیا، لیکن تصغیر (۷) یعنی مُوَیْعِدٌ اور جمع مکسر یعنی مَوَاعِیْدُ میں واو واپس آ گیا، کیونکہ سبب تعلیل جو کہ سکون واو و کسرہ ماقبل ہے باقی نہیں رہا۔

مثال یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ، اَلْمَیْسِرُ (۸) جوا کھیلنا یَسَرَ یَیْسِرُ مَیْسِراً فھو یَاسِرٌ ویُسِرَ یُوْسَرُ الخ۔
اس باب میں سوائے اس کے کہ مضارع مجہول میں یاء بقاعدہ نمبر ۳ واو ہو گئی ہے اور کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

مثال واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْوَجَلُ (۹) ڈرنا۔ وَجِلَ یَوْجَلُ وَجَلاً الخ۔ امر حاضر یعنی، اِیْجَلْ، اِیْجَلَا الخ میں اور آلہ (۱۰) میں واو بقاعدہ نمبر ۳ یاء ہو گیا ہے اور اَوَاجِلُ میں بقاعدہ نمبر ۶ (۱۱) ہمزہ ہو گیا ہے اور وُجِلَ (۱۲) اور وُجَلٌ (۱۳) میں ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ اس باب میں اس کے علاوہ کوئی تعلیل نہیں۔

---

(۱) مثال واوی یاد رکھو کہ مثال واوی سوائے باب نصر کے مجرد کے ہر باب سے آتا ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ بقاعدہ نمبر ۱ یعنی یَعِدُ کا قاعدہ (تنبیہ) ان تمام گردانوں میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے قواعد کے نمبر کا حوالہ دیا ہے لیکن بار بار کے تجربے سے معلوم ہوا کہ طلباء نمبر بھول جاتے ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ یہ قواعد ان کی مثالوں کے حوالے سے یاد کرائے جائیں مثلاً یوں کہا جائے کہ یَعِدُ کا قاعدہ سَیِّدٌ کا قاعدہ وغیرہ۔ نیز استاذ کو چاہئے کہ ہر لفظ کی تعلیل بچوں سے نکلوائیں خود بتانے سے گریز کریں ایک طالب علم نہ بتائے تو دوسرے سے پوچھیں اور جن الفاظ کی تعلیل مصنف نے ذکر نہیں کی وہ بھی بچوں سے نکلوائیں۔ ۱۲ منہ

(۳) قولہ اسم تفضیل الخ جیسے وُعْدٰی کہ اسے اُعْدٰی کہہ سکتے ہیں۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ اَوَاعِدُ بروزن فَوَاعِلُ اس کا واحد وَاعِدَۃٌ ہے۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ بقاعدہ ۶ یعنی اَوَاصِلُ کا قاعدہ۔ ۱۲ منہ

(۶) قولہ آلہ میں یعنی آلہ کے تینوں صیغوں مِیْعَدٌ و مِیْعَدَۃٌ و مِیْعَادٌ میں۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ لیکن تصغیر الخ یعنی اسم آلہ کی تصغیر اور اسی کی جمع مکسر میں ۱۲ رف

(۸) قولہ المَیْسِرُ کقولہ تعالیٰ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ۔ (المائدۃ: ۹۰) ۱۲ رف

(۹) قولہ اَلْوَجَلُ قرآن حکیم میں ہے قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ (الحجر) ۱۲ حاشیہ فارسی

(۱۰) قولہ آلہ میں یعنی مِیْجَلٌ و مِیْجَلَۃٌ و مِیْجَالٌ میں واو مِیْعَادٌ کے قاعدے سے یاء سے بدل گیا۔ اصل میں مِوْجَلٌ و مِوْجَلَۃٌ و مِوْجَالٌ تھا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(۱۱) قولہ بقاعدہ ۶ یعنی اَوَاصِلُ کا قاعدہ۔ ۱۲ رف

(۱۲) قولہ وُجِلَ الخ صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول۔ ۱۲ رف

(۱۳) قولہ وُجَلٌ یہ وُجْلٰی اسم تفضیل مونث کی جمع مکسر ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

دوسرا مثال واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ ،اَلْوَسْعُ وَالسَّعَۃُ ''گنجائش رکھنا'' وَسِعَ یَسَعُ وَسْعاًوَسَعَۃً الخ۔

مثال واوی از فَتَحَ یَفْتَحُ ،اَلْھِبَۃُ ''بخشنا'' وَھَبَ یَھَبُ ھِبَۃً الخ۔ ان دونوں باب کے مضارع معروف میں واوٗ علامت مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہوا کہ جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہے اس لئے حذف ہوگیا اور وَسِعَ کے مصدر میں حذف فاء کے بعد عین (۱) کو فتحہ دے دیا اور کسرہ بھی (جائز ہے) دوسرے صیغوں کی تعلیلات وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح ہیں۔

مثال واوی از حَسِبَ یَحْسِبُ ،اَلْوَمْقُ وَالْمِقَۃُ ''محبت کرنا'' وَمِقَ یَمِقُ الخ۔

اس باب کے صیغوں کی تعلیل بعینہ وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح ہے ان ابواب کی صرف کبیر میں سوائے ان تغیرات کے جو ہم نے بیان کئے ،کوئی اور تغیر نہیں ہوگا۔ سب کی گردانیں صرف کبیر کے مطابق کر لینی چاہئیں۔

مثال واوی از باب اِفْتِعَالٌ ۔ اَلْاِتِّقَادُ ''آگ روشن کرنا'' اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَاداً الخ۔

مثال یائی از اِفْتِعَالٌ اَلْاِتِّسَارُ جوا کھیلنا اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَاراً الخ ۔ ہر دو باب میں بقاعدہ نمبر ۴ واوٗ اور یاء تاء ہو کر تاء میں مدغم ہوگئی۔

مثال واوی از اِسْتِفْعَالٌ اِسْتَوْقَدَ (۲) یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیْقَاداً الخ۔ واز افعال اَوْقَدَ یُوْقِدُ اِیْقَاداً الخ ۔

اِسْتِیْقَادٌ واِیْقَادٌ دونوں کے معنی آگ روشن کرنے کے ہیں اور دونوں میں واوٗ بقاعدہ نمبر ۳ یاء سے بدل گیا ہے ان چاروں ابواب کی صرف کبیر میں سوائے اعلالین مذکورین (۳) کے اور کوئی اعلال نہیں۔

قسم سوم در صرف اجوف

اجوف واوی از نَصَرَ یَنْصُرُ ،اَلْقَوْلُ ''کہنا''

قَالَ یَقُوْلُ قَوْلاً فهو قَائِلٌ وقِيْلَ يُقَالُ قَوْلاً فهو مَقُوْلٌ الامر منه قُلْ والنهى عنه لَا تَقُلْ الظرف منه مَقَالٌ والآلة منه مِقْوَلٌ ومِقْوَلَةٌ ومِقْوَالٌ وتثنيتهما مَقَالَانِ ومِقْوَلَانِ والجمع منهما مَقَاوِلُ ومَقَاوِيْلُ ،افعل التفضيل منه اَقْوَلُ والمونث منه قُوْلٰى وتثنيتهما اَقْوَلَانِ وقُوْلَيَانِ والجمع منهما اَقْوَلُوْنَ واَقَاوِلُ وقُوَلٌ وقُوْلَيَاتٌ

مِقْوَلٌ (۴) اور مِقْوَلَۃٌ میں واوٗ کی حرکت ماقبل کو اس لئے نہیں دی کہ یہ دونوں دراصل مِقْوَالٌ تھے۔الف حذف کیا

---

(۱) قولہ عین کو الخ یعنی عین کلمہ کو برخلاف وَھَبَ کے مصدر اَلْھِبَۃُ کے کہ اس میں عین کلمہ یعنی ہاء کو فتحہ دینا منقول نہیں۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ اِسْتَوْقَدَ کما فی قولہ تعالیٰ اِسْتَوْقَدَ نَارًا۔ ۱۲ رف (۳) یعنی قاعدہ نمبر ۴ اور قاعدہ نمبر ۳ کے سوا کوئی قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

(۴) قولہ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ میں واوٗ متحرک ماقبل ساکن ہے لہٰذا یُقَالُ کے قاعدہ نمبر ۸ سے واوٗ کی حرکت ماقبل کو دے کر واوٗ کو الف سے بدل دینا چاہئے اور مِقَالٌ ومِقَالَۃٌ کہنا چاہئے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ مِقْوَلٌ ومِقْوَلَۃٌ کوئی مستقل صیغے نہیں بلکہ یہ دونوں دراصل مِقْوَالٌ تھے تعلیل ہو کر مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ ہوگئے ،اور چونکہ مِقْوَالٌ میں تعلیل نہ ہوئی تھی اس لئے ان دونوں لفظوں میں بھی تعلیل نہیں ہوئی کیونکہ یہ اسی کی فرع ہیں اور مِقْوَالٌ میں تعلیل اس لئے نہیں کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ اگر ایسے واوٗ یا یاء کے بعد الف ہو تو قاعدہ نمبر ۸ جاری نہیں ہوتا اور مِقْوَالٌ میں واوٗ کے بعد الف موجود ہے۔ ۱۲ منہ

SamarHanif.com

مِقْوَلٌ رہ گیا اور حذف الف کے بعد تاء زائد کی تو مِقْوَلَۃٌ ہوگیا اور مقوال میں حرکت اس لئے نقل نہیں کی تھی کہ واوٗ کے بعد الف کا ہونا مانع (۱) تھا، لہٰذا ان دونوں میں بھی نقل حرکت نہ ہوئی کیونکہ یہ (۲) اسی کی فرع ہیں۔

اثبات فعل ماضی معروف

قَالَ، قَالَا، قَالُوْا، قَالَتْ، قَالَتَا، قُلْنَ، قُلْتَ، قُلْتُمَا، قُلْتُمْ، قُلْتِ، قُلْتُنَّ، قُلْتُ، قُلْنَا۔ واوٗ بقاعدہ نمبر ۷ قَالَ سے قَالَتَا تک الف سے بدل گیا اور قَالَتَا (۳) کے مابعد میں اجتماع ساکنین سے حذف (۴) ہو کر قاف مضموم (۵) ہوگیا۔

اثبات فعل ماضی مجہول

قِیْلَ، قِیْلَا، قِیْلُوْا، قِیْلَتْ، قِیْلَتَا، قُلْنَ، قُلْتَ، قُلْتُمَا، قُلْتُمْ، قُلْتِ، قُلْتُنَّ، قُلْتُ، قُلْنَا۔ قِیْلَ دراصل قُوِلَ تھا۔ نویں قاعدہ سے قِیْلَ ہوا۔ قِیْلَتَا تک یہی تعلیل ہے۔ قُلْنَ سے آخر تک (۶) جب یاء التقائے ساکنین (۷) کے باعث گری تو اس کے واوی (۸) ہونے کی وجہ سے قاف کو ضمہ دے دیا۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَقُوْلُ، یَقُوْلَانِ، یَقُوْلُوْنَ، تَقُوْلُ، تَقُوْلَانِ، یَقُلْنَ، تَقُوْلُوْنَ، تَقُوْلِیْنَ، تَقُلْنَ، اَقُوْلُ، نَقُوْلُ۔ تمام صیغوں میں دراصل قاف ساکن اور عین مضموم (۹) تھی بقاعدہ نمبر ۸ واوٗ کا ضمہ قاف کو دے دیا گیا اور یَقُلْنَ وتَقُلْنَ میں واوٗ (۱۰) التقائے ساکنین سے گر گیا۔

اثبات فعل مضارع مجہول

یُقَالُ، یُقَالَانِ، یُقَالُوْنَ، تُقَالُ، تُقَالَانِ، یُقَلْنَ، تُقَالُوْنَ، تُقَالِیْنَ، تُقَلْنَ، اُقَالُ، نُقَالُ۔ ان تمام صیغوں میں قاف ساکن اور واوٗ مفتوح تھا بقاعدہ نمبر ۸ واوٗ کا فتحہ قاف کو دے کر واوٗ کو الف سے بدلا، پھر الف یُقَلْنَ (۱۱) وتُقَلْنَ میں التقائے ساکنین سے گر گیا۔

---

(۱) قولہ مانع تھا یعنی یُقَالُ کا قاعدہ جاری ہونے سے مانع تھا جیسا کہ قاعدہ نمبر ۸ کے بیان میں گزر چکا کہ ایسے واوٗ یا یاء کے بعد اگر الف ہو تو قاعدہ نمبر ۸ جارہ نہیں ہوتا۔ ۱۲ منہ

(۲) قولہ یہ یعنی مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ ۱۲ منہ

(۳) قولہ قَالَتَا تک یعنی قَالَ سے قَالَتَا تک کے تمام صیغوں میں ۱۲ رف

(۴) قولہ حذف ہو کر یعنی واوٗ حذف ہو کر۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ مضموم ہوگیا قاعدہ نمبر ۷ کا تفصیلی بیان دیکھ کر پھر ذہن نشین کرلو۔ ۱۲ منہ

(۶) قولہ آخر تک یعنی قُلْنَا تک کے تمام صیغوں میں ۱۲ منہ

(۷) قولہ التقائے ساکنین یعنی یاء اور لام کے درمیان ۱۲ رف

(۸) قولہ واوی الخ یعنی اصل میں فعل کے واوی ہونے کی وجہ سے۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ عین یعنی عین کلمہ جو یہاں واوٗ ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ التقائے ساکنین یعنی واوٗ اور لام کے درمیان۔ منہ

(۱۱) قولہ یُقَلْنَ الخ یعنی جمع مونث غائب وجمع مونث حاضر میں اور پوری تعلیل اس طرح ہوئی کہ یُقَلْنَ اصل میں یُقْوَلْنَ تھا۔ واوٗ متحرک ماقبل ساکن واوٗ کی حرکت ماقبل کو دے کر واوٗ کو الف سے بدلا یُقَالْنَ ہوا، الف ولام کے درمیان التقائے ساکنین ہوا۔ الف کو گرایا یُقَلْنَ رہ گیا۔ بعینہ یہی تعلیل تُقَلْنَ جمع مونث حاضر میں ہوئی ۱۲ محمد رفیع عثمانی

SamarHanif.com

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَنْ یَقُوْلَ لَنْ یَقُوْلَا الخ۔ مجہول: لَنْ یُقَالَ الخ۔ اس بحث میں سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی دوسرا تغیر نہیں ہوا۔

نفی جحد در مضارع معروف

لَمْ یَقُلْ ،لَمْ یَقُوْلَا الخ۔ مجہول: لَمْ یُقَلْ لَمْ یُقَالَا الخ۔ لَمْ یَقُلْ اور اس کے نظائر میں واؤ اور لَمْ یُقَلْ اور اس کے نظائر میں الف التقائے ساکنین سے گر گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بجز اُن تغیرات کے جو مضارع میں ہوئے ہیں کوئی دوسرا تغیر اس بحث میں نہیں ہوا۔

لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَقُوْلَنَّ ،لَیَقُوْلَانِّ تا آخر۔ مجہول۔ لَیُقَالَنَّ الخ وهكذا نون خفیفہ۔ ان چار گردانوں میں بھی سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی تغیر نہیں ہوا۔

امر حاضر معروف

قُلْ قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ قُلْنَ۔ قُلْ دراصل [1] تَقُوْلُ تھا۔ علامت مضارع حذف کرنے کے بعد قاف متحرک تھا، آخر میں وقف کیا اور واؤ التقائے ساکنین کے باعث گرا تو قُلْ ہو گیا اور بعض امر کو اصل [2] سے بناتے ہیں چنانچہ اُقْوُلْ بنتا ہے پھر حرکت واؤ ماقبل کو دے کر واؤ کو التقائے ساکنین سے حذف کرتے ہیں اور ہمزۂ وصل استغناء کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔ اسی طرح امر کے دوسرے صیغوں کو قیاس کر لینا چاہئے۔ امر بالام اور نہی کے صیغے نفی جحد بلم کے صیغوں کی طرح ہیں۔ ان میں بھی محل جزم میں واؤ اور الف گر گئے ہیں، جیسے: لِیَقُلْ [3] ولَا تَقُلْ وقس علی ہذا۔

جو واؤ [4] اور الف مواقع جزم میں ساقط ہو گئے تھے وہ امر و نہی کے نون ثقیلہ و خفیفہ میں واپس [5] آ گئے کیونکہ ماقبل نون متحرک ہو گیا۔

---

(۱) قولہ دراصل تَقُوْلُ الخ یعنی قُلْ ،امر بننے سے پہلے تَقُوْلُ تھا۔ ۱۲

(۲) قولہ اصل سے الخ یعنی بعض صرفیین امر کو تعلیل شدہ مضارع (تَـقُـوْلُ) سے نہیں بناتے بلکہ تعلیل سے پہلے مضارع کی جو شکل تھی اس سے بنا کر پھر تعلیل کرتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مضارع کا صیغہ واحد حاضر تعلیل سے پہلے تَـقْـوُلُ (بسكون القاف وضم الواو) تھا، علامت مضارع کا مابعد ساکن تھا اس لئے علامت مضارع حذف کر کے شروع میں ہمزہ وصل لگایا اور آخر میں وقف کیا اُقْوُلْ ہوا پھر اُقْوُلْ میں تعلیل ہوئی کہ واؤ متحرک ماقبل ساکن حرکت واؤ ماقبل کو دی تو ہمزہ وصل کی حاجت نہ رہی لہٰذا ہمزہ وصل گر گیا اور قُوْلْ رہ گیا پھر واؤ اور لام کے درمیان اجتماع ساکنین کے باعث واؤ بھی گر گیا تو قُلْ ہوا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ لِیَقُلْ الخ اصل میں لِیَقُوْلْ اور لَا تَقُوْلْ تھے واؤ کا ضمہ ماقبل کو دے کر واؤ کو التقائے ساکنین کے باعث گرا دیا لِیَقُلْ اور لَا تَقُلْ ہو گئے اور مجہول میں لِیُقْوَلْ اور لَا تُقْوَلْ تھے واؤ کا فتحہ ماقبل کو دے کر واؤ کو الف سے بدلا پھر الف اور لام میں التقائے ساکنین ہوا الف کو گرایا لِیُقَلْ اور لَا تُقَلْ ہو گئے۔ ۱۲ منہ

(۴) قولہ واؤ اور الف الخ یعنی معروف کے صیغوں میں واؤ اور مجہول کے صیغوں میں الف جو خود بھی دراصل واؤ ہی سے بدل کر آیا تھا۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ واپس آ گئے الخ کیونکہ جب نون تاکید فعل میں لگ جاتا ہے تو اپنے ماقبل کو متحرک کر دیتا ہے اور اس صورت میں اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا۔ ۱۲ حاشیہ

SamarHanif.com

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ

قُوْلَنَّ (۱) قُوْلَانِّ قُوْلُنَّ قُوْلِنَّ قُلْنَانِّ۔

امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ

لِيَقُوْلَنَّ، لِيَقُوْلَانِّ، لِيَقُوْلُنَّ، لِتَقُوْلَنَّ، لِتَقُوْلَانِّ، لِيَقُلْنَانِّ، لِاَقُوْلَنَّ، لِنَقُوْلَنَّ۔

بانون خفیفہ

لِيَقُوْلَنْ، لِيَقُوْلُنْ، لِتَقُوْلَنْ، لِاَقُوْلَنْ، لِنَقُوْلَنْ۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ

لِيُقَالَنَّ (۲) لِيُقَالَانِّ، لِيُقَالُنَّ، لِتُقَالَنَّ، لِتُقَالَانِّ، لِيُقَلْنَانِّ، لِاُقَالَنَّ، لِنُقَالَنَّ۔

نون خفیفہ بھی اسی طرح ہے۔

SamarHanif.com

نہی معروف بانون ثقیلہ

لَا يَقُوْلَنَّ الخ مجہول۔ لَا يُقَالَنَّ الخ۔ نون خفیفہ بھی اسی طرح ہے۔

بحث اسم فاعل

قَائِلٌ، قَائِلَانِ، قَائِلُوْنَ، قَائِلَةٌ، قَائِلَتَانِ، قَائِلَاتٌ ۔

قَائِلٌ دراصل قَاوِلٌ تھا بقاعدہ نمبر ۸ واؤ ہمزہ ہوگیا یہی تعلیل باقی صیغوں میں ہے۔

بحث اسم مفعول

مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ، مَقُوْلُوْنَ، مَقُوْلَةٌ، مَقُوْلَتَانِ، مَقُوْلَاتٌ۔

مَقُوْلٌ دراصل مَقْوُوْلٌ (۳) تھا بقاعدہ نمبر ۸ حرکتِ واؤ ماقبل کو دے کر واؤ کو التقائے ساکنین کے باعث حذف کردیا۔

---

(۱) قولہ قُوْلَنَّ ان صیغوں میں واؤ واپس آگیا ہے۔ ۱۲ منہ

(۲) قولہ لِيُقَالَنَّ الخ دیکھو یہاں الف محذوف واپس آگیا ہے، اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ مَقْوُوْلٌ بروزن مَفْعُوْلٌ ۱۲ رف

SamarHanif.com

فائدہ:

اس میں اختلاف ہے کہ ایسے مواقع میں واوِ اول حذف ہوتا ہے یا واوِ دوم؟ بعض کہتے ہیں کہ دوسرا (حذف ہوتا ہے) کیونکہ زائد ہے اور زائد حذف کا زیادہ مستحق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اول (۱) کیونکہ دوسرا علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوا کرتی۔

اکثر علمائے صرف نے حذف دوم کو ترجیح دی ہے مگر راقم کے نزدیک حذف اول راجح ہے کیونکہ عموماً دستور یہی ہے کہ ایسے ساکنین میں پہلا حذف (۲) ہوا کرتا ہے۔ خواہ وہ زائد ہو یا اصلی۔ لہٰذا اس کو اپنے نظائر سے جدا نہیں کرنا چاہئے۔

نکتہ:

ایسے مواقع میں ثمرۂ اختلاف بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ بہر کیف مَقُول ہو جاتا ہے، خواہ اول حذف ہو یا دوم۔ مولوی عصمت اللہ سہارنپوری رحمہ اللہ نے شرح خلاصۃ الحساب میں لفظ رحمن کے منصرف یا غیر منصرف ہونے کے بیان میں بڑی اچھی بات لکھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایسے اختلافات کا نتیجہ مسائل فقہیہ میں نکل آتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ آج واوِ زائد کا تکلم نہیں کرونگا اور مقول کا تکلم کرلیا، تو جو حذف اول کا قائل ہے اس کے مذہب پر یہ حانث ہو جائے گا اور جو حذف دوم کا قائل ہے اس کے مذہب پر حانث نہیں ہوگا۔

یا مثلاً بیوی سے کہا کہ آج اگر تو نے واوِ زائد کا تکلم کیا، تو تجھے طلاق ہے۔ بیوی نے لفظ مَقُوْلٌ منہ سے نکال دیا۔ تو حذف اول کے مذہب پر طلاق واقع ہو جائے گی اور مذہب دوم پر نہ ہوگی۔

اجوف یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْبَیْعُ (۳) فروخت کرنا

بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعًا فهو بَائِعٌ وبِیْعَ یُبَاعُ بَیْعًا فهو مَبِیْعٌ الامر منه بِعْ والنهی منه لَا تَبِعْ الظرف منه مَبِیْعٌ والالة منه مِبْیَعٌ ومِبْیَعَةٌ ومِبْیَاعٌ وتثنیتهما مَبِیْعَانِ ومِبْیَعَانِ والجمع منهما مَبَایِعُ ومَبَایِیْعُ افعل التفضیل منه اَبْیَعُ والمونث منه بُوْعٰی وتثنیتهما اَبْیَعَانِ وبُوْعَیَانِ والجمع منهما اَبْیَعُوْنَ واَبَایِعُ وبُیَعٌ وبُوْعَیَاتٌ۔

ظرف اس باب میں مفعول کی ہم شکل ہو گیا ہے کیونکہ بقاعدہ نمبر ۸ عین کی حرکت فاء کو دے دی گئی اور مفعول میں

---

(۱) اول الخ چنانچہ ان کے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُوْلٌ (بحذف عین کلمہ) ہوگا اور جو حذف ثانی کے قائل ہیں ان کے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ (فائے کے بعد عین کلمہ حذف کئے بغیر) ہوگا۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ پہلا حذف الخ مثلاً فِی الْاَرْضِ میں پہلا ساکن یاء ہے جو اصلی ہے اور دوسرا ساکن لام ہے جو زائد ہے لیکن وصل کی حالت میں یہ پہلا ساکن یعنی یاء گر جاتی ہے اور لام قائم رہتا ہے، اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ میں اَقِیْمُوْا کی واؤ کا اَلصَّلٰوةَ سے وصل کیا تو واؤ گر گئی، حالانکہ یہ جمع مذکر کی علامت ہے، پس معلوم ہوا کہ یہاں علامت ہونے یا اصلی ہونے کا کوئی فرق نہیں۔ بہر حال اول ہی حذف ہوتا ہے۔ ۱۲ شرح علم الصیغہ

(۳) قولہ اَلْبَیْعُ قرآن حکیم میں استعمال ہوا ہے ارشاد ہے: وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرۃ: ۲۷۵) یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور ربو (سود) کو حرام کیا ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

نقلِ حرکت اور حذفِ عین کے بعد فاء کو کسرہ (۱) دیا تو اس کی وجہ سے واؤ کو یاء بنا دیا۔ ظرف بھی مَبِیْعٌ ہے۔ جو دراصل مَبْيِعٌ تھا اور مفعول بھی مَبِیْعٌ (۲) ہے جو دراصل مَبْيُوْعٌ تھا۔

اثبات فعل ماضی معروف

بَاعَ بَاعَا بَاعُوْا بَاعَتْ بَاعَتَا بِعْنَ بِعْتَ بِعْتُمَا بِعْتُمْ بِعْتِ بِعْتُنَّ بِعْتُ بِعْنَا۔ ساتویں قاعدہ سے بَاعَ اور آخر تک کے صیغوں میں یاء الف سے بدلی ہے بَاعَتَا (۳) کے بعد کے تمام صیغوں میں یہ الف التقائے ساکنین سے گر گیا اور یاء ہونے کی وجہ سے فاء کلمہ کو کسرہ دے دیا گیا۔

اثبات فعل ماضی مجہول

بِیْعَ بِیْعَا الخ بِیْعَ دراصل بُيِعَ تھا۔ نویں قاعدہ سے یاء کا کسرہ باء کو دے دیا اور بِعْنَ الخ میں یاء التقائے ساکنین سے گر گئی۔

اثبات فعل مضارع معروف

يَبِيْعُ، يَبِيْعَانِ الخ۔ یاء کی حرکت آٹھویں قاعدہ سے ماقبل کو چلی گئی اور يَبِعْنَ اور تَبِعْنَ میں یاء التقائے ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو گئی۔

مضارع مجہول

يُبَاعُ يُبَاعَانِ الخ يُقَالُ يُقَالَانِ کی طرح ہے۔

نفی تاکید بلن

لَنْ يَبِيْعَ الخ لَنْ يُبَاعَ الخ کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

---

(۱) قولہ کسرہ دیا، تاکہ حذفِ یاء پر دلالت کرے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ مَبِیْعٌ یعنی ظرف اور مفعول دونوں کی صورت ایک ہے البتہ دونوں کی اصل میں فرق ہے مَبِیْعٌ اسم مفعول تو اصل میں مَبْيُوْعٌ تھا یاء کی حرکت يَبِيْعُ کے قاعدہ سے ماقبل کو دی اب یاء ساکن ہو گئی اور ماقبل مضموم مُوْسِرٌ کے قاعدہ نمبر ۳ سے یاء کو واؤ سے بدلا اب دونوں واؤ کے درمیان اجتماع ساکنین کے باعث پہلے کو حذف کیا اور ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر واؤ کو یاء سے بدلا تو مَبِیْعٌ ہوا اور ظرف اصل میں مَبْيِعٌ بروزن مَضْرِبٌ تھا۔ يَبِيْعُ کے قاعدہ نمبر ۸ سے یاء کا کسرہ ماقبل کو دیا مَبِیْعٌ ہو گیا۔ ۱۲ حاشیہ فارسی

(۳) بَاعَتَا الخ ان صیغوں کی مفصل تعلیل قاعدہ ۷ (قال باع کے قاعدہ) میں گزر چکی ہے۔ یہاں مصنف اسی تفصیل کو اجمالاً ذکر کر رہے ہیں تم دوبارہ اس قاعدہ کو دیکھ لو۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

نفی جحد بلم در فعل مضارع

لَمْ یَبِعْ لَمْ یَبِیْعَا الخ لَمْ یُبَعْ لَمْ یُبَاعَا الخ۔ لَمْ یَبِعْ اور لَمْ تَبِعْ ولَمْ اَبِعْ [1] میں معروف میں یاء اور مجہول میں الف اجتماع ساکنین سے گر گیا ہے دوسرے صیغوں میں کوئی تغیر غیر ما [2] وقع فی المضارع نہیں ہوا۔

لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَبِیْعَنَّ الخ۔ مجہول۔ لَیُبَاعَنَّ الخ اسی طرح نون خفیفہ ہے۔

امر حاضر معروف

بِعْ بِیْعَا بِیْعُوْا بِیْعِیْ بِعْنَ۔ قُلْ قُوْلَا الخ کی طرح تعلیل کر لینی چاہیے۔

امر حاضر با نون ثقیلہ

بِیْعَنَّ الخ جو یاء بِعْ میں التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی تھی۔ بِیْعَنَّ میں عین [3] کے مفتوح ہو جانے کی وجہ سے واپس آ گئی۔

امر بالام اور نہی

لَمْ یَبِعْ کی طرح ہیں اور ان کے نون ثقیلہ و خفیفہ میں بھی یائے محذوفہ واپس آ گئی ہے۔

بحث اسم فاعل

بَائِعٌ بَائِعَانِ بَائِعُوْنَ الخ بقاعدہ نمبر ۱۷ یاء، ہمزہ سے بدل گئی ہے۔

---

(۱) قولہ لَمْ اَبِعْ مصنف نے یہاں جمع متکلم کا صیغہ ذکر نہیں کیا، ہو سکتا ہے کہ کتابت کی غلطی سے رہ گیا ہو بہر حال تعلیل صیغہ جمع متکلم میں بھی وہی ہے جو مذکورہ تین صیغوں میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ معروف کے مذکورہ چار صیغوں میں یاء اور مجہول کے انہی چار صیغوں میں الف اجتماع ساکنین سے گر گیا ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ غَیْرُ مَا وَقَعَ فِی الخ یعنی لَمْ داخل ہونے سے پہلے جو تغیر مضارع میں ہو چکا تھا اس کے علاوہ کوئی تغیر دوسرے صیغوں میں نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ

(۳) قولہ عین، یعنی جو لام کلمہ ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

بحث اسم مفعول

مَبِیْعٌ مَبِیْعَانِ مَبِیْعُوْنَ مَبِیْعَۃٌ مَبِیْعَتَانِ مَبِیْعَاتٌ ۔مَبِیْعٌ کی تعلیل گزر چکی ہے۔مفعول کے تمام صیغوں کی تعلیل اسی طرح ہے۔

اجوف (۱) واوی: ازسَمِعَ یَسْمَعُ اَلْخَوْفُ ڈرنا

خَافَ یَخَافُ خَوْفًافھو خَائِفٌ وخِیْفَ یُخَافُ خَوْفًا فھو مَخُوْفٌ الامر منه خَفْ والنھی عنه لَاَ تَخَفْ الخ۔

ماضی معروف

خَافَ خَافَا خَافُوْا خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ الخ۔خِفْنَ اور بعد کے تمام صیغوں میں حذفِ عین کے بعد کسرۂ عین (۲) کی وجہ سے فاء کلمہ (۳) کو کسرہ دے دیا گیا۔باقی صیغوں (۴) کی تعلیل گزرے ہوئے قواعد کے مطابق کرلینی چاہئے۔جن کا اجراء قَالَ کی گردان میں ہو چکا ہے اوراس کے مضارع یَخَافُ یَخَافَانِ الخ میں تعلیل یُقَالُ یُقَالَانِ الخ کی طرح ہے۔

امر حاضر معروف

خَفْ خَافَا خَافُوْا خَافِیْ خَفْنَ ۔خَفْ کو تَخَافُ سے بنایا گیا ہے۔حذف تاء کے بعد خاء متحرک تھا آخر میں وقف کیا اورالف التقائے ساکنین سے گر گیا۔خَافَا کو تَخَافَانِ سے بنایا ہے۔علامت مضارع کو حذف کر کے نون اعرابی گرادیا گیا۔

امر حاضر کا صیغہ تثنیہ وجمع مذکر ماضی کے صیغہ تثنیہ وجمع مذکر غائب کے ہم شکل (۵) ہو گیا ہے۔

امر حاضر بانون ثقیلہ

خَافَنَّ الخ جو الف خَفْ میں گر گیا تھا۔اب اجتماع ساکنین نہ رہنے کی وجہ سے واپس آ گیا۔نہی،لم،لن اور لام امر کی صیغوں کی گردان زبانی کرلینی چاہئے اور مذکورہ قواعد کے مطابق ان کی تعلیل کرلینی چاہئے۔

---

(۱) اجوف یادرکھو کہ اجوف صرف انہی ابواب سے آتا ہے جن کی مثالیں مصنف نے دی ہیں یعنی نصر ضرب اور سمع،باقی ابواب مجرد سے اجوف نہیں آتا۔۱۲ حاشیہ

(۲) قولہ کسرہ عین کیونکہ اصل میں خَوِفْنَ تھا۔۱۲

(۳) تفصیل قاعدہ ۷ میں دیکھو۔۱۲رف

(۴) قولہ باقی صیغوں یعنی خِفْنَ سے پہلے پانچ صیغوں اور ماضی مجہول کے تمام صیغوں کی تعلیل۔۱۲رف

(۵) قولہ ہم شکل کیونکہ خَافَا امر حاضر کا صیغہ تثنیہ بھی ہے اور ماضی معروف کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب بھی۔اسی طرح خَافُوْا امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر بھی ہے اور ماضی معروف کا صیغہ جمع مذکر غائب بھی البتہ امر حاضر اور ماضی میں اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ ماضی کی اصل کچھ اور ہے اور امر حاضر کی اصل کچھ اور۔۱۲رف

SamarHanif.com

فائدہ[1]:

امر مہموز کے ان صیغوں سے جن میں یَسْئَلُ کے قاعدہ سے ہمزہ حذف ہوگیا ہو۔ امر اجوف کے صیغوں کو اس طرح ممتاز کر لیا جائے کہ اجوف میں واحد مذکر اور جمع مونث کے علاوہ تمام صیغوں میں عین باقی رہتی ہے، جیسے: قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ اور بِیْعَا، بِیْعُوْا بِیْعِیْ اور خَافَا خَافُوْا خَافِیْ اور نون ثقیلہ وخفیفہ میں بھی عین واپس آجاتی ہے، جیسے: قُوْلَنَّ بِیْعَنَّ، خَافَنَّ۔ اور مہموز عین کے تمام صیغوں میں عین محذوف رہتی ہے جیسے: زِرَا[2] زِرُوْا، زِرِیْ اور زِرْنَ اور سَلَا سَلُوْا سَلِیْ اور سَلْنَ۔

اجوف یائی: از سَمِعَ: اَلنَّیْلُ "پانا"۔

نَالَ یَنَالُ نَیْلًا الخ اس کے تمام صیغوں کی تعلیلات ہمارے سابق بیان کے قیاس پر کی جاسکتی ہیں اور اسی طرز پر دوسرے ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اور صیغے بھی نکال لینے چاہئیں۔

اجوف واوی: از باب افتعال

اَلْاِقْتِیَادُ کھینچنا اِقْتَادَ یَقْتَادُ اِقْتِیَاداً فھو مُقْتَادٌ واُقْتِیْدَ یُقْتَادُ اِقْتِیَاداً فھو مُقْتَادٌ الامر منه اِقْتَدْ والنھی عنه لا تَقْتَدْ الظرف منه مُقْتَادٌ۔

اسم فاعل اور مفعول کی صورت ایک ہوگئی ہے۔ لیکن اسم فاعل اصل میں مُقْتَوِدٌ بکسر واؤ تھا اور اسم مفعول مُقْتَوَدٌ بفتح واؤ، اور ظرف بھی جو کہ مفعول[3] کے ہم وزن ہوتا ہے اسی طرح[4] ہے۔ تثنیہ وجمع مذکر امر حاضر کے صیغے اِقْتَادَا اِقْتَادُوْا اور تثنیہ وجمع مذکر غائب ماضی کے صیغے صورۃً[5] متحد ہوگئے ہیں مگر ماضی کی اصل بفتح[6] واؤ ہے اور امر کی اصل جو کہ مضارع[7] سے بنا ہے بکسر واؤ ہے۔ باقی صیغوں کی تعلیل آسان ہے۔

---

(۱) قولہ فائدہ الخ اس فائدہ میں مصنف علام ایک اشکال کا جواب دے رہے ہیں اشکال یہ ہے کہ مہموز عین کے امر حاضر میں بھی عین کلمہ سَلْ کے قاعدہ سے حذف ہوجاتا ہے جیسا کہ مہموز کی بحث میں گزر چکا ہے اور اجوف کے امر حاضر میں بھی عین کلمہ حذف ہوجاتا ہے جیسے کہ خَفْ میں یہاں حذف ہوا ہے تو جب عین کلمہ حذف ہوگیا تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ امر مہموز ہے یا معتل؟

(۲) زِرَا الخ باب ضَرَبَ، سَمِعَ اور فَتَحَ سے آتا ہے زَئِیْرًا و زَأْرًا، شیر کا دھاڑنا، گرجنا، یعنی شیر کا سینہ سے آواز نکالنا۔ شیر کی آواز کو زَئِیْرٌ کہتے ہیں۔ ۱۲ منجد

(۳) قولہ مَفْعُوْلٌ یعنی ابواب غیر ثلاثی مجرد کا اسم ظرف بھی ان کے اسم مفعول کا ہم وزن ہوتا ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ اسی طرح ہے یعنی یہ بھی اصل میں مُقْتَوَدٌ بفتح واؤ تھا۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ صورۃ متحد کیونکہ ماضی میں بھی تثنیہ مذکر غائب اِقْتَادَا ہے اور امر حاضر میں بھی تثنیہ مذکر اِقْتَادَا ہے، اسی طرح ماضی میں بھی جمع مذکر غائب اِقْتَادُوْا اور امر حاضر میں بھی جمع مذکر اِقْتَادُوْا ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ بفتح واؤ یعنی ماضی کے دونوں صیغوں میں واؤ مفتوح تھا کہ اصل میں اِقْتَوَدَا اِقْتَوَدُوْا تھے، اور امر کے دونوں صیغے اصل میں بکسر واؤ یعنی اِقْتَوِدَا اِقْتَوِدُوْا تھے خلاصہ یہ کہ صورۃ اگرچہ دونوں میں فرق نہیں لیکن اصل میں فرق ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ مضارع سے بنا ہے یہ عبارت بڑھا کر مصنف امر حاضر میں واؤ کے مکسور ہونے کے سبب کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ چونکہ مضارع تَقْتَوِدُ میں بھی واؤ مکسور تھا اس لئے امر کی اصل میں بھی مکسور ہے کیونکہ امر بھی مضارع ہی سے بنا ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

اجوف یائی از باب اِفْتِعَال: اَلْاِخْتِیَارُ پسند کرنا۔ اِخْتَارَ یَخْتَارُ اِخْتِیَارًا الخ مثل اِقْتَادَ یَقْتَادُ ہے۔

اجوف واوی از باب اِسْتِفْعَال: اَلْاِسْتِقَامَۃُ سیدھا ہونا اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ اِسْتِقَامَۃً فھو مُسْتَقِیْمٌ الامر منہ اِسْتَقِمْ والنھی عنہ لَا تَسْتَقِمْ الظرف منہ مُسْتَقَامٌ۔

اِسْتَقَامَ دراصل اِسْتَقْوَمَ تھا آٹھویں قاعدہ سے واو کی حرکت ماقبل کو دے کر واو کو الف (۱) سے بدل دیا۔ یَسْتَقِیْمُ دراصل یَسْتَقْوِمُ تھا۔ واو کی حرکت ماقبل کو منتقل ہونے کے بعد واو تیسرے قاعدہ سے یاء ہوگیا۔ اِسْتِقَامَۃٌ، دراصل علی ماھو (۲) المشھور اِسْتِقْوَامًا (۳) تھا۔ یُقَالُ کا قاعدہ جاری کرنے کے بعد الف التقائے ساکنین سے گرگیا اور آخر میں عوض کی تا بڑھادی۔ اِسْتِقَامَۃٌ ہوا۔ مُسْتَقِیْمٌ دراصل مُسْتَقْوِمٌ تھا اس میں یَسْتَقِیْمُ کی طرح تعلیل کردی گئی۔ امر ونہی اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں میں عین التقائے ساکنین (۴) کی وجہ سے گرگئی ہے اور اسی طرح یَسْتَقِمْنَ اور (۵) تَسْتَقِمْنَ میں ہوا ہے اور امر ونہی میں نون ثقیلہ وخفیفہ لگنے کے وقت وہ محذوف واپس (۶) آجاتا ہے اِسْتَقِیْمَنَّ اور لَا تَسْتَقِیْمَنَّ کہتے ہیں۔

اجوف یائی از باب اِسْتِفْعَال: اَلْاِسْتِخَارَۃُ خیر طلب کرنا اِسْتَخَارَ یَسْتَخِیْرُ الخ۔ مثل اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ۔

اجوف واوی از باب افعال: اَقَامَ یُقِیْمُ اِقَامَۃً فھو مُقِیْمٌ واُقِیْمَ یُقَامُ اِقَامَۃً فھو مُقَامٌ الامر منہ اَقِمْ والنھی عنہ لَا تُقِمْ الظرف منہ مُقَامٌ اس باب کے صیغوں کی تعلیلات بعینہٖ اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ کی تعلیلات کی طرح ہیں۔

قسم چہارم، ناقص ولفیف کی گردانیں

ناقص واوی (۷) از باب نَصَرَ یَنْصُرُ: اَلدُّعَاءُ وَالدَّعْوَۃُ بلانا دَعَا یَدْعُوْا دُعَاءً وَدَعْوَۃً فھو دَاعٍ وَدُعِیَ یُدْعٰی دُعَاءً وَدَعْوَۃً فھو مَدْعُوٌّ الامر منہ اُدْعُ والنھی عنہ لَا تَدْعُ الظرف منہ مَدْعًی والالۃ منہ مِدْعًی مِدْعَاۃٌ مِدْعَاءٌ وتثنیتھما مَدْعَیَانِ وَمِدْعَیَانِ والجمع منھما مَدَاعٍ وَمَدَاعِیُّ افعل التفضیل منہ اَدْعٰی والمونث منہ دُعْیٰی وتثنیتھما اَدْعَیَانِ وَدُعْیَیَانِ والجمع منھما اَدَاعٍ وَاَدْعَوْنَ وَدُعًی وَدُعْیَیَاتٌ۔

---

(۱) قولہ الف الخ بعینہٖ یُقَالُ کی طرح۔ ۱۲رف

(۲) قولہ علی ما ھو المشھور یعنی قول مشہور کے مطابق یہ اشارہ بعض صرفیین کے اختلاف کی طرف ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اِسْتِقَامَۃٌ دراصل اِسْتِقْوَمَۃٌ تھا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور جانبین کے دلائل تفصیل سے اسی کتاب کے آخر میں باب افادات میں آئیں گے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۱۰۴

(۳) قولہ اِسْتِقْوَامًا تھا یُقَالُ کے قاعدہ سے واو کا فتحہ قاف کو دیا اور واو کو الف سے بدلا، اب قاف کے بعد دو الف جمع ہوگئے۔ دونوں میں اجتماع ساکنین ہوا۔ ایک الف کو حذف کردیا اور اس کے عوض میں آخر میں تاء بڑھادی اِسْتِقَامَۃٌ ہوگیا۔ ۱۲رف

(۴) قولہ التقائے ساکنین کی وجہ سے کیونکہ امر ونہی اور مضارع مجزوم میں آخری حرف ساکن ہوتا ہے۔ مثلاً یَسْتَقِیْمُ میں جب لَمْ داخل ہوا تو میم ساکن ہوگیا، اس کے قبل بھی یاء ساکن تھی اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء گرگئی لَمْ یَسْتَقِمْ ہوا، اسی طرح امر اِسْتَقِمْ اور نہی لَا تَسْتَقِمْ میں تعلیل ہوئی۔ ۱۲رف

(۵) قولہ تَسْتَقِمْنَ دراصل تَسْتَقْوِمْنَ تھا یَسْتَقِیْمُ کی طرح تعلیل ہوئی تَسْتَقِیْمْنَ ہوا پھر اجتماع ساکنین کے باعث یاء گرگئی، تَسْتَقِمْنَ ہوا۔ ۱۲رف

(۶) قولہ واپس الخ کیونکہ اب اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا کہ میم اب نون ثقیلہ وخفیفہ کی وجہ سے مفتوح ہوگیا۔ ۱۲رف

(۷) قولہ واوی ناقص یائی اور اجوف یائی باب نصر سے نہیں آتے۔ ۱۲حاشیہ

SamarHanif.com

مَدْعًی ظرف [1] اور مِدْعًی آلہ میں جو واؤ ساتویں قاعدہ سے الف بن گیا تھا وہ تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور اگر دونوں صیغوں میں الف ولام یا اضافت کی وجہ سے تنوین نہ ہو تو الف حذف نہیں [2] ہوتا، جیسے: اَلْمَدْعٰی وَالْمِدْعٰی ومَدْعَاکُمْ ومِدْعَاکُمْ۔

اور مِدْعَاءٌ میں دُعَاءٌ مصدر کی طرح انیسویں قاعدہ سے واؤ ہمزہ ہو گیا ہے اور مَدَاعٍ جمع ظرف میں اور اَدَاعٍ جمع مذکر اسم تفضیل میں پچیسویں قاعدہ کا عمل ہوا ہے۔ مَدْعَیَانِ، وَمِدْعَیَانِ تثنیہ ظرف وآلہ میں اور اَدْعَیَانِ تثنیہ اسم تفضیل میں اور مَدَاعِیُّ جمع آلہ میں واؤ بیسویں قاعدہ سے اور دُعْیٰ میں چھبیسویں قاعدہ سے یاء ہوا ہے اور دُعْیَیَانِ [3] اور دُعْیَیَاتٌ میں الف بائیسویں قاعدہ سے یاء ہو گیا ہے اور ان دونوں [4] صیغوں میں ہر جگہ یہی [5] ہوتا ہے۔

اثبات فعل ماضی معروف

دَعَا، دَعَوَا، دَعَوْا، دَعَتْ، دَعَتَا، دَعَوْنَ، دَعَوْتَ، دَعَوْتُمَا، دَعَوْتُمْ، دَعَوْتِ، دَعَوْتُنَّ، دَعَوْتُ، دَعَوْنَا۔ دَعَا اصل میں دَعَوَ تھا ساتویں قاعدہ سے واؤ الف سے بدل گیا۔

فائدہ: ہر وہ الف جو واؤ سے بدلا ہوا الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے، جیسے دَعَا [6] اور یاء سے بدلا ہوا الف یاء کی صورت میں، جیسے: رَمٰی [7]۔

---

(۱) قولہ مَدْعًی ظرف یہ اصل میں مَدْعَوٌ بروزن مَنْصَرٌ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح قَالَ کے قاعدہ سے واؤ کو الف سے بدلا پھر الف اور تنوین میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ حذف نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ دُعْیَیَانِ ودُعْیَیَاتٌ یہ دونوں صیغے دُعْیٰی سے بنے ہیں مگر الف ان دونوں صیغوں میں بائیسویں قاعدہ سے یاء سے تبدیل ہو گیا۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ ان دونوں صیغوں میں یعنی اسم تفضیل مونث کے تثنیہ وجمع سالم میں۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ ہر جگہ یعنی خواہ وہ ناقص ہوں یا نہ ہوں اور خواہ وہ صحیح ہوں یا معتل بہر حال ان صیغوں میں لام کلمہ کے بعد جو الف ہوتا ہے وہ بائیسویں قاعدہ کی بناء پر یاء سے تبدیل ہو جاتا ہے جیسے ضُرْبٰی (اسم تفضیل از ضرب) کہ اس کے آخر میں الف ہے مگر جب اس کا تثنیہ بنایا تو الف یاء سے تبدیل ہو کر ضُرْبَیَانِ ہو گیا۔ اسی طرح جب ضُرْبٰی کی جمع سالم بنائی تو یہاں بھی الف یاء سے تبدیل ہو کر ضُرْبَیَاتٌ ہو گیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دُعْیَیَانِ اور دُعْیَیَاتٌ میں الف جو یاء سے تبدیل ہوا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ یہ ناقص کے صیغے تھے بلکہ ان صیغوں میں تو یہ تعلیل ہمیشہ ہی ہوتی ہے خواہ وہ صحیح ہوں یا معتل، کیونکہ بائیسویں قاعدہ کا تقاضا یہی ہے، بائیسواں قاعدہ کتاب میں دوبارہ دیکھ لو۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ دَعَا اصل میں دَعَوَ تھا قَالَ کے قاعدہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا مگر یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ یُدْعٰی میں بھی الف واؤ سے بدلا ہوا ہے مگر اسے یاء کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یُدْعٰی میں واؤ کو براہ راست الف نہیں بنایا گیا بلکہ پہلے اسے بیسویں قاعدہ (اَعْلَیْتُ کے قاعدہ) سے یاء سے بدلا پھر یاء کو الف سے بدلا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یُدْعٰی میں الف واؤ سے بدلا ہوا نہیں بلکہ یاء سے بدلا ہوا ہے۔ اس لئے یاء کی صورت میں لکھا جاتا ہے اور الف کی صورت میں صرف اس وقت لکھا جاتا ہے جب الف براہ راست واؤ سے بدلا ہوا ہو۔ جیسے دَعَا اور غَزَا وغیرہ۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ رَمٰی یہاں ایک قاعدہ اور یاد رکھو کہ ہر وہ الف جو اجتماع ساکنین با تنوین کے باعث حذف ہو گیا ہو پھر الف لام کے داخل ہونے یا مضاف ہونے کی وجہ سے وہ الف واپس آ گیا ہو تو تینوں حالتوں یعنی رفع نصب جر میں وہ الف یاء کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ مثلاً مَدْعًی اسم ظرف کہ اس میں الف اجتماع ساکنین با تنوین کی وجہ سے گر گیا پھر جب اس پر الف لام داخل ہو جائے گا یا یہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو گا تو اب اس الف کو تینوں حالتوں میں یاء کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے: هٰذَا الْمَدْعٰی و مَدْعٰکُمْ رَأَیْتُ الْمَدْعٰی ومَدْعٰکُمْ مَرَرْتُ بِالْمَدْعٰی ومَدْعٰکُمْ اور سیبویہ کا مذہب یہ ہے کہ حالت نصبی میں الف کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے: رَأَیْتُ مَدْعَاکُمْ۔ ۱۲ حاشیہ فارسی بزیادۃ۔

SamarHanif.com

SamarHanif.com

دَعَوَا تثنیہ میں واؤ الف تثنیہ [1] کے قبل ہونے کی وجہ سے سالم رہ گیا [2] ۔ اور دَعَوْا جمع میں الف [3] التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا ہے اور دَعَتْ دَعَتَا میں تاء تانیث کے اتصال کی وجہ [4] سے دَعَوْنَ سے آخر تک تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں۔

اثبات فعل ماضی مجہول

دُعِیَ، دُعِیَا دُعُوْا دُعِیَتْ دُعِیَتَا دُعِیْنَ دُعِیْتَ دُعِیْتُمَا دُعِیْتُمْ دُعِیْتِ دُعِیْتُنَّ دُعِیْتُ دُعِیْنَا۔

اس بحث کے تمام صیغوں میں واؤ گیارہویں قاعدہ سے یاء ہوگیا اور دُعُوْا جمع مذکر غائب میں دسویں قاعدہ سے یاء [5] کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد اسے حذف [6] کر دیا گیا۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَدْعُوْ، یَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ تَدْعُوْ تَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ تَدْعِیْنَ تَدْعُوْنَ اَدْعُوْ نَدْعُوْ۔

جمع مونث اور تثنیہ کے تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں۔ یَدْعُوْ اور اس کی نظیروں [7] میں دسویں قاعدہ سے واؤ ساکن ہوگیا اور دونوں [8] جمع مذکر اور تَدْعِیْنَ میں مذکورہ قاعدہ [9] سے حذف ہوگیا ہے۔ اور اس بحث میں جمع مونث و مذکر کی صورت [10] ایک ہے۔

SamarHanif.com

---

(۱) قولہ الف تثنیہ الخ کیونکہ قَالَ کا قاعدہ جاری کرنے کے لئے شرط ہے کہ وہ واؤ الف تثنیہ سے پہلے نہ ہو، اور یہاں واؤ الف تثنیہ سے پہلے ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ سالم رہ گیا یعنی ایسا نہیں ہوا کہ واؤ کو قال کے قاعدہ سے الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیتے، کیونکہ قَالَ کے قاعدہ کی شرط نہیں پائی گئی۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ الف الخ یعنی وہ الف جو دعا میں واؤ سے بدل کر آیا تھا۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ وجہ سے یعنی تاء تانیث کے اتصال کی وجہ سے گرا ہے، کیونکہ قال کے قاعدہ میں گزر چکا ہے کہ جو الف قَالَ کے قاعدہ سے واؤ یا یاء سے بدل کر آیا ہو اگر اس کے متصل بعد تاء تانیث آجائے تو وہ الف گر جاتا ہے جیسے: دَعَتْ اور رَمَتْ میں۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ یاء کی حرکت یعنی اس یاء کی حرکت جو اصل میں واؤ تھی اور گیارہوں قاعدہ سے یاء بن گئی تھی۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ حذف کر دیا گیا اجتماع ساکنین کہ وجہ سے جیسا کہ دسویں قاعدہ (یرمون کے قاعدہ) میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ اس کی نظیروں یعنی تَدْعُوْ اَدْعُوْ نَدْعُوْ میں۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ دونوں جمع مذکر یعنی یَدْعُوْنَ و تَدْعُوْنَ کہ دراصل یَدْعُوُوْنَ اور تَدْعُوُوْنَ ہیں۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ مذکورہ قاعدہ سے یعنی دسویں قاعدہ سے تمہیں یاد ہوگا کہ دسواں قاعدہ کئی قاعدوں پر مشتمل ہے یَدْعُوْنَ و تَدْعُوْنَ میں دسویں قاعدہ کا یہ حصہ جاری ہوا ہے کہ اگر واؤ ضمہ کے بعد ہو اور اس کے بعد دوسرا واؤ ہو تو پہلے واؤ کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیتے ہیں جیسا کہ یَدْعُوْنَ و تَدْعُوْنَ میں کہ دراصل یَدْعُوُوْنَ اور تَدْعُوُوْنَ تھے اور تَدْعِیْنَ میں دسویں قاعدہ کا یہ جزء جاری ہوا ہے کہ اگر واؤ ضمہ کے بعد ہو اور اس واؤ کے بعد یاء ہو تو واؤ کے ماقبل کو ساکن کر کے واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں اور پھر واؤ ساکن بعد کسرہ ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل کر اجتماع ساکنین کے باعث حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ تَدْعِیْنَ میں ہوا جو دراصل تَدْعُوِیْنَ تھا۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ صورت ایک ہے یعنی جمع مونث بھی یَدْعُوْنَ (غائب) اور تَدْعُوْنَ (حاضر ہے) اور جمع مذکر بھی یَدْعُوْنَ (غائب) اور تَدْعُوْنَ (حاضر) ہے مگر جمع مذکر (غائب وحاضر) اصل میں یَدْعُوُوْنَ اور تَدْعُوُوْنَ تھے، تعلیل ہو کر یَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ ہوئے اور جمع مونث (غائب وحاضر) میں کوئی تعلیل ہی نہیں ہوئی بلکہ اصل ہی سے یَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ ہیں۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

اثبات فعل مضارع مجہول

یُدْعٰی، یُدْعَیَانِ یُدْعَوْنَ تُدْعٰی تُدْعَیَانِ یُدْعَیْنَ تُدْعَوْنَ تُدْعَیْنَ تُدْعَیْنَ اُدْعٰی نُدْعٰی۔

ان تمام صیغوں میں واؤ بیسویں قاعدہ سے یاء [1] ہو گیا۔ پھر غیر تثنیہ [2] اور غیر جمع مونث میں ساتویں قاعدہ سے وہ یاء الف سے بدل گئی اور وہ الف یُدْعَوْنَ تُدْعَوْنَ اور تُدْعَیْنَ واحد مونث [3] حاضر میں التقائے ساکنین [4] کے باعث حذف [5] ہو گیا۔

واحد مونث حاضر و جمع مونث حاضر صورۃً ایک ہو گئے ہیں۔ [6] مگر تُدْعَیْنَ واحد اصل میں تُدْعَوِیْنَ تھا اور بیسویں قاعدہ سے یاء ہوا پھر یاء ساتویں قاعدہ سے الف بن کر التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے اور جمع مونث حاضر دراصل تُدْعَوْنَ تھا واؤ کو یاء [7] سے بدلا گیا ہے اور بس۔ [8]

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَنْ یَّدْعُوَ [9] لَنْ یَّدْعُوَا، لَنْ یَّدْعُوْا لَنْ تَدْعُوَ لَنْ تَدْعُوَا لَنْ یَّدْعُوْنَ لَنْ تَدْعُوْا لَنْ تَدْعِیْ لَنْ تَدْعُوْنَ لَنْ اَدْعُوَ لَنْ نَدْعُوَ۔

---

(۱) قولہ یاء ہو گیا کیونکہ واؤ چوتھے نمبر پر واقع ہوا اور ضمہ کے بعد بھی نہیں اور واؤ ساکن کے بعد بھی نہیں دیکھو قاعدہ ۲۰۔ ۱۲ ارف

(۲) قولہ غیر تثنیہ الخ یعنی یُدْعٰی یُدْعَوْنَ تُدْعٰی تُدْعَوْنَ تُدْعَیْنَ (واحد مونث حاضر) اور اُدْعٰی نُدْعٰی میں۔ ۱۲ ارف

(۳) قولہ واحد مونث حاضر یہ صرف آخری لفظ تُدْعَیْنَ کی صفت ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہ قید احترازی ہے کیونکہ تُدْعَیْنَ جمع مونث حاضر میں بیسواں قاعدہ جاری ہونے کے بعد کوئی تعلیل نہیں ہوئی جیسا کہ ابھی متن میں گزرا۔ ۱۲ ارف

(۴) قولہ التقائے ساکنین الخ اس تعلیل کی تفصیل یہ ہے کہ یُدْعَوْنَ اصل میں یُدْعَوُوْنَ تھا واؤ کلمہ میں چوتھے نمبر پر واقع ہوا اور اس سے پہلے نہ ضمہ تھا نہ واؤ ساکن اس لئے بیسویں قاعدہ سے الف سے بدلا یُدْعَیُوْنَ ہوا پھر یاء کو قَالَ کے قاعدہ سے الف سے بدلا یُدْعَاوْنَ ہو گیا الف اور واؤ کے درمیان التقائے ساکنین کے باعث الف کو گرایا، یُدْعَوْنَ ہو گیا۔ بعینہ یہی تعلیل تُدْعَوْنَ میں ہے اور تُدْعَیْنَ دراصل تُدْعَوِیْنَ تھا۔ واؤ کو بیسویں قاعدہ سے یاء سے بدلا، پھر یاء کو ساتویں قاعدہ سے الف سے بدلا۔ الف اور یاء میں اجتماع ساکنین ہوا۔ الف کو حذف کر دیا تُدْعَیْنَ ہوا۔ ۱۲ ارف

(۵) قولہ حذف ہو گیا اور تثنیہ کے چاروں صیغوں اور جمع مونث کے دونوں صیغوں میں واؤ کو یاء سے بقاعدہ نمبر ۲۰ بدلنے کے بعد یاء کو الف سے اس لئے نہیں بدلا کہ تثنیہ میں تو الفِ تثنیہ قال کا قاعدہ جاری کرنے سے مانع ہے اور جمع مونث (یُدْعَیْنَ و تُدْعَیْنَ) میں یاء کو الف سے بدلنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ۱۲ ارف

(۶) قولہ ایک ہو گئے کیونکہ دونوں کا لفظ تُدْعَیْنَ ہی ہے مگر یہ صرف صورت کا اتحاد ہے اصل میں دونوں مختلف ہیں، جیسا کہ متن میں آ رہا ہے۔ ۱۲ ارف

(۷) قولہ یاء سے بدلا گیا ہے، یعنی بیسویں قاعدہ سے۔

(۸) قولہ اور بس، یعنی اس میں نہ ساتواں قاعدہ جاری ہوا اور نہ التقائے ساکنین کی وجہ سے کوئی حرف حذف ہوا بخلاف واحد مونث حاضر کے۔ ۱۲ ارف

(۹) قولہ لَنْ یَّدْعُوَ الخ ان تمام صیغوں میں اگرچہ واؤ چوتھے نمبر پر واقع ہے مگر بیسواں قاعدہ اس لیے جاری نہیں ہوا کہ یہاں واؤ سے پہلے ضمہ ہے اور بیسواں قاعدہ میں شرط ہے کہ واؤ سے پہلے نہ ضمہ ہو اور نہ واؤ ساکن ہو جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ ۱۲ ارف

SamarHanif.com

SamarHanif.com

لَن کا عمل جس طرح (۱) صحیح میں ہوتا ہے ایسے ہی ان صیغوں میں ہوا ہے سوائے (۲) ان تغیرات کے جو مضارع میں ہو چکے تھے کوئی تغیر نہیں ہوا۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول

لَنْ یُدْعٰی، لَنْ یُدْعَیَا، لَنْ یُدْعَوْا، لَنْ تُدْعٰی، لَنْ تُدْعَیَا، لَنْ یُدْعَیْنَ، لَنْ تُدْعَوْا، لَنْ تُدْعَیْ، لَنْ تُدْعَیْنَ، لَنْ اُدْعٰی، لَنْ نُدْعٰی۔

یُدْعٰی اور اس کی اخوات میں الف ہونے کی وجہ سے لن کا عمل ظاہر (۳) نہیں ہوا۔ اور باقی صیغوں میں لن کا عمل صحیح کی طرح جاری ہوا ہے کوئی (۴) نیا تغیر نہیں ہوا۔

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف

لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَدْعُوَا، لَمْ یَدْعُوْا، لَمْ تَدْعُ، لَمْ تَدْعُوَا، لَمْ یَدْعُوْنَ، لَمْ تَدْعُوْا، لَمْ تَدْعِیْ، لَمْ تَدْعُوْنَ، لَمْ اَدْعُ، لَمْ نَدْعُ۔

مواقع جزم میں واؤ (۵) ساقط ہوا ہے۔ اور دوسرے صیغوں میں لم کے عمل نے صحیح کی طرح ظاہر ہو کر کسی تغیر کا اضافہ (۶) نہیں کیا۔

مجہول: لَمْ یُدْعَ، لَمْ یُدْعَیَا، لَمْ یُدْعَوْا، لَمْ تُدْعَ، لَمْ تُدْعَیَا، لَمْ یُدْعَیْنَ، لَمْ تُدْعَوْا، لَمْ تُدْعَیْ، لَمْ تُدْعَیْنَ، لَمْ اُدْعَ، لَمْ نُدْعَ۔ صرف مواقع جزم میں الف حذف (۷) ہوا ہے۔

---

(۱) قولہ جس طرح صحیح میں یعنی جس طرح لَنْ صحیح میں سات صیغوں سے نون اعرابی گراتا ہے جمع مونث میں کوئی تغیر نہیں کرتا اور باقی پانچ صیغوں کو فتحہ دے دیتا ہے، اسی طرح لَنْ کا عمل یہاں بھی ہوا ہے، البتہ تین صیغوں یعنی جمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مونث میں تعلیل ہوئی مگر یہ تعلیل وہی ہے جو ان صیغوں میں مضارع میں بھی ہو چکی ہے کوئی نئی تعلیل یہاں نہیں ہوئی۔

(۲) قولہ سوائے الخ یہ مطلب نہیں کہ جن جن صیغوں میں مضارع میں تعلیل ہوئی ہے ان سب صیغوں میں یہاں بھی تعلیل ہے کیونکہ مضارع میں تو یَدْعُوْ تَدْعُوْ اَدْعُوْ نَدْعُوْ میں بھی تعلیل ہوئی تھی مگر یہاں ان صیغوں میں تعلیل نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جن جن صیغوں میں یہاں تعلیل ہے ان صیغوں میں مضارع میں بھی تعلیل ہے کوئی نئی تعلیل یہاں نہیں۔ اب ایک بات یہ سمجھو کہ لَنْ یَدْعُوَ، لَنْ تَدْعُوَ، لَنْ اَدْعُوَ، لَنْ نَدْعُوَ میں یہاں اس لئے تعلیل نہیں ہوئی کہ واؤ پر فتحہ آ گیا ہے جو واؤ پر ثقیل نہیں اس لئے تعلیل کا کوئی قاعدہ نہیں پایا جا رہا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ ظاہر نہیں ہوا اس طرف اشارہ ہے کہ یہ صیغے منصوب تو ہیں مگر نصب تقدیری ہے کیونکہ لن کا عمل فتحہ ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفرلہ

(۴) نیا یعنی غیر ما وقع فی المضارع۔ رف۔

(۵) قولہ واؤ ساقط ہوا ہے کیونکہ واؤ آخر میں واقع تھا اور کتاب کے شروع میں معلوم ہو چکا ہے کہ مضارع پر جب لم یا دوسرے جوازم داخل ہوں تو حرف علت مواقع جزم میں ساقط ہو جاتا ہے، اور مواقع جزم سے لَمْ یَدْعُ لَمْ تَدْعُ لَمْ اَدْعُ لَمْ نَدْعُ یہ چار صیغے مراد ہیں۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ اضافہ نہیں الخ مطلب یہ کہ یہاں مواقع جزم کے علاوہ باقی صیغوں میں دو قسم کے تغیرات ہوئے ہیں ایک تو وہی تغیرات ہیں جو لَمْ کے داخل ہونے سے ہر مضارع میں ہوتے ہیں خواہ وہ صحیح ہو یا معتل وغیرہ کہ سات صیغوں میں نون اعرابی گر گیا ہے اور دوسرے تغیرات تعلیل کے قبیل سے ہیں جو لَمْ داخل ہونے سے پہلے ہی مضارع میں ہو چکے تھے مثلاً کئی صیغوں میں واؤ حذف ہو گیا تھا وہ یہاں بھی حذف ہے مذکورہ دونوں تغیرات کے علاوہ کوئی تغیر یہاں نہیں ہوا۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ الف حذف ہوا ہے اور مواقع جزم کے علاوہ صیغوں میں لم نے صحیح کی طرح عمل کیا ہے کہ نون اعرابی گرا دیا اور تعلیلات وہی ہیں جو لم داخل ہونے سے پہلے مضارع مجہول میں ہو چکی تھیں۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

بحث لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَدْعُوْنَّ، لَیَدْعُوَانِّ، لَیَدْعُنَّ، لَیَدْعُوْنَّ، لَتَدْعُوْنَّ، لَتَدْعُوَانِّ، لَیَدْعُوْنَانِّ، لَتَدْعُنَّ، لَتَدْعِنَّ، لَتَدْعُوْنَانِّ، لَاَدْعُوَنَّ، لَنَدْعُوَنَّ۔ یہاں صرف وہی تغیرات[1] ہوئے ہیں جو مضارع صحیح کے صیغوں میں نون ثقیلہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

مجہول: لَیُدْعَیَنَّ لَیُدْعَیَانِّ لَیُدْعَوُنَّ لَتُدْعَیَنَّ لَتُدْعَیَانِّ لَیُدْعَیْنَانِّ لَتُدْعَوُنَّ لَتُدْعَیِنَّ لَتُدْعَیْنَانِّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ۔

لَیُدْعَیَنَّ دراصل یُدْعٰی[2] تھا جب شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ آیا تو نون ثقیلہ نے اپنے ماقبل فتحہ چاہا الف قابل حرکت نہ تھا لہٰذا یاء کو جو الف کی اصل تھی واپس لے آئے اور فتحہ دے دیا لَیُدْعَیَنَّ ہوگیا وقس علیہ لَتُدْعَیَنَّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ۔

سوال: لَنْ یُّدْعٰی میں کیوں[3] نصب کی وجہ سے یاء کو واپس نہیں لائے تاکہ اس پر فتحہ ظاہر ہو جاتا۔

جواب: اگر یاء کو واپس لاتے تو وہ پھر الف بن جاتی کیونکہ تعلیل کا سبب یعنی تحرک یاء و انفتاح ماقبل یہاں موجود ہے۔ بخلاف لَیُدْعَیَنَّ اور اس کی اخوات کے کہ وہاں سبب اعلال موجود نہیں، کیونکہ نون ثقیلہ کا اتصال ساتویں قاعدہ کے اجراء سے مانع[4] ہے۔

لَیُدْعَوُنَّ دراصل یُدْعَوْنَ تھا لام تاکید اول میں اور نون تاکید ثقیلہ آخر میں لائے اور نون اعرابی حذف کیا تو واؤ اور نون کے درمیان اجتماع ساکنین[5] ہوگیا واؤ غیر مدہ تھا اسے ضمہ دے دیا[6]۔ یہی حال لَتُدْعَوُنَّ کا ہے اور لَتُدْعَیِنَّ[7] میں یاء کو کسرہ دیا گیا ہے۔

---

(۱) قولہ صرف وہی تغیرات الخ مگر صیغہ جمع مذکر غائب و حاضر اور صیغہ واحد مونث حاضر میں جو تعلیلات مضارع میں لام تاکید اور نون ثقیلہ لگنے سے پہلے ہوئی تھیں وہ باقی رہیں، اول الذکر دونوں صیغوں میں واؤ حذف ہوتا تھا اور مؤخر الذکر صیغہ میں یاء حذف ہوئی تھی یہ حذف یہاں بھی ہے اور باقی صیغوں میں وہ تعلیل بھی باقی نہیں رہی جو مضارع میں ہوئی تھی کہ یَدْعُوْ تَدْعُوْ اَدْعُوْ نَدْعُوْ میں واؤ مضموم کو ساکن کر دیا تھا مگر یہاں وہ نون تاکید کے ماقبل ہونے کے باعث مفتوح ہوگیا ہے جیسا کہ صحیح میں بھی ہوتا ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ یُدْعٰی تھا اور یُدْعٰی تھا اور یُدْعَیُ دراصل یُدْعَیُ تھا اور یُدْعَیُ دراصل یُدْعَوُ تھا جیسے کہ تعلیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ کیوں الخ یعنی جیسے کہ لَیُدْعَیَنَّ میں یاء واپس آگئی ہے اسی طرح لَنْ یُّدْعٰی میں کیوں واپس نہ لے آئے، یاء کو واپس لانے میں یہ فائدہ ہوتا کہ یاء حرکت کو قبول کر لیتی اور نصب لفظاً ظاہر ہو جاتا جو لن کا اصل تقاضا تھا۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ مانع ہے جیسا کہ ساتویں قاعدہ میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ اجتماع ساکنین یعنی واؤ ساکن اور نون مشدد کے درمیان۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ ضمہ دے دیا یہ ایک قاعدہ ہے جو ایک سطر بعد مصنف خود بیان فرمائیں گے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ لَتُدْعَیِنَّ میں الخ یعنی لَیُدْعَوُنَّ اور لَتُدْعَوُنَّ کی تعلیل اور لَتُدْعَیِنَّ کی تعلیل میں صرف اتنا فرق ہے کہ اول الذکر دونوں صیغوں میں اجتماع ساکنین کے باعث واؤ کو ضمہ دیا گیا ہے اور مؤخر الذکر صیغے میں یاء کو کسرہ دیا ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

فائدہ:(۱)

اجتماع ساکنین کے وقت اگر پہلا مدہ(۲) ہو تو اسے حذف کر دیتے ہیں اور اگر غیر مدہ ہو تو واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔

مدہ: ایسے حرف علت ساکن کو کہتے ہیں جس کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق(۳) ہو اور جو ایسا نہ ہو وہ غیر مدہ ہے۔

لام تاکید بانون خفیفہ در فعل مستقبل معروف

لَیَدْعُوَنْ، لَیَدْعُنْ، لَتَدْعُوَنْ، لَتَدْعُنْ، لَتَدْعِنْ، لَاَدْعُوَنْ، لَنَدْعُوَنْ

مجہول: لَیُدْعَیَنْ، لَیُدْعَوُنْ، لَتُدْعَیَنْ، لَتُدْعَوُنْ، لَتُدْعَیِنْ، لَاُدْعَیَنْ، لَنُدْعَیَنْ

امر حاضر معروف

اُدْعُ، اُدْعُوَا، اُدْعُوْا، اُدْعِیْ، اُدْعُوْنَ۔ اُدْعُ(۴) میں واؤ سکون وقفی(۵) کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے باقی صیغے مضارع سے اسی طرح بنے ہیں(۶) جس طرح صحیح سے بنتے ہیں۔

امر غائب و متکلم معروف

لِیَدْعُ لِیَدْعُوَا لِیَدْعُوْا لِتَدْعُ لِتَدْعُوَا لِیَدْعُوْنَ لِاَدْعُ لِنَدْعُ

امر مجہول: لِیُدْعَ، لِیُدْعَیَا آخر تک لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا الخ کی طرح ہے

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ

اُدْعُوَنَّ، اُدْعُوَانِّ، اُدْعُنَّ، اُدْعِنَّ، اُدْعُوْنَانِّ۔ اُدْعُ میں جو واؤ وقف کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا نون ثقیلہ بڑھانے کے بعد اسے واپس لے آئے کیونکہ اب وقف نہیں رہا اور فتحہ دے دیا، باقی صیغے میں حسب معمول(۷) تغیرات ہوئے ہیں۔

---

(۱) قولہ فائدہ اب تک تم یہ پڑھتے آئے تھے کہ "اجتماع ساکنین کے وقت ساکن اول کو حذف کر دیتے ہیں" مگر لَیَدْعُوَنَّ اور لَتَدْعِیِنَّ میں ساکن اول کو حذف نہیں کیا گیا بلکہ متحرک کر دیا گیا ہے اس سے تمہیں تشویش ہو رہی ہوگی، اس لئے مصنف قاعدہ بیان کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اجتماع ساکنین کے وقت ساکن اول کو اس وقت حذف کیا جاتا ہے جب وہ مدہ ہو اور جب غیر مدہ ہو تو اسے حذف نہیں کرتے بلکہ حرکت دے دیتے ہیں پھر اگر وہ غیر مدہ واؤ ہو تو ضمہ دیتے ہیں اور یاء ہو تو کسرہ دیتے ہیں۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ پہلا یعنی پہلا حرف ساکن۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ موافق ہو یعنی واؤ سے پہلے ضمہ الف سے پہلے فتحہ اور یاء سے پہلے کسرہ ہو۔ ۱۲ رفیع

(۴) قولہ اُدْعُ، قرآن مجید میں ہے: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل: ۱۲۵) ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(۵) قولہ سکون وقفی یعنی ایسا سکون جو کسی عامل مثلاً لم وغیرہ کے عمل کی وجہ سے نہ آیا ہو جیسا کہ امر حاضر میں ہوتا ہے اور جو سکون لم وغیرہ کے عمل کی وجہ سے آتا ہے اسے جزم کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ اسی طرح بنے ہیں مثلاً اُدْعُوَا کو تَدْعُوَانِ سے اُدْعُوْا کو تَدْعُوْنَ سے بنایا گیا ہے۔ علامت مضارع حذف کر کے ہمزہ وصل مضموم شروع میں لے آئے۔ ۱۲ رفیع

(۷) قولہ حسب معمول یعنی جو تعلیلات مضارع میں ہوئی تھیں وہ ہی اس میں بھی ہوئی ہیں۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ

لِيَدْعُوَنَّ، لِيَدْعُوَانِّ، لِيَدْعُنَّ، لِتَدْعُوَنَّ، لِتَدْعُوَانِّ، لِيَدْعُوْنَانِّ، لِاَدْعُوَنَّ، لِنَدْعُوَنَّ۔ جو واؤ جزم کے باعث لِيَدْعُوَنَّ اور اس کی اخوات (۱) میں گر گیا تھا (۲) واپس آ کر مفتوح (۳) ہو گیا، باقی سب حسب معمول ہے۔ (۴)

امر مجہول بانون ثقیلہ

لِيُدْعَيَنَّ آخر تک مضارع مجہول بانون ثقیلہ کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس کا لام مکسور (۵) ہے اور مضارع کا مفتوح۔ لِيُدْعَيَنَّ اور اس کی اخوات (۶) میں چونکہ جزم باقی (۷) نہیں رہا اس لئے یاء کو جو الف محذوف (۸) کی اصل تھی واپس لے آئے کیونکہ (۹) نون ثقیلہ فتحہ چاہتا ہے اور الف اس کے قابل نہ تھا۔ امر کے تمام صیغوں میں نون خفیفہ (کا حال) نون ثقیلہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔

نہی معروف

لَا يَدْعُ، لَا يَدْعُوَا، لَا يَدْعُوْا، لَا تَدْعُ، لَا تَدْعُوَا، لَا يَدْعُوْنَ، لَا تَدْعُوْا، لَا تَدْعِيْ، لَا تَدْعُوْنَ، لَا اَدْعُ، لَا نَدْعُ۔ لَمْ يَدْعُ کی طرح ہے۔

SamarHanif.com

---

(۱) قولہ اخوات یعنی لِتَدْعُوَنَّ لِاَدْعُوَنَّ لِنَدْعُوَنَّ۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ گر گیا تھا یعنی جو واؤ امر غائب ومتکلم معروف میں نون ثقیلہ لگنے سے پہلے لام امر کی وجہ سے گر گیا تھا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ مفتوح ہو گیا کیونکہ نون ثقیلہ اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ حسب معمول ہیں، یعنی جو تعلیلات امر میں نون ثقیلہ لگنے سے پہلے ہوئی ہیں ان کے علاوہ کوئی تعلیل نہیں ہوئی، اور نون ثقیلہ کی وجہ سے جو تغیر صحیح میں ہوتے ہیں وہ یہاں بھی ہوئے ہیں۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ مکسور ہے کیونکہ یہ لام امر ہے اور لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ اخوات یعنی لِتُدْعَيَنَّ لِاُدْعَيَنَّ لِنُدْعَيَنَّ۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ جزم باقی نہیں اس لئے کہ نون ثقیلہ لگنے سے مضارع مبنی ہو جاتا ہے۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ الف محذوف یعنی وہ الف جو امر مجہول میں سکون وقفی کی وجہ سے لِيُدْعَ لِتُدْعَ لِاُدْعَ لِنُدْعَ میں حذف کر دیا گیا تھا اس کی اصل یاء تھی اس یاء کو واپس لا کر فتحہ دیا۔

سوال: الف محذوف کی اصل یاء نہیں بلکہ واؤ ہے، کیونکہ دَعَا يَدْعُوْ واوی ہے نہ کہ یائی۔ جواب: یہ فعل واوی تو ہے مگر چونکہ واؤ کو بیسویں قاعدہ سے یاء سے بدل دیا گیا تھا پھر یاء کو الف سے بدلا تھا اس لئے الف کی اصل یاء ہے اور یاء کی اصل واؤ تو واو الف کی اصل نہیں بلکہ اصل الاصل ہے لہذا یاء کو الف کی اصل کہنا صحیح ہے۔

سوال: جب واو اصل الاصل ہے تو اسے ہی واپس لانا چاہئے پھر یاء کو واپس لانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اگر واؤ کو واپس لاتے تو وہ بیسویں قاعدہ سے پھر یاء بن جاتا کیونکہ واؤ چوتھے نمبر پر واقع ہو تو یاء سے بدل جاتا ہے۔ لہذا واؤ کو واپس لانے میں کوئی فائدہ نہ تھا۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ کیونکہ الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ جب نون ثقیلہ داخل ہونے کی وجہ سے سکون وقفی باقی نہ رہا تو الف کی اصل کو واپس لانے کی بجائے خود الف کو واپس لانا چاہئے تھا۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ الف کو اس واسطے واپس نہیں لائے کہ نون ثقیلہ اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے اور الف قابل حرکت نہیں اس لئے الف کی بجائے اس کی اصل یعنی یاء کو واپس لے آئے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

نہی مجہول: لَمْ یُدْعَ الخ مجہول کی طرح ہے۔ نہی معروف بانون ثقیلہ: لَا یَدْعُوَنَّ لَا یَدْعُوَانِّ الخ مجہول: لَا یُدْعَیَنَّ لَا یُدْعَیَانِّ الخ امر بانون ثقیلہ کی طرح ہے۔ نون خفیفہ بھی اسی طرز پر نکال لینا چاہئے۔

بحث اسم فاعل

دَاعٍ، دَاعِیَانِ، دَاعُوْنَ، دَاعِیَةٌ، دَاعِیَتَانِ، دَاعِیَاتٌ۔ ان تمام صیغوں میں واؤ گیارہویں قاعدہ (۱) سے یاء ہو گیا اور دَاعٍ میں دسویں قاعدہ (۲) سے ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہو گیا اگر اس صیغہ پر الف لام ہو یا مضاف ہونے کی وجہ سے اس پر تنوین نہ ہو تو یہ صرف ساکن (۳) ہوگا، حذف نہیں (۴) ہوگا، جیسی: اَلدَّاعِیْ اور دَاعِیْکُمْ، نیز اَلدَّاعِیْ میں یاء کبھی حذف (۵) بھی کر دیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (۶) یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اور یہ تمام صورتیں صرف حالت رفعی وجری میں ہیں ورنہ حالت نصبی (۷) میں دَاعِیاً وَالدَّاعِیَ وَدَاعِیَکُمْ ہی کہیں گے۔

بحث اسم مفعول

مَدْعُوٌّ، مَدْعُوَّانِ، مَدْعُوُّوْنَ، مَدْعُوَّةٌ، مَدْعُوَّتَانِ، مَدْعُوَّاتٌ۔ ان صیغوں میں صرف واؤ مفعول لام فعل کے واؤ میں مدغم ہوا ہے اور بس۔

ناقص یائی (۸) از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ، اَلرَّمْیُ تیر پھینکنا۔

رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیاً فهو رَامٍ ورُمِیَ یُرْمٰی رَمْیاً فذاک مَرْمِیٌّ الامر منه اِرْمِ والنهی لَا تَرْمِ الظرف منه مَرْمًی والالة منه مِرْمًی ومِرْمَاةٌ ومِرْمَاءٌ وتثنيتهما مَرْمَیَانِ ومِرْمَیَانِ والجمع منهما مَرَامٍ ومَرَامِیُّ افعل التفضيل منه اَرْمٰی والمونث منه رُمْیٰی وتثنيتهما اَرْمَیَانِ ورُمْیَیَانِ والجمع منهما اَرَامٍ واَرْمَوْنَ ورُمًی ورُمْیَیَاتٌ۔

---

(۱) قولہ گیارہویں قاعدے سے تم غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ اس پوری بحث میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ واؤ بیسویں قاعدہ سے یاء ہوئی ہے غرض دونوں ہی قاعدے جاری ہو سکتے ہیں۔ ۱۲ ارف

(۲) قولہ دسویں قاعدہ سے الخ مصنف علام کا یہ فرمانا صحیح نہیں کیونکہ دسواں قاعدہ کسی بھی صورت سے یہاں منطبق نہیں ہو سکتا۔ صحیح یہ ہے کہ یہاں بیسوان اور پچیسواں قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اس طرح کہ دَاعٍ اصل میں دَاعِوٌ تھا واؤ چوتھے نمبر میں واقع ہوا اس لئے بیسویں قاعدہ سے واؤ کو یاء سے بدلا دَاعِیٌ ہو گیا۔ پچیسویں قاعدہ کی جو تفسیر ہم نے اس کے مقام پر حاشیہ میں کی ہے اس کے مطابق اب دَاعِیٌ میں پچیسواں قاعدہ پایا گیا کہ اسم کے آخر میں یاء متحرک ماقبل مکسور بغیر لام واضافت کے پائی گئی اس لئے یاء کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کے باعث گرایا دَاعٍ رہ گیا۔ بیسویں اور پچیسویں قاعدہ کو دوبارہ دیکھ کر تعلیل خوب ذہن نشین کر لو اور پچیسویں قاعدہ کا حاشیہ بھی ضرور دیکھ لو۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی۔

(۳) قولہ ساکن ہوگا مگر ساکن بھی صرف اس وقت ہوگا جب یہ حالت رفع وجر میں ہو، حالت نصب میں ساکن بھی نہیں ہوگا جیسا کہ متن میں بھی آتا ہے۔ ۱۲ ارف

(۴) قولہ حذف نہیں ہوگا کیونکہ اجتماع ساکنین تنوین نہ ہونے کی وجہ سے باقی نہ رہے گا۔ ۱۲ ارف (۵) قولہ حذف بھی الخ تخفیف کے لئے۔ ۱۲ ارف

(۶) قولہ یَوْمَ یَدْعُوْا الخ یعنی جس روز بلانے والے بلائے گا۔ سورۂ قمر۔ ۱۲ ارف (۷) قولہ حالت نصبی تفصیل قاعدہ نمبر پچیس میں گزر چکی ہے۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی۔

(۸) قولہ ناقص یائی الخ اس باب سے ناقص واوی نہیں آتا، حاشیہ فارسی۔

SamarHanif.com

مضارع مکسور العین ہونے کے باوجود اس باب سے ظرف مفتوح العین آیا ہے۔ قاعدہ وہی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں ناقص سے ظرف مطلقاً (۱) مفتوح العین آتا ہے ظرف کی یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گرگئی۔ یہی تعلیل مِرْمًی آلہ میں ہے اور تنوین نہ ہونے کی صورت میں الف باقی (۲) رہے گا، جیسے: اَلْمَرْمٰی وَمَرْمَاکُمْ۔ مَرَامٍ جمع ظرف اور اَرَامٍ جمع تفضیل یہ اصل (۳) میں مَرَامِیُ تھا۔ پچیسواں قاعدہ جاری ہو کر مَرَامٍ اور اَرَامٍ ہوگیا۔ اَرْمٰی میں یاء بقاعدہ نمبر ۷ الف سے بدل گئی۔ رُمْیٰی مونث اور دونوں (۴) تثنیہ اور رُمْیَیَاتٌ اپنی اصل پر ہیں۔ رُمْیٰی کی جمع مکسر رُمًی (۵) میں یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گرگئی۔

اثبات فعل ماضی معروف

رَمٰی، رَمَیَا، رَمَوْا، رَمَتْ، رَمَتَا، رَمَیْنَ، رَمَیْتَ، رَمَیْتُمَا، رَمَیْتُمْ، رَمَیْتِ، رَمَیْتُنَّ، رَمَیْتُ، رَمَیْنَا۔

رَمٰی میں اور رَمَوْ، رَمَتْ اور رَمَتَا میں یاء ساتویں قاعدہ سے الف بن گئی، پھر الف رَمَتْ و رَمَتَا میں اجتماع ساکنین (۶) باتائے تانیث کے باعث گرگیا باقی سب صیغے اصل پر رہیں۔

اثبات فعل ماضی مجہول

رُمِیَ، رُمِیَا، رُمُوْا، رُمِیَتْ الخ اس کے تمام صیغوں میں کوئی تعلیل نہیں سوائے رُمُوْا کے کہ دسویں قاعدہ سے یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر یاء کو حذف (۷) کردیا گیا۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَرْمِیْ، یَرْمِیَانِ، یَرْمُوْنَ، تَرْمِیْ، تَرْمِیَانِ، یَرْمِیْنَ، تَرْمِیْ، تَرْمِیَانِ، تَرْمُوْنَ، تَرْمِیْنَ، تَرْمِیْنَ، اَرْمِیْ، نَرْمِیْ۔

یَرْمِیْ، تَرْمِیْ، اَرْمِیْ اور نَرْمِیْ میں یاء دسویں قاعدہ سے ساکن ہوگئی اور یَرْمُوْنَ و تَرْمُوْنَ و تَرْمِیْنَ میں اسی قاعدہ سے حذف ہوگئی باقی صیغے یعنی سب تثنیے اور دونوں جمع مونث اصل پر ہیں، واحد مونث حاضر کی صورت حذف یاء کے بعد جمع مونث حاضر کے مثل ہوگئی ہے، یعنی تَرْمِیْنَ (۸)۔

---

(۱) قولہ مطلقاً یعنی مضارع کی عین پر خواہ کوئی بھی حرکت ہو۔ ۱۲ ر ف (۲) قولہ الف باقی الخ کیونکہ اس صورت میں اجتماع ساکنین نہیں ہوتا۔ ۱۲ ر ف

(۳) قولہ اصل میں یہاں مصنف نے اصل صرف مَرَامٍ کی بیان کی ہے اور اَرَامٍ کی ذکر نہیں کی کیونکہ مَرَامٍ پر قیاس کر کے اَرَامٍ کی اصل بھی معلوم کی جاسکتی ہے کہ اصل میں اَرَامِیُ تھا۔ ۱۲ ر ف (۴) قولہ دونوں تثنیہ یعنی اَرْمَیَانِ و رُمْیَیَانِ۔ ۱۲ ر ف (۵) قولہ رُمًی دراصل رُمَیٌ بروزن فُعَلٌ تھا۔ ۱۲ ر ف

(۶) قولہ اجتماع ساکنین الخ اگرچہ رَمَتَا میں اجتماع ساکنین لفظوں میں نہیں لیکن چونکہ تاء تانیث میں اصل سکون ہی ہے اس لئے حرکت عارضیہ کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ ۱۲ کذا فی الحاشیہ (۷) قولہ حذف کردیا گیا مفصل بیان قاعدہ ۱۰ میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ ر ف

(۸) قولہ تَرْمِیْنَ، لیکن اصل کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے کہ واحد مونث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا۔ پہلی یاء دسویں قاعدہ سے حذف ہوگئی، اور جمع مونث حاضر اپنی اصل پر ہے۔ ۱۲ ر ف

SamarHanif.com

مجہول: یُرْمٰی یُرْمَیَانِ یُرْمَوْنَ تُرْمٰی تُرْمَیَانِ یُرْمَیْنَ تُرْمَوْنَ تُرْمَیْنَ تُرْمَیْنَ اُرْمٰی نُرْمٰی۔
سب تثنیہ اور دونوں جمع مونث اصل پر ہیں باقی صیغوں میں یاء بقاعدہ نمبر ۷ الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کے مواقع یعنی یُرْمَوْنَ تُرْمَوْنَ اور تُرْمَیْنَ واحد مونث حاضر میں حذف ہوگئی۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَنْ یَّرْمِیَ لَنْ یَّرْمِیَا لَنْ یَّرْمُوْا الخ لن جو عمل کرتا ہے اس کے علاوہ صیغوں میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔
مجہول: لَنْ یُّرْمٰی لَنْ یُّرْمَیَا الخ لَنْ کا عمل یُرْمٰی تُرْمٰی اُرْمٰی اور نُرْمٰی میں الف کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا اس کے علاوہ کسی صیغے میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف

لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَرْمِیَا، لَمْ یَرْمُوْا، لَمْ تَرْمِ، لَمْ تَرْمِیَا، لَمْ یَرْمِیْنَ، لَمْ تَرْمُوْا، لَمْ تَرْمِیْ، لَمْ تَرْمِیْنَ، لَمْ اَرْمِ، لَمْ نَرْمِ۔
مواقع جزم میں یاء[1] ساقط ہوئی اور باقی صیغوں میں لم کا عمل صحیح کی طرح ہے۔
مجہول: لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا الخ اس کا حال معروف کی طرح ہے۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَرْمِیَنَّ لَیَرْمِیَانِّ لَیَرْمُنَّ لَتَرْمِیَنَّ لَتَرْمِیَانِّ لَیَرْمِیْنَانِّ لَتَرْمُنَّ لَتَرْمِنَّ لَتَرْمِیْنَانِّ لَاَرْمِیَنَّ لَنَرْمِیَنَّ۔
لَیَضْرِبَنَّ[2] الخ کے طرز پر ہے۔ تعلیل[3] کے بعد مضارع کی جو شکل رہ گئی تھی اس پر صحیح کی طرح تغیرات[4] ہوئے ہیں۔

---

(۱) قولہ ساقط ہوئی کیونکہ حالت جزم ووقف میں پانچ صیغوں میں حرف علت آخر سے ساقط ہو جاتا ہے، جیسا کہ بار بار معلوم ہو چکا ہے۔ ۱۲ رف
(۲) قولہ لَیَضْرِبَنَّ الخ کے طرز پر یعنی صحیح کی طرح ہے۔ ۱۲ رف
(۳) قولہ تعلیل کے بعد الخ اعتراض مقدر کا جواب ہے، اعتراض یہ ہوتا ہے کہ آپ کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ لَیَرْمِیَنَّ کی پوری گردان لَیَضْرِبَنَّ کے طرز پر ہے کیونکہ یہاں تو جمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مونث حاضر میں لام کلمہ حذف ہوا ہے جیسے کہ لَیَرْمُنَّ لَتَرْمُنَّ اور لَتَرْمِنَّ میں اور صحیح میں حذف نہیں ہوا، جیسے لَیَضْرِبُنَّ، لَتَضْرِبُنَّ و لَتَضْرِبِنَّ؟ جواب کی توضیح یہ ہے کہ لَیَضْرِبَنَّ الخ کے طرز پر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ لَیَرْمِیَنَّ کی گردان میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ نون ثقیلہ لگنے سے پہلے مضارع میں جو تعلیل ہو چکی تھی وہ تو باقی رہی لیکن مزید کوئی تعلیل نون ثقیلہ کے باعث نہیں ہوئی سوائے ان تغیرات کے جو کہ نون ثقیلہ لگنے کے وقت صحیح میں بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ مضارع کے صیغہ جمع مذکر غائب وحاضر و واحد مونث حاضر یعنی یَرْمُوْنَ و تَرْمُوْنَ و تَرْمِیْنَ میں لام کلمہ حذف ہوا تھا، نون ثقیلہ لگنے کے وقت یہ تعلیل بحالہ برقرار رہی اور مزید تغیر صرف اتنا ہوا کہ جمع میں واوِ جمع اور واحد مونث میں یائے تانیث اجتماع ساکنین کے باعث گر گئی چنانچہ یہ لَیَرْمُنَّ لَتَرْمُنَّ اور لَتَرْمِنَّ ہو گئے لیکن واو جمع اور یائے تانیث کا گرنا معتل کی خصوصیت نہیں بلکہ یہ تغیر تو صحیح میں بھی ہوتا ہے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

SamarHanif.com

SamarHanif.com

مجہول: لَیُرْمَیَنَّ، لَیُرْمَیَانِّ، لَیُرْمَوُنَّ، لَتُرْمَیَنَّ، لَتُرْمَیَانِّ، لَیُرْمَیْنَانِّ، لَتُرْمَوُنَّ، لَتُرْمَیِنَّ، لَتُرْمَیْنَانِّ، لَاُرْمَیَنَّ، لَنُرْمَیَنَّ۔

لَتُدْعَیَنَّ الخ کی طرح ہے، نون خفیفہ معروف ومجہول بھی اسی طرح ہے۔

امر حاضر معروف

اِرْمِ، اِرْمِیَا، اِرْمُوْا، اِرْمِیْ، اِرْمِیْنَ ۔صیغہ واحد مذکر حاضر میں وقف کی وجہ سے یاء گر گئی باقی صیغے مضارع سے حسب دستور بنائے گئے ہیں۔

سوال: جب اِرْمُوْ کو تَرْمُوْنَ سے بنایا اور علامت مضارع حذف کر کے سکون مابعد کی وجہ سے ہمزۂ وصل لائے تو چاہئے تھا کہ مضموم لاتے کیونکہ عین کلمہ مضموم ہے؟

جواب: اگرچہ عین کلمہ فی الحال تَرْمُوْنَ میں مضموم ہے لیکن اصل میں مکسور ہے کیونکہ اصل اس کی تَرْمِیُوْنَ ہے اور ہمزۂ وصل باعتبار اصل کے لایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُدْعِیْ میں جو کہ تَدْعِیْنَ سے بنا ہے، ہمزۂ وصل مضموم ہے۔

امر غائب ومتکلم معروف

لِیَرْمِ، لِیَرْمِیَا، لِیَرْمُوْا، لِتَرْمِ، لِتَرْمِیَا، لِیَرْمِیْنَ، لِاَرْمِ، لِنَرْمِ۔

امر مجہول: لِیُرْمَ لِیُرْمَیَا الخ ۔بطرز لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا الخ اور اسی طرح نہی معروف: جیسے: لَا یَرْمِ لَا یَرْمِیَا الخ اور نہی مجہول، جیسے: لَا یُرْمَ الخ ہے۔

نون ثقیلہ اور خفیفہ جب امر ونہی میں آتا ہے تو محذوف حرف علت واپس آکر مفتوح (۱) ہو جاتا ہے دوسرے صیغوں میں کوئی تغیر سوائے اس کے نہیں ہوتا جو صحیح میں ہوتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

چنانچہ لَیَضْرِبُنَّ و لَتَضْرِبُنَّ میں بھی واؤ جمع اور لَتَضْرِبِنَّ میں یائے تانیث گری ہے۔ خلاصہ یہ کہ لَیَرْمِیَنَّ کی گردان میں دو قسم کے تغیرات ہیں ایک تو وہ جو نون ثقیلہ لگنے سے پہلے ہی مضارع میں ہو چکے تھے دوسرے وہ جو نون ثقیلہ لگنے کی وجہ سے ہوئے قسم اول کے اعتبار سے دونوں گردانوں کے بعض صیغوں میں فرق ہے اور قسم دوم کے اعتبار سے لَیَرْمِیَنَّ کی گردان بعینہٖ لَیَضْرِبَنَّ کے طرز پر ہے۔ اور مصنف نے یہاں لَیَرْمِیَنَّ کی گردان کو لَیَضْرِبَنَّ کے طرز پر اسی اعتبار سے کہا ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ تغیرات ہوئے ہیں۔ احقر کے سامنے جو نسخے کتب خانہ رحیمیہ دیوبند اور مطبع مجتبائی کے ہیں ان میں مصنف کی یہ پوری عبارت اس طرح ہے: برقیاس لَیَضْرِبَنَّ تا آخر مجہول بعد اعلال نجیکہ مضارع ماندہ بود مثل صحیح تغیرات شدہ۔ ظاہر ہے کہ یہ عبارت غلط ہے اور غالبا کتابت کی غلطی ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ اصل عبارت اس طرح تھی "برقیاس لَیَضْرِبَنَّ تا آخر بعد اعلال نجیکہ مضارع ماندہ بود برآن مثل صحیح تغیرات شدہ" جس کا حاصل یہ کہ لفظ مجہول کتابت کی غلطی سے زائد ہو گیا اور "ماندہ بود" کے بعد لفظ "برآن" چھوٹ گیا۔ احقر نے ترجمہ اپنی مزعومہ عبارت کے مطابق کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ رف

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(۱) قولہ مفتوح الخ یہ بات صرف یَفْعِلُ تَفْعِلُ اَفْعِلُ نَفْعِلُ میں ہے ورنہ جمع مذکر اور واحد مونث حاضر میں حرف علت واپس نہیں آتا جیسے اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: اِرْمِيَنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمُنَّ الخ۔

امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ: لِيَرْمِيَنَّ لِيَرْمِيَانِّ الخ۔

امر حاضر معروف بانون خفیفہ: اِرْمِيَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ۔

امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ: لِيَرْمِيَنْ لِيَرْمُنْ لِتَرْمِيَنْ لِاَرْمِيَنْ لِنَرْمِيَنْ۔

امر مجہول بانون خفیفہ: لِيُرْمَيَنْ لِيُرْمَوُنْ لِتُرْمَيَنْ لِتُرْمَوُنْ لِتُرْمَيِنْ لِاُرْمَيَنْ لِنُرْمَيَنْ۔

نہی معروف بانون خفیفہ: لَا يَرْمِيَنْ لَا يَرْمُنْ لَا تَرْمِيَنْ لَا تَرْمُنْ لَا تَرْمِنْ لَا اَرْمِيَنْ لَا نَرْمِيَنْ۔

نہی مجہول بانون خفیفہ: امر مجہول کی طرح ہے۔

اسم فاعل

رَامٍ رَامِيَانِ رَامُوْنَ رَامِيَةٌ رَامِيَتَانِ رَامِيَاتٌ۔ رَامٍ میں یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی اور رَامُوْنَ [1] میں یاء کی حرکت ماقبل کو ملی پھر یاء واؤ سے بدل کر حذف ہوگئی، اس کے علاوہ کسی صیغے میں اعلال نہیں۔

اسم مفعول

مَرْمِيٌّ [2] مَرْمِيَّانِ الخ ان تمام صیغوں میں واؤ چودھویں قاعدہ سے یاء بن کر یاء میں مدغم ہوا اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا۔

ناقص واوی از سَمِعَ يَسْمَعُ: اَلرِّضٰى وَالرِّضْوَانُ خوش ہونا اور پسند کرنا۔

رَضِيَ يَرْضٰى رِضًى وَرِضْوَانًا فَهُوَ رَاضٍ وَرُضِيَ يُرْضٰى رِضًى وَرِضْوَانًا مَرْضِيٌّ الامر منه اِرْضَ والنهى عنه لَا تَرْضَ الظرف منه مَرْضًى والآلة منه مِرْضًى ومِرْضَاةٌ ومِرْضَاءٌ وتثنيتهما مَرْضَيَانِ ومِرْضَيَانِ والجمع منهما مَرَاضٍ ومَرَاضِيُّ افعل التفضيل منه اَرْضٰى والمونث منه رُضْيٰى وتثنيتهما اَرْضَيَانِ ورُضْيَيَانِ والجمع منهما اَرْضَوْنَ واَرَاضٍ ورُضًى رُضْيَيَاتٌ۔

اس باب کے معروف صیغوں میں بھی دُعِيَ يُدْعٰى کی طرح اعلال ہوا ہے اور اس باب کے صیغوں میں تمام تعلیلات دَعَا يَدْعُوْا کے صیغوں کی طرح ہیں سوائے مَرْضِيٌّ مفعول کے جو دراصل مَرْضُوْوٌ تھا کہ اس میں خلاف قیاس [3] دِلِيٌّ کا قاعدہ جاری ہو گیا ہے۔ سمجھ کر گردان کرلینی چاہیے۔

---

(۱) قولہ رَامُوْنَ الخ حضرات اساتذہ سے التماس ہے کہ مصنف نے جس تعلیل میں قاعدہ کا حوالہ نہیں دیا اس کا قاعدہ طلبہ سے پوچھیں خود بتانے سے حتی الوسع احتراز فرمائیں۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ مَرْمِيٌّ دراصل مَرْمُوْيٌ بروزن مَفْعُوْلٌ تھا، چودھواں یعنی سَيِّدٌ کا قاعدہ جاری ہوا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ خلاف قیاس، ورنہ قیاس کا تقاضا تھا کہ مَرْضُوٌّ ہوتا، جیسے کہ مَدْعُوٌّ ہے کیونکہ دِلِيٌّ کا قاعدہ فُعُوْلٌ کے وزن پر جاری ہوتا ہے نہ کہ مَفْعُوْلٌ میں۔ رفیع۔

SamarHanif.com

ناقص یائی از سَمِعَ: اَلْخَشْیَۃُ ڈرنا خَشِیَ یَخْشٰی خَشْیَۃً فھو خَاشٍ الخ اس باب کے افعال میں تعلیل رَمٰی یَرْمِیْ کے مجہول کے طرز پر ہوئی ہے اور صرفِ صغیر کے دوسرے [1] صیغوں میں رَمٰی یَرْمِیْ کی صرفِ صغیر کی طرح۔

لفیف مفروق از ضَرَبَ یَضْرِبُ: اَلْوَقَایَۃُ حفاظت کرنا۔

وَقٰی یَقِیْ وِقَایَۃً فھو وَاقٍ ووُقِیَ یُوْقٰی وِقَایَۃً فھو مَوْقِیٌّ الامر منہ قِ والنھی عنہ لَا تَقِ الظرف منہ مَوْقًی والاٰلۃ منہ مِیْقًی مِیْقَاۃٌ مِیْقَاءٌ وتثنیتھما مَوْقِیَانِ ومِیْقَیَانِ والجمع منھما مَوَاقٍ ومَوَاقِیُّ افعل التفضیل منہ اَوْقٰی والمونث منہ وُقْیٰی وتثنیتھما اَوْقَیَانِ ووُقْیَیَانِ والجمع منھما اَوْقَوْنَ واَوَاقٍ و وُقًی ووُقْیَیَاتٌ۔

اس باب کے فاء کلمہ میں مثال کے قواعد اور لام کلمہ میں ناقص کے قواعد جاری ہوئے ہیں۔

ماضی معروف: وَقٰی وَقَیَا وَقَوْا آخر تک رَمٰی رَمَیَا رَمَوْا الخ کی طرح ہے۔

مجہول: وُقِیَ آخر تک رُمِیَ الخ کی طرح ہے

اثبات مضارع معروف

یَقِیْ، یَقِیَانِ، یَقُوْنَ، تَقِیْ، تَقِیَانِ، یَقِیْنَ، تَقُوْنَ، تَقِیْنَ، تَقِیْنَ، تَقِیْنَ، اَقِیْ، نَقِیْ۔

یَقِیْ اور تمام صیغوں کا واو یَعِدُ کے قاعدہ سے حذف ہوا اور یاء میں باب رَمٰی یَرْمِیْ کے قواعد جاری ہوئے ہیں۔

مضارع مجہول: یُوْقٰی یُوْقَیَانِ یُوْقَوْنَ۔ آخر تک یُرْمٰی الخ کی طرح ہے۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف

لَنْ یَقِیَ، لَنْ یَقِیَا، لَنْ یَقُوْا، لَنْ تَقِیَ، لَنْ تَقِیَا، لَنْ یَقِیْنَ، لَنْ تَقُوْا، لَنْ تَقِیْ، لَنْ تَقِیْنَ، لَنْ اَقِیَ، لَنْ نَقِیَ۔

لن سوائے اس عمل کے جو صحیح میں کرتا ہے اس باب میں کسی نئے تغیر کا سبب نہیں بنا، بس جو تعلیل مضارع میں تھی وہی باقی ہے۔

مجہول: لَنْ یُوْقٰی، لَنْ یُوْقَیَا آخر تک لَنْ یُرْمٰی الخ کی طرح ہے۔

(۱) قولہ دوسرے صیغوں میں ...... الخ یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ اور اسم تفضیل میں، چنانچہ خَاشٍ کی مثل رَامٍ، مَخْشِیٌّ کی مثل مَرْمِیٌّ، مِخْشًی اسم آلہ کی مثل مِرْمًی اور اَخْشٰی اسم تفضیل کی مثل اَرْمٰی تعلیل کر لینی چاہئے۔ حاشیہ

SamarHanif.com

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف

لَمْ يَقِ، لَمْ يَقِيَا، لَمْ يَقُوْا، لَمْ تَقِ، لَمْ تَقِيَا، لَمْ يَقِيْنَ، لَمْ تَقُوْا، لَمْ تَقِيْ، لَمْ تَقِيْنَ، لَمْ اَقِ، لَمْ نَقِ۔

لَمْ يَقِ اور اس کے نظائر میں لام کلمہ جزم کے باعث گر گیا باقی صیغے بدستور (1) ہیں۔

مجہول: لَمْ يُوْقَ، لَمْ يُوْقَيَا آخر تک لَمْ يُرْمَ الخ کی طرح ہے۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَيَقِيَنَّ، لَيَقِيَانِّ، لَيَقُنَّ، لَتَقِيَنَّ، لَتَقِيَانِّ، لَيَقِيْنَانِّ، لَتَقُنَّ، لَتَقِنَّ، لَتَقِيْنَانِّ، لَاَقِيَنَّ، لَنَقِيَنَّ۔

لام کلمہ میں لَيَرْمِيَنَّ کی گردان کی طرح کر لینا چاہئے۔

مجہول: لَيُوْقَيَنَّ آخر تک لَيُرْمَيَنَّ الخ کی طرح ہے۔

نون خفیفہ: بھی اسی طرز پر ہے۔

امر حاضر معروف

قِ، قِيَا قُوْا، قِيْ، قِيْنَ ۔قِ دراصل تَقِيْ (2) تھا حذف علامت مضارع کے بعد متحرک تھا آخر میں وقف کیا یا گر گئی تَوقِ ہوا۔ باقی صیغے مضارع سے حسب دستور بنے ہیں۔

امر غائب ومتکلم معروف

لِيَقِ، لِيَقِيَا، لِيَقُوْا، لِتَقِ، لِتَقِيَا، لِيَقِيْنَ، لِاَقِ، لِنَقِ۔

امر مجہول: لِيُوْقَ آخر تک لِيُرْمَى الخ کی طرح ہے۔

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ

قِيَنَّ، قِيَانِّ، قُنَّ، قِنَّ، قِيْنَانِّ۔

امر غائب ومتکلم بانون ثقیلہ: لِيَقِيَنَّ لِيَقِيَانِّ لِيَقُنَّ الخ۔

امر مجہول: لِيُوْقَيَنَّ الخ ۔امر حاضر معروف بانون خفیفہ: قِيَنْ قُنْ قِنْ الخ۔

امر مجہول بانون خفیفہ: لِيُوْقَيَنْ الخ۔

---

(1) قولہ بدستور ہیں یعنی ان کو جو شکل لن کی گردان میں تھی وہی یہاں بھی ہے۔ ۱۲ رف

(2) قولہ تَقِيْ تھا، تَقِيْ بھی اپنی اصل پر نہیں بلکہ یہ بھی اصل میں تَوْقِيُ تھا۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

نہی معروف: لاَ یَقِ لاَ یَقِیَا الخ مجہول: لاَ یُوقَ الخ

نہی معروف بانون ثقیلہ: لاَ یَقِینَّ لاَ یَقِیَانِّ لاَ یَقُنَّ الخ۔ مجہول: لاَ یُوقَینَّ لاَ یُوقَیَانِّ لاَ یُوقَوُنَّ الخ۔

نہی معروف بانون خفیفہ: لاَ یَقِینْ لاَ یَقُنْ الخ۔ مجہول: لاَ یُوقَینْ لاَ یُوقَوُنْ لاَ تُوقَینْ لاَ تُوقَوُنْ لاَ تُوقَینْ لاَ اُوقَینْ لاَ نُوقَینْ۔

اسم فاعل: وَاقٍ، وَاقِیَانِ، وَاقُونَ آخرتک رَامٍ الخ کی طرح ہے۔ اسم مفعول: مَوْقِیٌّ آخرتک مَرْمِیٌّ کی طرح ہے۔

لفیف مفروق ازحَسِبَ یَحْسِبُ: اَلْوِلاَیَۃُ (۱) مالک ہونا۔

وَلِیَ یَلِیْ وِلاَیَۃً فھو وَالٍ وَوُلِیَ یُوْلٰی وِلاَیَۃً مَوْلِیٌّ الامر منه لِ والنهی عنه لاَ تَلِ الظرف منه مَوْلًی والاٰلة منه مِیْلًی ومِیْلاَۃٌ مِیْلاَءٌ وتثنیهما مَوْلَیَانِ ومِیْلَیَانِ والجمع منهما مَوَالٍ ومَوَالِیُّ افعل التفضیل منه اَوْلٰی والمونث منه وُلْیٰی وتثنیتهما اَوْلَیَانِ ووُلْیَیَانِ والجمع منهما اَوْلَوْنَ واَوَالٍ ووُلًی ووُلْیَیَاتٌ۔

اس باب کے صیغوں کی تعلیل مذکورہ بالا قواعد کے مطابق وَقٰی یَقِیْ کی طرح کرنی چاہئے اور صرفِ کبیر کے تمام صیغے پڑھ لینے چاہئیں۔

لفیف مقرون از ضَرَبَ: اَلطَّیُّ لپیٹنا۔ طَوٰی، یَطْوِیْ، طَیًّا فھوطَاوٍ آخرتک رَمٰی یَرْمِیْ الخ کی طرح ہے۔

ناقص واوی ازبابِ اِفْتِعَال: اَلْاِحْتِبَاءُ (۲) زانو کھڑے کرکے حبوہ (۳) باندھ کر بیٹھنا

اِحْتَبٰی، یَحْتَبِیْ، اِحْتِبَاءً فھو مُحْتَبٍ الامر منه اِحْتَبِ والنهی عنه لاَ تَحْتَبِ والظرف منه مُحْتَبًی۔

ناقص یائی ایضاً (۴): اَلْاِجْتِبَاءُ (۵) چننا اِجْتَبٰی یَجْتَبِیْ اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبٍ واُجْتُبِیَ یُجْتَبٰی اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبًی الامر منه اِجْتَبِ والنهی عنه لاَ تَجْتَبِ الظرف منه مُجْتَبًی۔

لفیف مقرون ایضا: اَلْاِلْتِوَاءُ (۶) لپٹا ہوا ہونا۔

ناقص واوی ایضا (۷) ازانْفِعَال اَلْاِنْمِحَاءُ محو ہوجانا۔ یائی ایضا اِنْبِغَاءُ مناسب ہونا۔

لفیف مقرون ایضا: اَلْاِنْزِوَاءُ گوشہ نشین ہونا۔ ناقص واوی ازاِسْتِفْعَال: اَلْاِسْتِعْلاَءُ بلند ہونا

ناقص یائی اَلْاِسْتِغْنَاءُ بے پرواہونا۔ واوی ازاِفْعَال: اَلْاِعْلاَءُ بلند کرنا۔

---

(۱) قولہ اَلْوِلاَیَۃُ قال سیبویہ اَلْوَلاَیَۃُ بالفتح المصدر وبالکسر الاسم۔ ۱۲ مختار الصحاح۔ (۲) بالحاء المہملۃ۔ ۱۲رف

(۳) قولہ حَبْوَۃٌ بالفتح و الضم مَا یُحْتَبٰی بِهٖ ای یشتمل به من ثوب او عمامة جمع حُبًی و حِبًی۔ ۱۲ المنجد۔

(۴) قولہ ایضا یعنی یہ بھی باب افتعال سے ہے۔ ۱۲رف (۵) قولہ اَلْاِجْتِبَاءُ بالجیم۔ ۱۲رف

(۶) قولہ اَلْاِلْتِوَاءُ حضرات اساتذہ کرام سے التماس ہے کہ آنے والے تمام ابواب ومصادر کی کم از کم صرف صغیر طلباء سے ضرور نکلوائیں حتی الامکان خود بتانے سے احتراز فرمائیں۔ ۱۲ احقر العباد محمد رفیع عثمانی

(۷) قولہ ایضاً۔ ھکذا فی النسخ الموجودۃ وھو عندی زائد مخل فی المقصود، ولعلہ من زلات النساخ۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

اَعْلٰی، یُعْلِیْ اِعْلاَءً فهو مُعْلٍ و اُعْلِیَ یُعْلٰی اِعْلاَءً فهو مُعْلًی الامر منه اَعْلِ والنهی عنه لاَ تُعْلِ الظرف منه مُعْلًی۔ یائی ایضا: اَلْاِغْنَاءُ بے پرواہ ہونا۔ اَغْنٰی، یُغْنِیْ اِغْنَاءً الخ۔ لفیف مفروق: اَلْاِیْلاَءُ قریب کرنا۔ اَوْلٰی یُوْلِیْ اِیْلاَءً فهو مُوْلٍ۔ مقرون: اَلْاِرْوَاءُ سیراب کرنا۔ اَرْوٰی یُرْوِیْ۔ ایضا: اَلْاِحْیَاءُ زندہ کرنا۔ اَحْیٰی یُحْیِیْ الخ۔

ناقص واوی از تفعیل: اَلتَّسْمِیَةُ نام رکھنا۔ سَمّٰی، یُسَمِّیْ تَسْمِیَةً فهو مُسَمٍّ وسُمِّیَ یُسَمّٰی تَسْمِیَةً فهو مُسَمًّی الامر منه سَمِّ والنهی عنه لاَ تُسَمِّ الظرف منه مُسَمًّی۔ اس باب سے ناقص، لفیف اور مہموز لام کا مصدر تَفْعِلَةٌ (۱) کے وزن پر آتا ہے۔

ناقص یائی منہ ایضا: اَلتَّلْقِیَةُ ڈالنا۔ لَقّٰی، یُلَقِّیْ تَلْقِیَةً فهو مُلَقٍّ الخ۔ لفیف مقرون: اَلتَّقْوِیَةُ قوت دینا۔ قَوّٰی یُقَوِّیْ تَقْوِیَةً فهو مُقَوٍّ الخ مقرون دیگر: اَلتَّحِیَّةُ (۲) سلام کرنا۔ حَیّٰی یُحَیِّیْ تَحِیَّةً فهو مُحَیٍّ الخ۔

سوال: عین لفیف میں تعلیل (۳) نہیں ہوتی پھر تَحِیَّةٌ کی عین کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو کیوں دیدی گئی؟

جواب: تَحِیَّةٌ لفیف بھی ہے اور مضاعف بھی، اس میں نقل حرکت بحیثیت مضاعف ہونے کے کی گئی ہے، چنانچہ تَقْوِیَةٌ میں نقل نہیں کی گئی۔ (۴)

ناقص واوی از مُفاعلة: مُغَالاَةٌ مہر زیادہ کرنا۔ غَالاَ یُغَالِیْ مُغَالاَةً الخ۔ یائی: مُرَامَاةٌ باہم تیراندازی کرنا۔ رَامٰی یُرَامِیْ مُرَامَاةً الخ۔ لفیف مفروق: مُوَارَاةٌ چھپانا وَارٰی یُوَارِیْ الخ۔ مقرون: مُدَاوَاةٌ دوا کرنا۔ دَاوٰی یُدَاوِیْ الخ۔ ناقص واوی از تَفَعُّل: اَلتَّعَلِّیْ برتری ظاہر (۵) کرنا۔ تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی تَعَلِّیًا فهو مُتَعَلٍّ الخ۔ مصدر میں واؤ سولھویں قاعدہ سے بعد کسرہ ہو کر یاء سے بدلا، پھر ساکن ہو کر حالت رفع وجر میں اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہو گیا۔ ناقص یائی: اَلتَّمَنِّیْ آرزو کرنا۔ تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی تَمَنِّیًا الخ۔ لفیف مفروق: اَلتَّوَلِّیْ دوستی کرنا۔ مقرون: اَلتَّقَوِّیْ قوی ہونا۔ ناقص واوی از تفاعُل: اَلتَّعَالِیْ برتر ہونا۔ تَعَالٰی یَتَعَالٰی تَعَالِیًا فهو مُتَعَالٍ الخ۔ یائی اَلتَّمَارِیْ شک ظاہر کرنا۔ لفیف مفروق: اَلتَّوَالِیْ پے در پے کام کرنا۔ تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالِیًا الخ۔ مقرون: اَلتَّسَاوِیْ برابر ہونا۔

قسم پنجم در مرکبات مہموز و معتل

مہموز فاء واجوف از نَصَرَ: اَلْاَوْلُ رجوع کرنا۔ اٰلَ یَؤُوْلُ اَوْلاً الخ۔ قَالَ یَقُوْلُ قَوْلاً الخ۔ کی طرح ہے۔ ہمزہ میں مہموز کے قواعد جاری کر لینے چاہئیں اور واؤ میں معتل کے۔ مگر جہاں مہموز و معتل کے قاعدے باہم متعارض ہوں وہاں ترجیح

(۱) قولہ تَفْعِلَةٌ اور کبھی ضرورت شعری کی وجہ سے تَفْعِیْلٌ کے وزن پر بھی آجاتا ہے۔ جیسے هِیَ تُنَزِّیْ دَلْوَهَا تَنْزِیًا، کَمَا تُنَزِّیْ شَهْلَةٌ صَبِیًّا۔ کہ اس میں تَنْزِیًا باب تَفْعِیْلٌ کا مصدر ہے جو تَنْزِیَةً ہونا چاہئے تھا مگر وزن شعر کی ضرورت سے تَفْعِیْلٌ کے وزن پر آگیا۔ ۱۲ حاشیہ

(۲) قولہ اَلتَّحِیَّةُ اصل میں اَلتَّحْیِیَةُ تھا۔ ایک جنس کے دو حرف متحرک ایک کلمہ میں جمع ہو گئے پہلے کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور دونوں کا ادغام کر دیا۔ اَلتَّحِیَّةُ ہوا۔ ۱۲ ارف

(۳) قولہ تعلیل نہیں ہوتی یعنی یَبِیْعُ کا قاعدہ ۸ جاری نہیں ہوتا۔ ۱۲ ارف

(۴) قولہ نقل نہیں کی گئی، کیونکہ وہ صرف لفیف ہے مضاعف نہیں۔ ۱۲ منہ

(۵) بڑائی جتانا۔ منہ

SamarHanif.com

معتل کے قاعدہ کو ہوتی ہے جیسے: یَؤُوْلُ میں کہ دراصل یَأْوُلُ تھا، رَاسٌ کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا، اور معتل کا قاعدہ حرکت واؤ ماقبل کو منتقل کرنے کا مقتضی تھا، ترجیح اسی کو دی گئی۔ اسی طرح اَءْوُلُ میں جو کہ اَءْوُلُ تھا اٰمَنَ کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا، اس پر معتل کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی، جو کہ نقل حرکت کا مقتضی ہے اَءُوْلُ ہوا بعد ازاں ہمزہ دوم کو اَوَادِمُ کے قاعدہ سے واؤ بنایا تو اَوُوْلُ ہو گیا۔

مہموز فاء واجوف یائی از ضَرَبَ: اَلْاَیْدُ قوی ہونا۔ اَدَ، یَئِیْدُ اَیْداً فھو اٰئِدٌ الخ۔ بَاعَ یَبِیْعُ الخ کی طرح ہے۔ اس باب میں ضابطہ مذکورہ کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ چنانچہ یَئِیْدُ میں رَاسٌ کے قاعدہ پر یَبِیْعُ کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور اسی طرح اَئِیْدُ صیغہ واحد متکلم میں ہوا مگر بالآخر ہمزہ دوم بقاعدہ اَئِمَّۃٌ یاء سے بدل گیا۔

مہموز فاء وناقص واوی از نَصَرَ: اَلْاَلْوُ کوتاہی کرنا۔ اَلَا، یَأْلُو ہمزہ میں مہموز کا قاعدہ اور واؤ میں ناقص کا قاعدہ جاری کرلینا چاہئے۔

مہموز فاء وناقص یائی از ضَرَبَ: اَلْاِتْیَانُ آنا۔ اَتٰی، یَأْتِیْ، رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح ہے۔ از فَتَحَ یَفْتَحُ: اَلْاِبَاءُ انکار کرنا۔ اَبٰی، یَأْبٰی

مہموز فاء ولفیف مقرون از ضَرَبَ: اَلْاُوِیُّ۔ جائے پناہ حاصل کرنا۔ اَوٰی، یَأْوِیْ مثل طَوٰی یَطْوِیْ۔ مہموز عین ومثال از ضَرَبَ: اَلْوَأْدُ زندہ درگور کرنا۔ وَأَدَ، یَئِدُ مثل وَعَدَ یَعِدُ۔ مہموز عین وناقص یائی از فَتَحَ: اَلرُّؤْیَۃُ دیکھنا اور جاننا۔ رَاٰی، یَرٰی رُؤْیَۃً فھو رَاءٍ ورُءِیَ، یُرٰی رُؤْیَۃً فھو مَرْئِیٌّ الامر منه رَ والنهی منه لَاتَرَ الظرف منه مَرْاٰی والاٰلة منه مِرْاٰی مِرْاٰۃٌ مِرْاءٌ وتثنیتھما مَرْءَیَانِ ومِرْاَیَانِ والجمع منھما مَرَاءٍ ومَرَائِیُّ افعل التفضیل منه اَرْاٰی والمونث منه رُؤْیٰ وتثنیتھما اَرْءَیَانِ ورُؤْیَیَانِ والجمع منھما اَرَاءٍ واَرْاَوْنَ ورُؤًی ورُؤْیَیَاتٌ۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یَسْئَلُ کا قاعدہ اس باب کے افعال میں وجوبی ہے اسماء میں نہیں یہ بات ملحوظ رکھ کر لام میں قواعد ناقص کی رعایت کرتے ہوئے تمام صیغے پڑھ لینے چاہئیں۔ تعلیماً ہم صرفِ کبیر بھی لکھ دیتے ہیں کیونکہ اس باب کے صیغے مشکل ہیں۔ (۱)

اثبات فعل ماضی معروف

رَاٰی، رَاَیَا، رَاَوْا، رَاَتْ، رَاَتَا، رَاَیْنَ آخر تک رَمٰی الخ۔ کی طرح ہے سوائے اس کے کہ ہمزہ میں بین بین (۲) ہو سکتا ہے۔ مجہول: رُئِیَ، رُئِیَا، رُؤُوْا، رُئِیَتْ آخر تک، رُمِیَ الخ کی طرح ہے۔

---

(۱) قولہ مشکل ہیں کیونکہ ان میں مختلف قواعد جاری ہوتے ہیں۔ ۱۲ رف

(۲) یعنی بین بین قریب و بعید دونوں جائز ہیں کیونکہ ہمزہ خود بھی مفتوح ہے اور ماقبل بھی مفتوح، بین بین قریب و بعید کی تشریح پیچھے ہمزہ کے قواعد میں ہو چکی ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

اثبات فعل مضارع معروف

یَرٰی، یَرَیَانِ، یَرَوْنَ، تَرٰی، تَرَیَانِ، یَرَیْنَ، تَرَوْنَ، تَرَیْنَ، تَرَیْنَ، اَرٰی، نَرٰی ۔

یَرٰی دراصل یَرْاَیُ تھا ہمزہ کی حرکت بقاعدہ یَسْئَلُ ماقبل کو منتقل ہوئی اور ہمزہ حذف ہوکر یَرَیُ ہوا، یاء ساتویں قاعدہ سے الف بن گئی یہی تعلیل تمام صیغوں میں ہے، سوائے تثنیہ کے کہ اس میں صرف قاعدہ یَسْئَلُ پر اکتفاء کیا گیا، مانع کے باعث یاء الف سے نہیں بدلی۔ اور الف یَرَوْنَ[1] و تَرَوْنَ[2] صیغہ جمع مذکر میں واؤ کے ساتھ التقائے ساکنین کے باعث اور تَرَیْنَ واحد مونث حاضر میں یاء کے ساتھ التقائے ساکنین کے باعث حذف ہوگیا ہے۔

مجہول: یُرٰی، یُرَیَانِ، یُرَوْنَ الخ ۔ اس کی تعلیل معروف کی طرح ہے۔

نفی تاکید بلن معروف ومجہول: لَنْ یُّرٰی، لَنْ یُّرَیَا، لَنْ یُّرَوْ الخ۔ لن نے لَنْ یَّخْشٰی ولَنْ یَّرْضٰی کی طرح لَنْ یُّرٰی اور اس کے نظائر کے الف میں بھی عمل نہیں[3] کیا اور دوسرے صیغوں میں اسی طرح عمل کیا ہے جس طرح صحیح میں کرتا ہے۔ جو تعلیلات مضارع میں تھیں وہی باقی ہیں۔

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ومجہول: لَمْ یُرَ، لَمْ یُرَیَا، لَمْ یُرَوْ، لَمْ تُرَ، لَمْ تُرَیَا، لَمْ یُرَیْنَ، لَمْ تُرَوْ، لَمْ تُرَیْ، لَمْ تُرَیْنَ، لَمْ اُرَ، لَمْ نُرَ۔ لَمْ یُرَ دراصل یُرٰی تھا لم کے باعث الف آخر سے گر گیا۔ لَمْ یُرَ ہوا۔ وہکذا لَمْ تُرَ لَمْ اُرَ لَمْ نُرَ اور باقی صیغوں میں وہی عمل کیا ہے جو مضارع صحیح میں کرتا ہے۔ جو تعلیلات مضارع میں ہوچکی ہیں ان پر کسی تعلیل کا اضافہ نہیں ہوا۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف ومجہول: لَیُرَیَنَّ لَیُرَیَانِّ لَیُرَوُنَّ لَتُرَیَنَّ لَتُرَیَانِّ لَیُرَیْنَانِّ لَتُرَوُنَّ لَتُرَیِنَّ لَتُرَیْنَانِّ لَاُرَیَنَّ لَنُرَیَنَّ۔ لَیُرَیَنَّ دراصل یُرٰی تھا۔ لام تاکید اول میں اور نون ثقیلہ آخر میں آیا نون ثقیلہ نے اپنے ماقبل فتحہ کا تقاضا کیا۔ الف قابل حرکت نہ تھا لہٰذا یاء کو جو کہ الف کی اصل تھی واپس لاکر فتحہ دے دیا لَیُرَیَنَّ ہوگیا۔ یہی حال لَتُرَیَنَّ لَاُرَیَنَّ لَنُرَیَنَّ کا ہے۔ لَیُرَوُنَّ اصل میں یُرَوْنَ تھا۔ لام تاکید ونون ثقیلہ لانے اور نون اعرابی حذف کرنے کے بعد واؤ اور نون کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا واؤ غیر مدہ تھا، لہٰذا اسے ضمہ دے دیا لَیُرَوُنَّ ہوگیا۔ وہکذا لَتُرَوُنَّ ۔ لَتُرَیِنَّ۔ واحد مونث حاضر میں نون اعرابی حذف کرنے کے بعد یاء کو کسرہ دیا ہے۔

بانون خفیفہ: لَیُرَیَنْ، لَیُرَوُنْ، لَتُرَیَنْ، لَتُرَوُنْ، لَتُرَیِنْ، لَاُرَیَنْ، لَنُرَیَنْ۔

---

(۱) قولہ یَرَوْنَ و تَرَوْنَ الخ یعنی جو تعلیل یری میں ہوئی تھی بعینہ وہی ان صیغوں میں ہونے کے بعد مزید یہ تعلیل ہوئی جو مصنف خود بیان فرمارہے ہیں۔ ۱۲ ارف

(۲) قولہ و تَرَوْنَ یہ دونوں صیغے دراصل یَرْاَیُوْنَ و تَرْاَیُوْنَ تھے، اور تَرَیْنَ دراصل تَرْاَیِیْنَ تھا تم خود غور کرکے مفصل تعلیل بیان کرسکتے ہو، اجمالاً مصنف نے بھی بیان کی ہے۔ ۱۲ ارف

(۳) قولہ عمل نہیں کیا، یعنی لفظاً عمل نہیں کیا کیونکہ الف قابل حرکت نہیں مگر تقدیراً کیا ہے۔ جیسا کہ تم نحو میں پڑھ چکے ہو کہ مضارع ناقص میں نصب بتقدیر الفتح ہوتا ہے۔ ۱۲ ارف

SamarHanif.com

امر حاضر معروف: رَ، رَیَا، رَوْ، رَیْ، رَیْنَ۔ رَ دراصل تَرای تھا حذف علامت مضارع کے بعد متحرک تھا، لہذا ہمزہ وصل کی ضرورت نہ ہوئی۔ آخر میں وقف کیا وقف کے باعث الف گرا رَ رہ گیا باقی صیغوں میں حذف علامت مضارع کے بعد نون اعرابی حذف ہوگیا سوائے رَیْنَ جمع مونث کے کہ نون جمع ہونے کے باعث اس کے آخر میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔

امر غائب و متکلم معروف: لِیَرَ، لِیَرَیَا، لِیَرَوْ، لِتَرَ، لِتَرَیَا، لِیَرَیْنَ، لِاَرَ، لِنَرَ۔ لَمْ یَرَ کی طرح تعلیل کرلینا چاہیے۔ وھکذا امر مجہول

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: رَیَنَّ، رَیَانِّ، رَوُنَّ، رَیِنَّ، رَیْنَانِّ۔ رَیَنَّ اصل میں رَ تھا۔ نون ثقیلہ لگنے سے وقف جو حذف علتِ حرف کا سبب تھا زائل ہوگیا۔ لہذا حرف علت واپس آنے کے قابل ہوگیا، مگر الف جو حذف ہوا تھا قابل حرکت نہ تھا اور نون ثقیلہ فتحہ ماقبل چاہتا ہے، لہذا یاء کو جو اس کی اصل تھی واپس لاکر فتحہ دے دیا۔ رَیَنَّ ہوا اور رَوُنَّ و رَیِنَّ میں واؤ اور یاء جو غیر مدہ [1] تھے اجتماع ساکنین کے باعث حرکت ضمہ [2] وکسرہ دے دی گئی۔

نون ثقیلہ امر بالام: نون ثقیلہ فعل مضارع کے مثل ہے سوائے اس کے کہ لام امر مکسور ہے اور لام مضارع مفتوح۔

امر حاضر معروف بانون خفیفہ: رَیَنْ، رَوُنْ، رَیِنْ۔ امر بالام کو اسی پر قیاس کرلو۔

نہی معروف و مجہول: لَا یُرَ الخ۔ نہی بانون ثقیلہ: لَا یُرَیَنَّ لَا یُرَیَانِّ آخر تک امر بانون ثقیلہ کے صیغوں کی طرح تعلیل کرلینی چاہیے۔

نہی بانون خفیفہ: لَا یُرَیَنْ، لَا یُرَوُنْ، لَا تُرَیَنْ، لَا تَرَوُنْ، لَا تَرَیِنْ، لَا اَرَیَنْ، لَا نَرَیَنْ۔

اسم فاعل: رَاءٍ رَائِیَانِ رَاءُونَ رَائِیَۃٌ رَائِیَتَانِ رَائِیَاتٌ۔ مثل رَامٍ الخ۔

اسم مفعول: مَرْئِیٌّ مَرْئِیَّانِ الخ مثل مَرْمِیٌّ الخ۔

مہموز لام و اجوف یائی از ضَرَبَ: اَلْمَجِیْءُ آنا۔

جَاءَ یَجِیْءُ مَجِیْئًا فھو جَاءٍ وجِیْءَ یُجَاءُ مَجِیْئًا فھو مَجِیْءٌ الامر منہ جِیْءْ والنھی عنہ لَا تَجِیْءْ الظرف منہ مَجِیْءٌ۔ آخر تک بَاعَ یَبِیْعُ الخ کی طرح ہے۔ سوائے اس کے کہ جَاءٍ اسم فاعل میں جو کہ دراصل جَایِءٌ تھا تعلیل جب بَائِعٌ کے طریقہ پر کی تو جَاءِءٌ ہوگیا۔ لہذا دو ہمزہ متحرکہ کے قاعدہ سے دوسرے کو یاء سے تبدیل کیا جَاءِیٌ ہوا پھر یاء میں رَامٍ کی تعلیل کی جَاءٍ ہوا۔ صرف کبیر کے بھی تمام صیغے بَاعَ کی صرف کبیر کے مثل ہیں۔ سوائے اس کے کہ جہاں ہمزہ ساکن ہے وہاں ہمزہ ساکنہ کے قاعدہ سے ابدال ہوا ہے۔ چنانچہ جِئْنَ جِئْتَ جِئْتُمَا الخ میں کسرۂ ماقبل کے باعث ہمزہ جوازاً یاء ہوگیا۔ نیز ہمزہ میں حسب اقتضائے قاعدہ بین بین قریب یا بعید بھی جائز ہے۔

---

(۱) قولہ غیر مدہ تھے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حرکت مدہ پر جائز نہیں غیر مدہ پر جائز ہے جیسا کہ پیچھے قاعدہ گزر چکا ہے۔ ۱۲رف

(۲) قولہ حرکت ضمہ وکسرہ یعنی واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیا، تاکہ ضمہ اس واؤ کے حذف پر دلالت کرے جو تَرْءَوُوْنَ میں تھا اور کسرہ اس یاء کے حذف پر دلالت کرے جو تَرْئِیِیْنَ میں تھی۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

فائدہ:

شَاءَ یَشَاءُ مَشِیْئَۃٌ جو اجوف یائی ومہموز لام ہے باب سَمِعَ سے بھی ہوسکتا ہے اور فَتَحَ سے بھی کیونکہ حرف حلقی اس میں لام کی جگہ موجود ہے، اور عین ماضی کا کسرہ ظاہر (۱) نہیں (کیونکہ) شِئْنَ کے ماقبل صیغوں میں یاء الف سے بدل گئی ہے۔ اور الف کی اصل یائے مکسورہ بھی ہوسکتی ہے اور مفتوحہ (۲) بھی اور شِئْنَ اور اس کے مابعد کے صیغوں میں کسرہ فاء (۳) جیسے کہ کسرہ عین کی وجہ سے ممکن ہے ایسے ہی یائی ہونے کی وجہ سے بھی فتح کے باوجود ممکن ہے جیسے کہ بِعْنَ میں اسی لئے صاحب صراح نے اسے فتح سے شمار کیا ہے اور بعض لغویین نے سَمِعَ سے۔

فائدہ:

جِیْءْ امر حاضر اور مضارع کے صیغ منجزمہ لَمْ یَجِیْءْ وغیرہ میں ہمزہ یاء بن سکتا ہے اور شَاءَ وَلَمْ یَشَأْ وغیرہ میں الف، لیکن یہ حرف علت باقی رہے گا حذف نہ ہوگا کیونکہ بدلا ہوا ہے اصلی (۴) نہیں۔

فائدہ:

مَجِیْءٌ اور مَشِیْئَۃٌ میں ہمزہ کو یاء سے بدل کر ادغام نہیں (۵) کیا جاسکتا کیونکہ اصلی (۶) ہے اور وہ قاعدہ مدہ زائدہ کے لئے ہے۔ اور مَجَائِیُ (۷) جمع ظرف اور اس کی مثال میں یاء اصلیت (۸) کے باعث بقاعدہ ۱۸ ہمزہ سے تبدیل نہیں ہوئی۔

---

(۱) قولہ ظاہر نہیں اگر ظاہر ہوتا تو باب فتح سے ہونے کا احتمال نہ رہتا۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ اور مفتوحہ بھی یعنی اگر اس کو سمع سے قرار دیں تو اس کا الف یاء مکسور سے بدلا ہوا کہیں گے اور فتح سے قرار دیں تو یائے مفتوح سے۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ کسرہ فاء الخ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر اسے فتح سے قرار دین تو شِئْنَ اور اس کے مابعد کے صیغوں میں فاء کو کسرہ دینا کیسے درست ہوگا؟ تقریر جواب یہ ہے کہ فاء کا کسرہ ہر صورت میں ٹھیک ہے خواہ عین مکسور ہو یا مفتوح، کیونکہ مادہ مذکورہ اگر سمع سے قرار دیا جائے تو اس صورت میں فاء کا کسرہ عین کے کسرہ پر دلالت کرے گا، اور اگر فتح سے قرار دین تو کسرہ فا یائے محذوف پر دلالت کرے گا۔ جیسے بِعْنَ میں اور اصل بَیَعْنَ بروزن ضَرَبْنَ تھا، حذف یاء کے بعد فا کلمہ کو کسرہ دیا تا کہ یائے محذوف پر دلالت کرے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح باب سمع سے ہونے کا احتمال ہے اسی طرح باب فتح سے ہونے کا احتمال بھی صحیح ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ اصلی نہیں یعنی یہ دونون فعل مہموز اللام ہیں ناقص نہیں۔ اور جزم سے لام کلمہ ناقص کا گرتا ہے مہموز کا نہیں گرتا۔ ۱۲ رف۔

(۵) قولہ نہیں کیا جاسکتا الخ یعنی خَطِیْئَۃٌ کا قاعدہ اس میں نہیں چل سکتا۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ اصلی ہے الخ یعنی یاء اصلی ہے اور خَطِیْئَۃٌ کا قاعدہ مدہ زائدہ کے لئے ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ مَجَاءِیُ سوال مقدر کا جواب ہے کہ مَجَاءِیُ میں یاء الف مفاعل کے بعد واقع ہے اسے اٹھارویں قاعدہ (عَجَائِزُ کے قاعدہ) سے ہمزہ سے کیوں نہیں بدلا؟ ۱۲ رف

(۸) قولہ اصلیت جواب کا حاصل یہ ہے کہ عَجَائِزُ کا قاعدہ واو ویائے زائدہ کے ساتھ مشروط ہے اور مَجَاءِیُ میں یاء اصلی ہے زائد نہیں۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

فصل سوم:

در مضاعف

جو دو قسموں پر مشتمل ہے

قسم اول، در قواعد و صرف مضاعف

قاعدہ: (الف) ۔ دو متجانس متقارب حرفوں میں سے پہلا ساکن ہو تو دوسرے میں ادغام کر دیتے ہیں خواہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے: مَدَّ وشَدَّ وعَبَدْتُّمْ (۱) خواہ دو کلموں میں جیسے اِذْهَبْ بِنَا وعَصَوْا وَّكَانُوْا لیکن (۲) پہلا اگر مدہ ہو تو ادغام نہ کریں گے جیسے: فِيْ يَوْمٍ۔

(ب)۔ اگر ایک کلمہ میں دونوں متحرک ہوں اور ماقبل اول بھی متحرک تو اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں، جیسے: مَدَّ وفَرَّ (۳) مگر شرط یہ ہے کہ اسم متحرک العین نہ ہو، جیسے: شَرَرٌ وسُرُرٌ۔

(ج)۔ اگر ماقبل اول ساکن غیر مدہ ہو تو اول کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کرتے ہیں، جیسے: يَمُدُّ (۴) ويَفِرُّ ويَعَضُّ، بشرطیکہ ملحق نہ ہو، لہٰذا جَلْبَبَ میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا۔

(د)۔ اگر ماقبل اول مدہ ہو تو بے نقل حرکت اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں جیسے: حَاجَّ (۵) و مُوْدَّ (۶)۔

---

(۱) قولہ عَبَدْتُّمْ۔ یہ دو متقارب حرفوں کی مثال ہے اور پہلی دونوں مثالیں متجانسین کی تھی، اور عَبَدْتُّمْ کی مثال سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ضمیر متصل جز کلمہ کے حکم میں ہے۔ لہٰذا عَبَدْتُّمْ ایک ہی کلمہ کے حکم میں ہے۔ یہاں ایک بات یہ یاد رکھو کہ دو متقارب حرفوں کو پہلے ہم جنس بناتے ہیں پھر ادغام کرتے ہیں جیسے: عَبَدْتُّمْ میں دال کو تاء سے بدلا پھر تاء کا تاء میں ادغام کیا ورنہ ادغام ہی ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ دو متحد المخرج حروف کو دفعۃ واحدۃ ادا کرنے کا نام ادغام ہے اور یہ صورت متقاربین میں ممکن نہیں جب تک کہ ان کو ہم جنس نہ بنایا جائے۔ ۱۲رف

(۲) قولہ لیکن پہلا الخ مدہ کا استثناء صرف اس صورت میں ہے کہ دو حرف دو کلموں میں ہوں ورنہ اگر ایک ہی کلمہ میں ہونگے تو مدہ بھی مدغم ہو جائے گا۔ جیسے: دَوِيٌّ کہ اصل میں دَوُوْيٌ تھا۔ واللہ اعلم۔ ۱۲رف

(۳) قولہ مَدَّ و فَرَّ کہ اصل میں مَدَدَ اور فَرَرَ تھا۔ ۱۲رف

(۴) قولہ يَمُدُّ الخ اصل میں يَمْدُدُ، يَفْرِرُ اور يَعْضَضُ تھے۔ ۱۲رف

(۵) قولہ حَاجَّ از باب مفاعلہ در اصل حَاجَجَ بروزن قَاتَلَ تھا۔ اور مُوْدَّ اسی باب سے ماضی مجہول ہے اصل میں مُوْدِدَ بروزن قُوْتِلَ تھا۔ ۱۲رف

(۶) قولہ حَاجَّ الخ در اصل حَاجَجَ اور مُوْدِدَ، اول باب مفاعلہ سے ماضی معروف اور ثانی باب مفاعلہ سے ماضی مجہول ہے۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

(۵)۔اگر ادغام کے بعد حرف دوم پر امر کا وقف یا جازم کا جزم آجائے تو حرف دوم میں فتحہ، کسرہ اور فک ادغام تینوں جائز ہیں جیسے: فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ اور اگر ماقبل اول مضموم ہو تو ضمہ بھی جائز ہے جیسے: لَمْ یَمُدُّ۔

مضاعف از نصر: اَلْمَدُّ کھینچنا۔

مَدَّ، یَمُدُّ، مَدًّا فهو مَادٌّ ومُدَّ یُمَدُّ مَدًّا فهو مَمْدُوْدٌ الامر منه مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ والنهی عنه لَا تَمُدَّ لَا تَمُدِّ لَا تَمُدُّ لَا تَمْدُدْ الظرف منه مَمَدٌّ والاٰلة منه مِمَدٌّ ومِمَدَّةٌ ومِمْدَادٌ وتثنیتهما مَمَدَّانِ ومِمَدَّانِ والجمع منهما مَمَادٌّ ومَمَادِیْدُ افعل التفضیل منه اَمَدُّ والمونث منه مُدّٰی وتثنیتهما اَمَدَّانِ ومُدَّیَانِ والجمع منهما اَمَدُّوْنَ واَمَادُّ ومُدَدٌ ومُدَّیَاتٌ۔

مَدَّ میں جس کی اصل مَدَدَ ہے بقاعدہ ''ب'' ادغام کیا گیا اسی طرح مُدَّ میں اور یَمُدُّ [1] ویُمَدُّ میں بقاعدہ ج ادغام ہوا۔اور مَادٌّ اسم فاعل ومَمَادٌّ جمع ظرف وآلہ واَمَادُّ جمع اسم تفضیل میں قاعدہ ''د'' جاری کیا گیا اور امر و نہی میں قاعدہ ''ہ'' پر عمل ہوا ہے۔

اثبات فعل ماضی معروف

مَدَّ، مَدَّا، مَدُّوْا، مَدَّتْ، مَدَّتَا، مَدَدْنَ، مَدَدْتَ، مَدَدْتُمَا، مَدَدْتُمْ، مَدَدْتِ، مَدَدْتُنَّ، مَدَدْتُ، مَدَدْنَا۔

مَدَدْنَ اور مابعد کے صیغوں میں دال دوم کے سکون کے باعث دال اول کا ادغام نہیں ہوا [2] لیکن مَدَدْتَ سے مَدَدْتُ تک ہو گیا ہے کیونکہ دال وتاء قریب المخرج ہیں۔

مجہول: مُدَّ، مُدَّا، مُدُّوْا، مُدَّتْ، مُدَّتَا، مُدِدْنَ، مُدِدْتَ، مُدِدْتُمَا، مُدِدْتُمْ، مُدِدْتِ، مُدِدْتُنَّ، مُدِدْتُ، مُدِدْنَا۔

مضارع معروف: یَمُدُّ، یَمُدَّانِ، یَمُدُّوْنَ الخ وهٰکذا مجهول۔ نفی بلن: لَنْ یَمُدَّ، لَنْ یَمُدَّا، لَنْ یَمُدُّوْا الخ۔

لن نے وہی عمل کیا جو صحیح میں کرتا ہے اور [3] مضارع کا ادغام بدستور ہے۔ اور اسی طرح مجہول ہے۔

نفی جحد بلم معروف: لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَمُدِّ، لَمْ یَمُدُّ، لَمْ یَمْدُدْ، لَمْ یَمُدَّا، لَمْ یَمُدُّوْا، لَمْ تَمُدَّ، لَمْ تَمُدِّ، لَمْ تَمُدُّ، لَمْ تَمْدُدْ، لَمْ تَمُدَّا، لَمْ یَمْدُدْنَ، لَمْ تَمُدُّوْا، لَمْ تَمُدِّیْ، لَمْ تَمْدُدْنَ، لَمْ اَمُدَّ، لَمْ اَمُدِّ، لَمْ اَمُدُّ، لَمْ اَمْدُدْ، لَمْ نَمُدَّ، لَمْ نَمُدِّ، لَمْ نَمُدُّ، لَمْ نَمْدُدْ۔

لَمْ یَمُدَّ اور اس کی نظائر میں قاعدہ ''ہ'' جاری کیا گیا ہے۔ وقس علیہ المجہول۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل: لَیَمُدَّنَّ، لَیَمُدَّانِّ، لَیَمُدُّنَّ آخر تک صحیح کی طرح ہے، مضارع کا ادغام علی حالہ باقی ہے۔ یہی حال مجہول کا ہے۔

نون خفیفہ معروف: لَیَمُدَّنْ لَیَمُدُّنْ الخ۔ وهٰکذا مجہول۔

(۱) اول معروف اور ثانی مجہول ہے۔ ۱۲رف

(۲) قولہ نہیں ہوا کیونکہ جب حرفین متجانسین میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو اس صورت میں مضاعف کا کوئی قاعدہ نہیں پایا جاتا۔ ۱۲حاشیہ

(۳) قولہ اور مضارع کا الخ پچھلے جملہ سے وہم ہوتا تھا کہ لَنْ کی گردان صحیح کی طرح ہے اس وہم کو دور کرتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مضارع میں جو ادغام ہوئے تھے وہ اس گردان میں بھی موجود ہیں ہاں لَنْ کی وجہ سے اس گردان میں کوئی نیا ادغام نہیں ہوا۔ لَنْ نے صرف وہی عمل کیا جو صحیح میں کرتا ہے۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

امر حاضر معروف: مُدَّ، مُدِّ، مُدُّ، اُمْدُدْ، مُدَّا، مُدُّوْا، مُدِّیْ، اُمْدُدْنَ ۔ تثنیہ وجمع مذکر وواحد مونث حاضر میں فک ادغام جائز نہیں کیونکہ جزم اور وقف کا محل دال دوم نہیں (۱) اسی لئے قصیدہ (۲) بردہ کے شعر ؎

فَمَا لِعَيْنَيْكَ (۳) اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا (۴)

میں اُكْفُفَا کو غلط قرار دیا گیا ہے۔

امر بالام معروف ومجہول: لم کی طرح ہیں۔

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: مُدَّنَّ، مُدَّانِّ، مُدُّنَّ، مُدِّنَّ، اُمْدُدْنَانِّ ۔ مُدَّنَّ میں بھی چونکہ وقف باقی نہیں رہا اس لئے ایک حالت یعنی فتحہ دال کے علاوہ فک ادغام اور کسرہ وضمہ جائز نہیں۔

امر حاضر معروف بانون خفیفہ: مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ ۔ امر بالام (۵) کو بھی اسی پر قیاس کولو۔

نہی معروف: لَا يَمُدَّ، لَا يَمُدِّ، لَا يَمُدُّ، لَا يَمْدُدْ، لَا يَمُدَّا، لَا يَمُدُّوْا الخ۔

نون ثقیلہ وخفیفہ: جیسے کہ امر میں جان چکے ہو، نہی میں بھی لگا دو۔

اسم فاعل: مَادٌّ، مَادَّانِ، مَادُّوْنَ، مَادَّةٌ، مَادَّتَانِ، مَادَّاتٌ۔ اس کے ادغام کا طریقہ بتایا (۶) جا چکا ہے۔

اسم مفعول: مَمْدُوْدٌ آخر تک صحیح (۷) کی طرح ہے۔

مضاعف از ضَرَبَ : اَلْفِرَارُ بھاگنا۔

فَرَّ يَفِرُّ فِرَارًا فهو فَارٌّ الامر منه فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ والنهى عنه لَا تَفِرَّ لَا تَفِرِّ لَا تَفْرِرْ الظرف منه مَفِرٌّ (۸) الخ۔

مضاعف از سَمِعَ ، اَلْمَسُّ چھونا۔

---

(۱) قولہ دال دوم نہیں بلکہ جزم اور وقف کا محل نون اعرابی تھا جو کہ وقف کی وجہ سے گر گیا۔ ۱۲ منہ

(۲) قولہ قصیدہ بردہ یہ عربی کا مشہور قصیدہ ہے جو شیخ محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں کہا ہے۔ شیخ موصوف بڑے عالم اور صاحب مقامات بزرگ تھے۔ یہ برص کے مریض ہوئے حصول صحت کی نیت سے یہ قصیدہ نہایت اخلاص کے ساتھ نظم کیا رات کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور یہ قصیدہ آپ کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت محظوظ ہوئے اور دست مبارک شیخ موصوف کے بدن پر پھیرا اور اپنی چادر ان کو عنایت فرمائی۔ جب بیدار ہوئے تو برص کی بیماری زائل ہو چکی تھی حتی کہ اس کا کوئی اثر نظر نہ آتا تھا، نیز جو چادر حالت خواب میں عطا ہوئی تھی بیداری کے بعد بھی وہ بعینہ اپنے ہاتھ میں موجود پائی۔ عربی میں چادر کو بردہ کہتے ہیں اس لئے یہ قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ حاشیہ

(۳) قولہ لِعَيْنَيْكَ الخ دوسرا مصرعہ یہ ہے وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ۔ یعنی تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اگر تو ان سے کہتا ہے کہ رک جاؤ تو وہ بہہ پڑتی ہیں اور تیرے دل کو کیا ہو گیا کہ اگر تو اسے کہتا ہے کہ ہوش میں آجا تو وہ محبوب کے خیال میں کھو جاتا ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ هَمَتَا، هَمَا يَهْمِيْ هَمْيًا (بہنا) سے صیغہ تثنیہ مونث غائب بحث ماضی معروف ہے، اور مصرعہ ثانیہ میں يَهِمِ اَلْوَهْمُ کا مضارع ہے۔ ۱۲ رف اللهم اغفر لكاتبه ولمن سعى فيه۔

(۵) قولہ امر بالام یعنی بانون ثقیلہ وخفیفہ کو بھی اسی پر قیاس کر لو کہ ان میں بجز فتحہ دال کے کوئی اور صورت جائز نہیں۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ بتایا جا چکا ہے یعنی قاعدہ "۳" میں۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ صحیح کی طرح الخ دو دال کے درمیان واو فاصل ہو گیا ہے اس لئے ادغام نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ مَفِرٌّ بکسر الفاء۔ اس میں فاء کا فتحہ جائز نہیں۔ مفصل بحث کتاب میں گزر چکی ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

مَسَّ يَمَسُّ (۱) مَسًّا فهو مَاسٌّ ومُسَّ يُمَسُّ مَسًّا فهو مَمْسُوْسٌ الامر منه مَسَّ مَسِّ اِمْسَسْ والنهى عنه لَا تَمَسَّ لَا تَمَسِّ لَا تَمْسَسْ الظرف منه مَمَسٌّ الخ ۔ اپنے جانے ہوئے قواعد کے مطابق مَدَّ اور فَرَّ کے انداز پر کہ جن کی گردان تم کر چکے ہو اس باب کے صیغے بھی پڑھ لینے چاہئیں۔

مضاعف از افتعال: اَلْاِضْطِرَارُ (۲) جبراً کسی طرف کھینچنا۔

اِضْطَرَّ، يَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فهو مُضْطَرٌّ واُضْطُرَّ يُضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فهو مُضْطَرٌّ الامر منه اِضْطَرَّ اِضْطَرِّ اِضْطَرِرْ، والنهى عنه لَا تَضْطَرَّ لَا تَضْطَرِّ لَا تَضْطَرِرْ الظرف منه مُضْطَرٌّ ۔ اس باب میں فاعل، مفعول اور ظرف ہم شکل ہو گئے ہیں لیکن اصل میں فاعل مکسور العین ہے اور مفعول وظرف مفتوح العین۔

از انفعال: اَلْاِنْسِدَادُ بند کرنا اِنْسَدَّ يَنْسَدُّ الخ ۔ از استفعال: اَلْاِسْتِقْرَارُ قرار لینا۔

اِسْتَقَرَّ، يَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا فهو مُسْتَقِرٌّ واُسْتُقِرَّ يُسْتَقَرُّ اِسْتِقْرَارًا فهو مُسْتَقَرٌّ الامر منه اِسْتَقِرَّ اِسْتَقِرِّ اِسْتَقْرِرْ والنهى عنه لَا تَسْتَقِرَّ لَا تَسْتَقِرِّ لَا تَسْتَقْرِرْ الظرف منه مُسْتَقَرٌّ۔

از افعال: اَلْاِمْدَادُ مدد کرنا۔

اَمَدَّ، يُمِدُّ اِمْدَادًا فهو مُمِدٌّ واُمِدَّ يُمَدُّ اِمْدَادًا فهو مُمَدٌّ الامر منه اَمِدَّ اَمِدِّ اَمْدِدْ والنهى عنه لَا تُمِدَّ لَا تُمِدِّ لَا تُمْدِدْ الظرف منه مُمَدٌّ۔

مضاعف تفعیل وتفعّل: بعینہ صحیح (۳) کی طرح ہے جیسے: جَدَّدَ يُجَدِّدُ تَجْدِيْدًا اور تَجَدَّدَ يَتَجَدَّدُ تَجَدُّدًا۔

مفاعلہ: اَلْمُحَاجَّةُ ایک دوسرے کو دلیل پیش کرنا حَاجَّ يُحَاجُّ مُحَاجَّةً فهو مُحَاجٌّ وحُوْجَّ يُحَاجُّ مُحَاجَّةً فهو مُحَاجٌّ الامر منه حَاجَّ حَاجِّ حَاجِجْ والنهى عنه لَا تُحَاجَّ لَا تُحَاجِّ لَا تُحَاجِجْ الظرف منه مُحَاجٌّ۔

اس پورے (۴) باب میں ادغام "۵" کے قاعدے سے ہوا ہے۔

تفاعل: اَلتَّضَادُّ ایک دوسرے کی ضد (۵) ہونا تَضَادَّ يَتَضَادُّ آخر تک مفاعلہ کی طرح ہے۔

قسم ثانی مرکبات (۶) مضاعف ومہموز ومعتل

مہموز فاء ومضاعف اَلْاِمَامَةُ امام ہونا۔

اَمَّ يَؤُمُّ اِمَامَةً فهو اٰمٌّ واُمَّ يُؤَمُّ اِمَامَةً فهو مَاْمُوْمٌ الامر منه اُمَّ اُمِّ اُمُّ اُوْمُمْ والنهى عنه لَا تَؤُمَّ لَا تَؤُمِّ لَا

(۱) قولہ يَمَسُّ كما فى قوله لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ اَلْاِضْطِرَارُ الخ تاء افتعال طاء سے بدل گئی ہے جیسا کہ ابتدائے کتاب میں قواعد افتعال پڑھ چکے ہو۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ صحیح کی طرح ہے کیونکہ تفعیل اور تفعل کی عین تو بہر حال مشدد ہوتی ہے۔ اگر لام میں بھی ادغام ہو جائے تو لفظ انتہائی ثقیل ہو جائے گا۔ ۱۲ حاشیہ

(۴) قولہ اس پورے باب الخ یہ مطلب نہیں کہ اس باب کے ہر صیغہ میں ادغام ہوا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس باب کے جس جس صیغہ میں ادغام ہے وہ قاعدہ "۵" سے ہوا ہے۔

(۵) مخالف۔ ۱۲ منہ

(۶) قولہ مرکبات یعنی اس میں ایسے مصادر آئیں گے جو بیک وقت مضاعف بھی ہونگے اور مہموز بھی، یا بیک وقت مضاعف بھی ہونگے اور معتل بھی۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

تَوُمُّ لَا تَاْمُمُ الظرف منه مَاَمٌّ الخ۔ ہمزہ میں مہموز کے قواعد اور متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل کریں گے، لیکن بوقت تعارض مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح ہوگی۔ چنانچہ یَوُمُّ میں رَاسٌ کے قاعدہ پر نہیں بلکہ یَمُدُّ کے قاعدہ پر عمل ہوگا اور اَوُمُّ (۱) میں اٰمَنَ کے قاعدہ پر یَمُدُّ کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے، لیکن ادغام کے بعد ہمزتین متحرکتین کے قاعدہ سے ہمزہ دوم واؤ سے بدل گیا۔

مثال ومضاعف از سَمِعَ: اَلْوُدُّ محبت کرنا

وَدَّ يَوَدُّ وُدًّا فهو وَادٌّ ووُدَّ يُوَدُّ وُدًّا فهو مَوْدُوْدٌ الامر منه وَدَّ وَدِّ اِيْدَدْ والنهى عنه لَا تَوَدَّ لَا تَوَدِّ لَا تَوْدَدْ الظرف منه مَوَدٌّ والاٰلة منه مِوَدٌّ مِوَدَّةٌ مِيْدَادٌ وتثنيتهما مَوَدَّانِ ومِوَدَّانِ والجمع منهما مَوَادُّ ومَوَادِيْدُ افعل التفضيل منه اَوَدُّ والمونث منه وُدّٰى وتثنيتهما اَوَدَّانِ ووُدَّيَانِ والجمع منهما اَوَدُّوْنَ واَوَادُّ ووُدَدٌ ووُدَّيَاتٌ۔

متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل ہے اور واؤ میں معتل کے قواعد پر لیکن بوقت تعارض مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی جیسے مِوَدٌّ آلہ میں کہ قاعدہ معتل واؤ کو یاء سے بدلنے کا مقتضی تھا اور قاعدہ مضاعف دال اول کی حرکت واؤ کو منتقل کرنے کا مقتضی (۲) تھا۔

مہموز ومضاعف از افتعال: اَلْاِیْتِمَامُ اقتداء کرنا۔

اِيْتَمَّ يَاْتَمُّ اِيْتِمَامًا فهو مُوْتَمٌّ واُوْتُمَّ يُوْتَمُّ اِيْتِمَامًا فهو مُوْتَمٌّ الامر منه اِيْتَمَّ اِيْتَمِّ اِيْتَمِمْ والنهى عنه لَا تَاْتَمَّ لَا تَاْتَمِّ لَا تَاْتَمِمْ الظرف منه مُوْتَمٌّ۔

فائدہ:

نون ساکن (۳) اگر حروف یرملون میں سے کسی کے قبل علیحدہ کلمہ میں واقع ہو تو اس حرف میں اس کا ادغام ہو جاتا ہے را اور ل میں بغیر غنہ کے اور باقی میں غنہ کے ساتھ، جیسے: مِنْ رَّبِّكَ، مِنْ لَّدُنَّا، مَنْ يَّرْغَبُ، رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۴)، صَالِحًا (۵) مِّنْ ذَكَرٍ (۶)۔ ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام نہیں ہوتا، جیسے: دُنْيَا اور صِنْوَانٌ (۷)۔

---

(۱) قولہ اور اَوُمُّ میں الخ یہ اعتراض مقدر کا جواب ہے، اعتراض یہ تھا کہ جس طرح یَـؤُمُّ میں تعارض کے باعث رَاسٌ کا قاعدہ ترک کر دیا گیا ہے اسی طرح اَوُمُّ میں بھی اٰمَنَ کا قاعدہ نیز اَوَادِمُ کا قاعدہ ترک کرنا چاہئے اور اَوُمُّ کے بجائے اٰءُمٌّ کہنا چاہئے۔ جواب کی تشریح یہ ہے کہ تعارض کے باعث اٰمَنَ کے قاعدہ کو ترک کر دیا گیا تھا اور ادغام کر دیا گیا تھا چنانچہ ادغام کے بعد کلمہ اَؤُمُّ ہو گیا، لیکن ادغام کے بعد دوسرا قاعدہ اَوَادِمُ کا پایا گیا اور اس کے معارض کوئی قاعدہ مضاعف کا موجود نہ تھا لہٰذا ہمزہ دوم کو اَوَادِمُ کے قاعدہ سے واؤ سے بدل دیا گیا۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ مقتضی تھا چنانچہ یہاں اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔ ۱۲ رف (۳) قولہ ساکن متحرک سے احتراز ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ رَءُوْفٌ اشارہ ہے اس طرف کہ تنوین بھی نون ساکن کے حکم میں ہے۔ ۱۲ رف (۵) واو کی مثال مصنف نے نہیں دی اس کی مثال مَنْ وَّعَدَ ہے۔ ۱۲ رف

(۶) سوال: مصنف نے حروف یرملون میں سے صرف پانچ کی مثال دی چھٹے حرف یعنی نون کی مثال کیوں نہیں دی؟ جواب: نون کی مثال اس لئے ضروری نہیں سمجھی کہ جب نون سے پہلے نون ساکن آئے گا تو متجانسین کے قاعدہ سے اس کا ادغام بالکل ظاہر ہے مثال کی ضرورت نہیں۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ صِنْوَانٌ کما فی قوله تعالیٰ "صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ" صِنْوٌ کی جمع ہے، جب ایک سے زائد کھجور کے درخت ایک ہی جڑ سے نکلیں تو ان میں سے ہر ایک صِنْوٌ ہے۔ ۱۲ مختار الصحاح

SamarHanif.com

فائدہ:

لامِ تعریف حروف شمسیہ یعنی د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن میں مدغم ہو جاتا ہے جیسے: وَالشَّمۡسِ اور ان حروف کو حروف شمسیہ کہتے ہیں اور باقی حروف میں مدغم نہیں ہوتا جیسے: وَالۡقَمَرِ ان حروف کو حروف قمریہ (۱) کہتے ہیں وجہ تسمیہ یہی ہے کہ یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں ہیں، اول ادغام کے ساتھ اور ثانی بغیر ادغام کے۔ بس جن حروف میں ادغام ہوتا ہے وہ لفظ شمس سے مناسبت رکھتے ہیں اور جن میں نہیں ہوتا وہ لفظ قمر سے۔

باب چہارم افادات نافعہ کے بیان میں

جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی اعلی اللہ درجاتہ فی الجنۃ، بڑا روشن ذہن اور علم صرف کا خاص شغف رکھتے تھے اکثر شواذ صرفیہ کا شذوذ انوکھے انداز سے قاعدہ کی تقریر فرما کر دور کر دیتے تھے۔ اور دوسرے مطالب بھی بے نظیر اندازِ بیان میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ان کی بعض تقریریں افادۃً سپردِ قلم کرتا ہوں۔

افادۃ: افعال اور استفعال کے معتلات میں تعلیل بھی ہوتی ہے جیسے: اَقَامَ (۲) اِقَامَۃً اِسۡتَقَامَ اِسۡتِقَامَۃً اور تصحیح (۳) بھی، جیسے: اَرۡوَحَ اِرۡوَاحًا، وَاسۡتَصۡوَبَ اِسۡتِصۡوَابًا اور تصحیح بکثرت ہوتی ہے۔ (۴)

صرفیین چونکہ قاعدہ (۵) کو پوری طرح بیان نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے تمام الفاظ کثیرہ (۶) کو شاذ قرار دیا۔ جناب استاذ مرحوم و مغفور رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَاتَہٗ نے قاعدہ ہی اس ڈھنگ سے بیان فرمایا کہ شذوذ بالکل جاتا رہا اور تمام کلمات صحیحہ (۷) قاعدہ پر منطبق ہو گئے۔

اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ و یائے متحرک جس کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو اور مصدر (۸) میں ملاقیِ الف ساکن نہ ہو۔ دوسری شرطیں (۹) پائی جانے کے وقت اس واؤ و یاء کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں اور اگر وہ (۱۰) حرکت فتحہ ہو تو واؤ

---

(۱) قولہ قمریہ یہ قراء کی اصطلاح ہے۔ ۱۲ حاشیہ

(۲) قولہ اَقَامَ الخ اَقَامَ دراصل اَقۡوَمَ اور اِسۡتَقَامَ دراصل اِسۡتَقۡوَمَ تھا۔ دونوں میں واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا۔ آٹھویں یعنی یُقَالُ کے قاعدہ سے واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو الف سے بدلا اَقَامَ اور اِسۡتَقَامَ ہو گیا۔ دونوں مصدروں میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوا ہے۔ (۳) قولہ تصحیح بھی، تصحیح تعلیل کی ضد ہے یعنی تعلیل نہیں ہوتی۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ ہوتی ہے لہٰذا اعتراض ہوا کہ یقال کے قاعدہ کا تقاضا ہے کہ مذکورہ مثالوں میں بھی واو کی حرکت ماقبل کو دے کے واؤ کو الف سے بدلا جائے پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟ صرفیین نے اس کا یہ جواب دیا کہ اروح اور اسی جیسی دوسری مثالیں شاذ ہیں یعنی خلاف قاعدہ عرب سے مسموع ہیں۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ قاعدہ کو یعنی آٹھویں قاعدہ کو پوری قیود کے ساتھ بیان نہیں کر سکے۔ اگر پوری قیود کے ساتھ بیان کرتے تو یہ اعتراض ہی نہ پڑتا۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ تمام الفاظ جن میں آٹھویں قاعدہ سے تعلیل نہیں کی گئی۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ کلمات صحیحہ یعنی وہ کلمات جن میں تعلیل نہیں ہوئی مثلاً اَرۡوَحَ اور اِسۡتَصۡوَبَ وغیرہ۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ مصدر میں الخ یعنی مصدر میں وہ واؤ اور یاء الف سے ملاقی نہ ہو، یعنی اس واؤ اور یاء کے متصل بعد الف نہ ہو اب یہ سمجھو کہ یہی وہ قید ہے جو عام صرفیین نے نہیں لگائی اور مصنف کے استاذ علیہ الرحمۃ نے لگائی ہے۔ اسی سے اَرۡوَحَ اور اِسۡتَصۡوَبَ وغیرہ کا شذوذ رفع ہوتا ہے کیونکہ یہ قید لگ جانے کے بعد اَرۡوَحَ اور اِسۡتَصۡوَبَ میں تعلیل نہ ہونا قاعدہ کے عین مطابق ہو گیا، کیونکہ ان دونوں مثالوں کے مصدر میں واؤ کے بعد الف ہے جو مانع تعلیل ہے۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ دوسری شرطیں یعنی جو معتل کے آٹھویں قاعدہ میں مصنف بہت پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ اور اگر الخ یعنی واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد دیکھیں گے کہ وہ حرکت فتحہ ہے یا نہیں، اگر فتحہ نہیں تو مزید کوئی تغیر نہیں ہوگا اور اگر فتحہ ہے تو واو اور یاء کو الف سے بدل دیں گے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

اور یاء کو الف سے بدل دیتے ہیں اور (۱) افعال اور استفعال کا مصدر جس طرح ان دو وزنوں پر آتا ہے، اِفْعَلَۃٌ واِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اِقَامَۃٌ واِسْتِقَامَۃٌ اور ان دونوں بابوں کے افعال معللہ کے تمام مصادر اسی وزن پر ہیں۔ اور یہ وزن صرف اجوف ہی میں آتا ہے جیسے (۲) کہ مصدر ثلاثی مجرد کا وزن فُعَلٌ ناقص (۳) کے ساتھ مخصوص ہے غیر ناقص میں نہیں آتا۔ (۴) اور جس طرح (۵) ناقص وزن فُعَلٌ کے ساتھ مخصوص نہیں، مصدر ناقص دوسرے (۶) اوزان پر بھی آتا ہے۔ فُعَلٌ البتہ ناقص کے ساتھ مخصوص ہے غیر ناقص میں نہیں آتا۔ اسی طرح اجوف افعال واستفعال بھی ان وزنوں کے ساتھ مخصوص نہیں مصدر اجوف ان دونوں ابواب کا اِفْعَالٌ واِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسا کہ ان ابواب کے تمام صِیَغ صحیحہ (۷) میں۔ البتہ اِفْعَلَۃٌ واِسْتِفْعَلَۃٌ غیر اجوف میں نہیں آتا۔ پس (۸) اَرْوَحَ واسْتَصْوَبَ اور ان کی نظائر کے مصادر میں جو کہ اِفْعَالٌ واِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر ہیں واؤ اور یاء الف سے ملاقی ہیں، لہٰذا پورے باب میں اعلال نہیں کیا گیا اور اَقَامَ واِسْتَقَامَ اور ان کی نظائر کے مصادر میں جو کہ اِفْعَلَۃٌ واِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر ہیں واؤ اور یاء الف سے ملاقی نہیں، لہٰذا پورے باب میں اعلال کر دیا گیا، پس کوئی کلمہ خلاف قاعدہ نہیں رہا۔

---

(۱) قولہ اور افعال و استفعال الخ اس کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ اعتراض ہوتا تھا کہ اگر قاعدہ کی یہ تقریر مان لی جائے جو آپ نے کی ہے تو اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ میں بھی تعلیل نہ ہونی چاہئے کیونکہ اَقَامَ کا مصدر دراصل اِقْوَامٌ بروزن اِفْعَالٌ اور اِسْتَقَامَ کا مصدر اِسْتِقْوَامٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ تھا ان دونوں مصدروں میں واؤ ملاقی الف ہے، لہٰذا نہ مصدر میں تعلیل ہونی چاہئے اور نہ ان کے افعال وغیرہ میں حالانکہ ان میں تعلیل کی گئی ہے۔

جواب یہ ہے کہ مذکورہ دونوں مصدروں کی اصل اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ نہیں بلکہ اِقْوَمَۃٌ اور اِسْتِقْوَمَۃٌ ہے لہٰذا ان مصدروں میں واؤ ملاقی الف نہیں چنانچہ ان میں اور ان کے مشتقات میں تعلیل ہمارے بیان کردہ قاعدہ کے مطابق بھی صحیح ہے۔ اس جواب پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ باب اِفْعَالٌ واِسْتِفْعَالٌ کے وزن تو معروف ہیں، پھر ان کے مصادر اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر کیسے آگئے؟ اس کا جواب مصنف رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں کہ اِفْعَالٌ و اِسْتِفْعَالٌ کا مصدر جس طرح الخ۔ ۱۲ رف

(۲) جیسے کہ الخ سوال مقدر کا جواب ہے کہ وزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ کو اجوف کے ساتھ کیوں مخصوص کیا، اگر یہ وزن درست ہے تو چاہئے کہ ہر قسم میں آئے۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ ناقص جیسے هَدٰی یَهْدِیْ کا مصدر هُدًی بمعنی هِدَایَتْ کہ دراصل هُدَیٌ بروزن فُعَلٌ تھا۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ نہیں آتا، معلوم ہوا کہ کسی وزن کے درست ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر قسم میں آتا ہو۔ ۱۲ منہ

(۵) قولہ اور جس طرح الخ ماقبل کے بیان سے وہم ہوتا تھا کہ باب اِفْعَالٌ و اِسْتِفْعَالٌ سے مصدر اجوف ہمیشہ اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ ہی کے وزن پر آتا ہوگا، چنانچہ ان ابواب کے کسی بھی مصدر اجوف میں واؤ و یاء کے بعد الف نہ ہوگا، لہٰذا ان میں اور ان کی گردانوں میں ہمیشہ تعلیل ہونی چاہئے، حالانکہ اَرْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ وغیرہ میں تعلیل نہیں تو پھر وہی اصل اعتراض لوٹ آیا جسے دفع کرنے کے لئے قاعدہ کی تقریر بدلی گئی تھی؟ اس وہم کا جواب مصنف اپنے ارشاد "اور جس طرح الخ" سے دیتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ وزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ اور اجوف کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے، اجوف عام اور یہ دونوں وزن خاص ہیں لہٰذا باب اِفْعَالٌ و اِسْتِفْعَالٌ کا جو مصدر اجوف ہوگا اس کا بروزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ ہونا ضروری نہیں، البتہ جو مصدر بروزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ ہوگا اس کا اجوف ہونا ضروری ہے، بالکل اسی طرح جس طرح کہ وزن فُعَلٌ اور ناقص میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر مصدر ناقص بروزن فُعَلٌ ہونا ضروری نہیں البتہ وزن فُعَلٌ کا ہر مصدر ناقص ہونا ضروری ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ دوسرے اوزان، جیسے: دَعْوَۃٌ وَ رَمْیٌ وغیرہ۔ رف

(۷) قولہ صیغ صحیحہ...... وہ صیغے جن میں تعلیل نہیں ہوئی۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ پس الخ قاعدہ کی تقریر اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جواب سے فارغ ہو کر اب قاعدہ کو زیر بحث مثالوں پر منطبق فرماتے ہیں۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

سوال: اعلال میں فعل کو اصل اور مصدر کو فرع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قَامَ قِیَامًا اور قَاوَمَ قِوَامًا میں کہا گیا[1] ہے اور آپ کی تقریر سے اس کا عکس لازم آتا ہے کہ فعل مصدر کے تابع ہو گیا۔

جواب: یہ اصالت وفرعیت تو سطحی بات ہے ورنہ تعلیل اور اس جیسے احکام میں اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ باب کا حکم متحد رہے صیغے غیر متناسب نہ ہو جائیں بس اگر ایک صیغے میں تعلیل کا سبب قوی ہو تو تمام صیغوں میں تعلیل کر دیتے ہیں اور اگر ایک صیغہ میں تصحیح کا سبب قوی ہو تو تمام صیغوں کو بے تعلیل رہنے دیتے ہیں اس بات کی رعایت ہرگز ملحوظ نہیں ہوتی کہ سبب اصل میں پایا گیا ہے یا فرع میں، مثلاً یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واؤ کا ہونا ثقیل اور حذف واؤ کا سبب ہے لہٰذا یَعِدُ میں واؤ حذف کیا گیا تو دوسرے صیغوں میں بھی محض تناسب کے لئے حذف کر دیا گیا، یا مثلاً مضارع کے شروع میں دو زائد ہمزوں کا اجتماع موجب ثقل اور ہمزہ دوم کے حذف کا سبب ہے لہٰذا اُکْرِمُ میں جو در اصل أأكْرِمُ تھا ہمزہ دوم حذف ہو گیا۔ اور یُکْرِمُ تُکْرِمُ ونُکْرِمُ میں یہ علت موجود نہیں صرف تناسب کی خاطر حذف کیا گیا ہے اس بات کا لحاظ کئے بغیر کہ یَعِدُ اصل ہے اور تَعِدُ وغیرہ اس کی فرع، یا، اُکْرِمُ اصل ہے اور تُکْرِمُ وغیرہ اس کی فرع، ورنہ اگر غائب کو اصل قرار دیں تو یُکْرِمُ کو اُکْرِمُ کا تابع کرنا غلط ہو جاتا ہے۔ اور اگر متکلم اصل ہو تو اَعِدُ نَعِدُ (وغیرہ) کو یَعِدُ کے تابع کرنا لغو ہو جاتا ہے۔

سوال: اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ اصل قاعدہ صرف یَعِدُ میں پایا جاتا ہے اور تَعِدُ اَعِدُ نَعِدُ اس کے تابع[2] ہیں تو شروع کتاب[3] میں آپ کا یہ کہنا غلط ہوا کہ قاعدہ مطلق علامت مضارع میں بیان کرنا چاہئے صرف یاء میں قاعدہ بیان کرنا اور دوسروں کو تابع قرار دینا تطویل لاطائل ہے؟

جواب: تحریر قواعد کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک قاعدہ کی تقریر دوسرے قاعدہ کے سبب اور نکتہ کا بیان، قاعدہ کی تقریر ایسی کلی ہونی چاہئے کہ جو تمام جزئیات کو شامل ہو جائے اور نکتہ وسبب کے بیان میں یہ واضح کرنا چاہئے کہ قاعدہ کی علت فلاں صیغہ میں فلاں چیز تھی اور دوسرے صیغوں کو اس کا تابع کیا گیا ہے۔ اصل تقریر ہی میں فرق بیان کر دینا انتشار ذہن کا موجب ہوتا ہے، چنانچہ محققین کی عادت بھی یہی ہے کہ: کما نری فی الفصول الاکبریۃ والاصول الاکبریۃ وسائر کتب اولی التحقیق، اور فعل ومصدر کی اصالت وفرعیت کی تحقیق عنقریب اسی باب میں استاذ محترم کے افادات کے مطابق آ رہی ہے۔

---

(۱) قولہ کہا گیا ہے معتل کا تیرہواں قاعدہ پیچھے گزر چکا ہے کہ مصدر کے عین کلمہ میں جو واو کسرہ کے بعد واقع ہو وہ واو یاء سے بدل جاتا ہے بشرطیکہ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو، جیسے قِیَامًا مصدر میں کہ در اصل قِوَامًا تھا، کیونکہ اس کے فعل قَامَ میں تعلیل ہو چکی ہے۔ برخلاف قَاوَمَ مصدر قِوَامًا کے کہ اس میں واؤ کو یاء سے نہیں بدلا، کیونکہ اس کے فعل قَاوَمَ میں تعلیل نہیں ہے، اس موقع پر بعض صرفیین نے فعل میں تعلیل ہونے کی شرط کا نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ تعلیل میں فعل اصل اور مصدر اس کی فرع ہے۔ زیر بحث سوال اسی نکتہ کی بنیاد پر پیدا ہوا ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ تابع ہیں یعنی ان میں محض حکم باب متحد رکھنے کے لئے تعلیل کی گئی ہے۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(۳) شروع کتاب میں یعنی معتل کے پہلے قاعدہ میں۔

SamarHanif.com

افادۃ: اَبٰی یَاْبٰی جو کہ باب فتح سے ہے حالانکہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں، شاذ کہا گیا ہے اور دوسرے کلمات بھی مثلاً: قَلٰی (۱) یَقْلٰی وعَضَّ یَعَضُّ وبَقٰی یَبْقٰی علی بعض اللغات (۲) فَتَحَ سے بغیر شرط مذکور کے آگئے ہیں۔ ان سب کا شذوذ دور کرنے کے لئے استاذ محترم نے قاعدہ اس طرح بیان فرمایا کہ ہر وہ کلمہ صحیح جو باب فَتَحَ یَفْتَحُ سے آئے ضروری ہے کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو قاعدہ میں صحیح کی قید بڑھانے سے ان سب کلمات کا شذوذ ختم ہو گیا، کیونکہ ان میں بعض ناقص اور بعض مضاعف ہیں۔ (۳)

افادۃ: کُلْ، خُذْ اور مُرْ میں جو دراصل اُؤْکُلْ اُؤْخُذْ اور اُؤْمُرْ تھے، دونوں ہمزہ حذف (۴) کرنے کو شاذ کہا گیا ہے استاذ محترم نے ان کا شذوذ اس طرح دور فرمایا کہ ان صیغوں میں قلب مکانی (۵) ہوا ہے کہ فاء کو عین کی جگہ رکھ دیا گیا، چنانچہ اُکْوُلْ، اُخْوُذْ اور اُمْوُرْ ہو گئے پھر یَسَلُ کے قاعدہ سے، ہمزہ کو حذف کیا تو ہمزہ وصل بھی استغناء کی وجہ سے گر (۶) گیا۔

سوال: یَسَلُ کا قاعدہ تو جوازی ہے اور کُلْ وخُذْ میں حذف واجب (۷) ہے۔

جواب: ہم قاعدہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ ہمزہ متحرکہ جو ساکن غیر مدہ زائدہ (۸) وغیر یائے تصغیر (۹) کے بعد واقع ہو اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ حذف کر دیتے ہیں اگر ساکن کے بعد ہمزہ کا وقوع قلب مکانی کی وجہ سے ہو یا افعال قلوب کے کسی فعل میں ہو تو حذف وجوباً ہو گا، ورنہ جوازاً۔ پس حذف ہمزہ کا وجوب افعال رویت میں بھی قاعدہ کے مطابق ہے اور ان تینوں صیغوں میں بھی، اور اسمائے رویت میں حذف (۱۰) نہ ہونا بھی قاعدہ کے مطابق ہے۔

SamarHanif.com

---

(۱) قولہ قَلٰی یَقْلٰی الخ قَلَی اللَّحْمَ اَوِ السَّوِیْقَ قَلْیًا، بھونا، از باب ضرب و عَضَّ بِهٖ وَعَلَیْهِ عَضًّا دانت سے پکڑا، از فتح ونصر وبَقٰی بَقَاءً باقی رہا از سمع۔ ۱۲ المغرب ومختار الصحاح

(۲) قولہ علی بعض اللغات اس طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ افعال باب فتح سے بعض لغات میں ہیں اور انہی لغات کے اعتبار سے اشکال ہوتا ہے، ورنہ یہی افعال اکثر لغات میں دوسرے ابواب سے ہیں جن کی تفصیل ہم پچھلے حاشیہ میں بیان کر چکے ہیں دوسرے ابواب سے ہونے میں کوئی اشکال ہی نہیں ہوتا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ ہیں یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ اس قید سے مذکورہ کلمات کا شذوذ تو واقعی دور ہو گیا لیکن رَکَنَ یَرْکَنَ کا شذوذ پھر بھی باقی ہے کہ یہ صحیح بھی ہے اور باب فتح سے آیا ہے حالانکہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں۔ ۱۲ رف

(۴) شاذ الخ کیونکہ ان تینوں میں اُؤْمِنَ کا قاعدہ پایا جا رہا ہے جس کا تقاضا ہے کہ کوئی ہمزہ حذف نہ کیا جائے بلکہ صرف ہمزہ دوم کو واؤ سے بدل کر اُوْکُلْ، اُوْخُذْ اور اُوْمُرْ کہا جائے۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ قلب مکانی حروف کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر کو قلب مکانی کہا جاتا ہے اس کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں، اسے پہچاننے کے بعض طریقے مصنف خود ان افادات میں بیان فرمائیں گے۔ ۱۲ حاشیہ

(۶) قولہ گر گیا تفصیل یہ ہے کہ ہمزہ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن تھا۔ یَسْئَلُ کے قاعدہ سے ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کیا اُخُذْ ہوا پھر ہمزہ وصل کو استغناء کے باعث حذف کر دیا کیونکہ ہمزہ وصل کی ضرورت صرف اس وقت ہوتی ہے جب ابتداء بالسکون لازم آتی ہو اور یہاں یہ لازم نہیں آتی۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ واجب ہے جیسا کہ مہموز کی پہلی گردان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ غیر مدہ زائدہ خَطِیْئَۃٌ جیسی مثالوں سے احتراز ہے کہ ان میں ہمزہ مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے لہٰذا قاعدہ یَسَلُ کا جاری نہ ہو گا بلکہ خَطِیْئَۃٌ کا قاعدہ جاری ہو گا جو مہموز کے قواعد میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ غیر یاء تصغیر اُفَیْسٌ جیسی مثالوں سے احتراز ہے کہ ان میں ہمزہ یائے تصغیر کے بعد واقع ہے لہٰذا قاعدہ یَسَلُ کا نہیں اُفَیْسٌ کا جاری ہو گا جو خَطِیْئَۃٌ کے قاعدہ کے ساتھ مہموز کے قواعد میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ حذف نہ ہونا، یعنی حذف کا واجب نہ ہونا۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

اور مُرٌّ (۱) میں قلب اور عدم قلب دونوں جائز ہیں لہٰذا قلب کی صورت میں ہمزہ وجوباً حذف ہوگا۔ چنانچہ اُمُورٌ نہیں کہہ سکتے، اور عدم قلب کی صورت میں حذف (۲) نہ ہوگا اور عربی زبان میں قلب مکانی بکثرت واقع ہوتا ہے کبھی تو فاء (۳) کو عین کی جگہ اور عین کو فاء کی جگہ لے جا کر جیسے: اٰدُرٌ (۴) دَارٌ کی جمع اَدْءُرٌ میں جو دراصل اَدْوُرٌ تھی۔ واؤ بقاعدہ (۵) وُجُوْہٌ ہمزہ بنا اور قبل مکانی سے فاء کی جگہ پہنچ کر اٰمَنَ کے قاعدہ سے الف بنا پس اٰدُرٌ بروز اَعْفُلٌ ہوگیا۔ اور کبھی عین (۶) کو لام کی جگہ لے جا کر جیسے: قَوْسٌ کی جمع قُوُوْسٌ سے قِسِیٌّ کہ سین واؤ (۷) کی جگہ اور واؤ سین کی جگہ چلا گیا۔ قُسُوٌّ ہوا پھر قاعدہ سے دِلِیٌّ کے مثل ہوگیا۔ اور کبھی لام کو فاء کی جگہ فاء کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ لے جا کر، جیسے: اَشْیَاءُ کہ دراصل شَیْئَاءُ تھا جو شَیْءٌ کا اسم جمع ہے جیسے کہ: (۸) نُعَمَاءُ نِعْمَةٌ کا اسم جمع ہے (۹) اور اَشْیَاءُ بروزن اَفْعَالٌ (۱۰) نہیں ہوسکتا کیونکہ اَشْیَاءُ غیر منصرف ہے اور اَفْعَالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں اس میں منع صرف کا کوئی سبب نہیں پایا (۱۱) جاتا۔ لہٰذا اس کی اصل بروزن (۱۲)

---

(۱) قولہ اور مُرٌّ میں الخ اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ مُرٌّ میں آپ کہہ چکے ہیں کہ قلب مکانی ہوا ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس میں ہمزہ وجوباً حذف ہو حالانکہ اس میں حذف ہمزہ واجب نہیں جائز ہے چنانچہ مُرٌّ اور اُؤْمُرٌ دونوں جائز ہیں۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ حذف نہ ہوگا یعنی حذف جائز نہ ہوگا کیونکہ عدم قلب کی صورت میں اس کی اصل اُؤْمُرْ ہوگی جس سے قاعدہ یَسْئَلُ کا کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اُؤْمُرْ میں اُوْمِنَ کا قاعدہ پایا جائے گا، لہٰذا ہمزہ ساکنہ کو وجوباً واؤ سے بدل دیا جائے گا۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ کبھی تو الخ یہاں سے قلب مکانی کے طریقے بیان کرتے ہیں مصنف یہاں کل تین طریقے ذکر فرما رہے ہیں۔ ایک یہ کہ فاء عین کی جگہ اور عین فاء کی جگہ چلی جائے۔ جیسے عَفْلٌ۔ دوسرے یہ کہ عین لام کی جگہ اور لام عین کی جگہ، جیسے فَلَعٌ۔ تیسرے یہ کہ لام فاء کی جگہ اور فاء عین کی جگہ اور عین لام کی جگہ جیسے لَفَعٌ۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ اٰدُرٌ الخ یعنی دَارٌ کی جمع دراصل اَدْوُرٌ بروزن اَفْعُلٌ تھی وجوہ کے قاعدہ سے واؤ کو ہمزہ سے بدلا اَدْءُرٌ ہوا، پھر ہمزہ کو قبل مکانی سے دال کی جگہ اور دال کو ہمزہ کی جگہ لائے اَءْدُرٌ ہوا۔ پھر ہمزہ کو اٰمَنَ کے قاعدہ سے الف سے بدلا اٰدُرٌ ہوا۔ ۱۲ رف (۵) قولہ بقاعدہ وُجُوْہٌ یعنی معتل کے پانچویں قاعدہ سے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ عین کو الخ یعنی کو لام کی جگہ اور لام کو عین کی جگہ لے جا کر۔ ۱۲ رف (۷) قولہ واؤ کی جگہ یعنی واؤ اول کی جگہ۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ جیسے کہ الخ وہم ہوسکتا تھا کہ فَعْلَاءُ کا وزن تو واحد مونث کی صفت کے لئے آتا ہے جیسے کہ حَمْرَاءُ سَوْدَاءُ وغیرہ اور کوئی جمع اس وزن پر نہیں آتی لہٰذا شَیْءٌ کی جمع شَیْئَاءُ کہنا صحیح نہیں اس وہم کو نَعْمَاءُ کی نظیر سے دور کرتے ہیں کہ یہ وزن صرف صفت کے لئے خاص نہیں بلکہ جمع کے لیے بھی آتا ہے۔ جس کی مثال نَعْمَاءُ موجود ہے لہٰذا شَیْءٌ کی جمع شَیْئَاءُ کہنا غلط نہیں۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ اسم جمع۔ سوال: اسم جمع تو وہ اسم ہوتا ہے جو متعدد پر دلالت کرے اور اس کے مادہ سے کوئی دوسرا لفظ واحد کے لئے نہ ہو۔ جیسے قَوْمٌ رَھْطٌ وغیرہ۔ اور نَعْمَاءُ و اَشْیَاءُ کے مادہ سے ان کا واحد شَیْءٌ اور نِعْمَةٌ موجود ہے۔ پھر مصنف نے اسے اسم جمع کیوں کہا، صرف جمع کہتے؟ جواب: اسم جمع سے اصطلاحی اسم جمع مراد نہیں بلکہ جمع ہی مراد ہے اور لفظ اسم صرف یہ اشارہ کرنے کے لئے زائد کیا ہے کہ فَعْلَاءُ صرف صفت کے لئے خاص نہیں بلکہ اسم ذات میں بھی آتا ہے جیسا کہ ان مثالوں میں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہاں لفظ اسم بمقابلہ صفت کے استعمال ہوا ہے جیسا کہ پہلے بھی کئی بار گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ نہیں ہوسکتا، سکّا کی رحمہ اللہ پر رد ہے جس کا مذہب تھا کہ اَشْیَاءُ میں قلب واقع نہیں ہوا بلکہ یہ اپنی اصل پر ہے اور اس کا وزن اَفْعَالٌ ہے محض اس توہم پر کہ یہ بروزن فَعْلَاءُ ہوگا، غیر منصرف استعمال ہونے لگا۔ ۱۲ حاشیہ

(۱۱) قولہ نہیں پایا جاتا کیونکہ اَفْعَالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں اس کا ہمزہ تانیث کے لئے نہیں ہوگا بلکہ اصلی یعنی لام کلمہ ہوگا اور منع صرف کا سبب وہ ہمزہ زائد ہے جو تانیث کے لئے ہو، ہمزہ اصلیہ نہ علامت تانیث ہے اور نہ سبب منع صرف۔ ۱۲ رف

(۱۲) قولہ بروزن فَعْلَاءُ یعنی اَشْیَاءُ دراصل شَیْئَاءُ تھا پہلا ہمزہ اصلی اور دوسرا ہمزہ زائد تانیث کے لئے ہے تو پہلے ہمزہ یعنی لام کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ اور فاء کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ رکھ دیا گیا، اَشْیَاءُ ہوا۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

فَعْلَاءُ قرار دی گئی ہے کہ ہمزہ ممدودہ سبب منع صرف ہے جو قائم مقام دو سبب کے ہے اور قلب کے بعد اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ ہو گیا ہے۔

(صرفیین نے) لکھا ہے [۱] کہ قلب اس کلمہ کے مادہ کے دوسرے مشتقات سے پہچانا جاتا ہے جیسے: اُدْرٌ کہ اس کے واحد دَارٌ جمع دُوْرٌ اور تصغیر دُوَیْرَۃٌ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُدْرٌ میں عین فاء کی جگہ چلی گئی ہے اسی طرح قِسِیٌّ میں لفظ قَوْسٌ وتَقَوُّسٌ [۲] سے پتہ چل جاتا ہے کہ قِسِیٌّ کی اصل قُوُوْسٌ ہے اسی طرح قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب نہ مانا جائے تو منع صرف بغیر سبب کے لازم آجائے، جیسے: اَشْیَاءُ میں ہے۔

استاذ محترم فرماتے تھے کہ اسی طرح قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شذوذ لازم آجائے، جیسے: کُلْ، خُذْ اور مُرْ میں۔ جس طرح [۳] بے سبب کے غیر منصرف ہونا خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہے اسی طرح تحقق علت کے بغیر تخفیف ہمزہ یا اعلال بھی خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہو سکتا ہے۔

افادۃ: لَمْ یَکُنْ اور اِنْ یَّکُنْ میں کبھی نون حذف کر کے لَمْ یَکُ اور اِنْ یَّکُ کہہ دیتے ہیں، اس حذف کو خلاف قیاس کہا گیا ہے۔ جناب استاذی غفر اللہ لہ نے اس کے لئے قاعدہ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ ہر وہ نون جو فعل ناقص کے آخر میں ہو دخول جوازم کے وقت حذف کرنا جائز ہے، اگرچہ قاعدہ صرف اسی ایک فرد میں منحصر ہے [۴] لیکن کلیت کے لئے فرد واحد میں انحصار مضر نہیں، بلکہ حکم میں بعض جزئیات کا تخلف [۵] مضر ہے، اس کی نظیر وہ قاعدہ ہے جو بعض محققین نے لفظ یَا اَللّٰہُ [۶] میں حرف نداء کے باوجود اثبات ہمزہ کے لئے بیان کیا ہے یعنی یہ کہ ہر وہ الف ولام جو اسمائے الٰہی میں سے کسی اسم میں ہمزہ محذوفہ [۷] کا قائم مقام ہو گیا ہو دخول نداء کے وقت اس کا ہمزہ قطعی ہو کر باقی رہتا ہے یہ کلیہ بھی صرف لفظ اللّٰہ میں منحصر [۸] ہے۔

---

(۱) قولہ لکھا ہے...... یہاں سے قلب مکانی کی علامات ذکر فرماتے ہیں۔ اول یہ کہ جس کلمہ میں تغیر ہوا ہے اس کے مادہ کے دوسرے صیغوں میں حروف کی ترتیب اس کلمہ کے حروف کی ترتیب سے مختلف ہو۔ دوم یہ کہ اگر قلب نہ مانیں تو اسم کا بغیر سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آجائے۔ سوم یہ کہ تخفیف ہمزہ یا اعلال خلاف قاعدہ لازم آئے۔ جیسے خُذْ کُلْ اور مُرْ میں۔

(۲) قولہ تَقَوُّسٌ باب تَفَعُّلٌ کا مصدر ہے کمان کی طرح جھکنا کمان اٹھانا۔ ۱۲ منجد

(۳) قولہ جس طرح الخ یہ تیسری علامت کی دلیل ہے۔ ۱۲ رف

(۴) کیونکہ افعال ناقصہ میں سوائے اس فعل کے کسی کے آخر میں نون نہیں ہے۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ تخلف...... علت کے باوجود حکم نہ پائے جانے کو تخلف کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کلیہ قاعدہ کے لئے صرف یہ بات مضر ہے کہ قاعدہ میں تعلیل کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ علت کسی کلمہ میں پائی جائے مگر تعلیل نہ ہو، اور یہ بات ہمارے بیان کردہ قاعدہ میں موجود نہیں۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ یَا اَللّٰہُ، لفظ اللّٰہ میں لام تعریف کا ہمزہ ہمزۃ الوصل ہوتا ہے جو حرف نداء داخل ہونے کے وقت گر جانا چاہئے جیسے یَا ابْنَ اَخِیْ میں کہ اِبْنٌ کا ہمزہ بھی ہمزۃ الوصل ہے چنانچہ حرف نداء داخل ہونے کے وقت وہ تلفظ سے ساقط ہو جاتا ہے مگر لفظ اللّٰہ کا ہمزہ حرف نداء داخل ہونے کے وقت ساقط نہیں ہوتا، لہٰذا بعض محققین نے اس کا ایک مستقل قاعدہ بیان کیا ہے جو آگے آتا ہے۔

(۷) قولہ محذوفہ...... مذہب مشہور کی طرف اشارہ ہے کہ لفظ اللّٰہ دراصل اِلٰہٌ تھا ہمزہ حذف کر کے الف لام کو اس کا قائم مقام بنا دیا اور لام کا لام میں ادغام کر دیا۔ لفظ اللّٰہ کی اصل میں دو مذہب اور ہیں جو اصل کتاب کے فارسی حاشیہ میں اسی مقام پر مذکور ہیں۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ منحصر ہے کیونکہ صرف لفظ اللّٰہ میں ہی الف ولام کو ہمزہ محذوفہ کا قائم مقام بنایا گیا ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

افادۃ: ہمزہ سے بدلی (۱) ہوئی یاء جب فائے افتعال ہو تو وہ تاء سے نہیں (۲) بدلی جاتی، جیسے: اِیۡتَکَلَ (۳) واِیۡتَمَرَ مگر اِتَّخَذَ میں یاء تاء سے بدلی (۴) گئی ہے، لہٰذا اسے شاذ کہا گیا ہے۔ جناب استاذنا المرحوم اس کا شذوذ دفع کرنے کے لئے فرماتے تھے کہ اِتَّخَذَ میں تاء اصلی ہے۔ اس کا مجرد تَخِذَ یَتْخَذُ ہے اَخَذَ یَاخُذُ نہیں اور تَخِذَ کا بمعنی اَخَذَ ہونا بیضاوی سے معلوم (۵) ہوتا ہے پس اِتَّخَذَ مثل اِتَّبَعَ ہے جو تَبِعَ سے ماخوذ ہے اور اس کی تاء اصلی ہے۔

افادۃ: بصریین وکوفیین کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ فعل اصل ہے یا مصدر؟ پہلا قول کوفیین کا ہے اور دوسرا بصریین کا۔ اور اصل اختلاف اس میں ہے کہ آیا فعل ماضی کو مادہ واصل قرار دیکر مشتق منہ کہا جائے اور مصدر کو فرع اور اس سے مشتق یا (۶) بالعکس؟ پس بصریین امر معنوی سے استدلال کرتے ہیں کہ معنی مصدری تمام افعال واسمائے مشتقہ کے معانی کا مادہ اور اصل (۷) ہے۔ لہٰذا لفظ مصدر بھی تمام مشتقات کا مادہ اور اصل ہوگا۔ اور کوفیین امور لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں، مثلاً یہ کہ اکثر مصدر اعلال میں فعل کا تابع (۸) ہوتا ہے اور اعلال امور لفظیہ میں سے ہے لہٰذا مصدر کو لفظ میں فعل کا تابع اور اس سے مشتق کہنا چاہئے۔

جناب استاذنا المرحوم مذہب کوفیین کو ترجیح دیتے تھے اور فی الواقع دلائل قویہ مذہب کوفیین کے رجحان پر قائم (۹) ہیں۔

SamarHanif.com

(۱) قولہ بدلی ہوئی یعنی وہ یاء جو اصل میں ہمزہ تھی۔ ۱۲رف

(۲) قولہ نہیں بدلی جاتی معتل کے چوتھے قاعدہ میں گزر چکا ہے کہ وہ اصلی واؤ اور یاء جو فاء افتعال ہو تاء سے بدل کرتائے افتعال میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے اِتَّسَرَ واِتَّقَدَ اس قاعدہ میں اصلی کی قید اسی لئے لگائی گئی ہے کہ کسی اور حرف سے بدلی ہوئی یاء اور واؤ میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا۔ جیسے اِیۡتَکَلَ واِیۡتَمَرَ میں کہ ان کی یاء بھی اصلی نہیں بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

(۳) قولہ اِیۡتَکَلَ الخ اَلۡاِیۡتِکَالُ۔ بعض حصہ کا بعض کو کھا جانا، اور اَلۡاِیۡتِمَارُ فرمانبرداری کرنا۔ ۱۲ منجد

(۴) بدلی گئی ہے...... حالانکہ مشہور یہ ہے کہ اس کا مادہ اَخَذَ ہے لہٰذا افتعال کی ماضی میں جب ہمزہ کو یاء سے بقاعدہ اِیۡمَانٌ بدلا تو اب اس یاء کو تاء سے نہیں بدلنا چاہئے کیونکہ یاء، ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے۔ ۱۲رف

(۵) قولہ معلوم ہوتا ہے وهكذا يعلم من مختار الصحاح و المنجد۔ ۱۲رف

(۶) یا بالعکس یعنی مصدر کو مشتق منہ قرار دیں اور فعل ماضی کو مشتق۔ خلاصہ یہ کہ اصل اختلاف مطلق اصالت وفرعیت میں نہیں بلکہ اختلاف صرف اصالت و فرعیت من حیث الاشتقاق میں ہے کہ مشتق منہ فعل ہے یا مصدر؟ ۱۲رف

(۷) قولہ اصل ہے، کیونکہ معنی مصدری تمام افعال واسمائے مشتقہ میں ضرور پائے جاتے ہیں بخلاف معنی فعل کے کہ وہ بتمامہ مصدر اور اسمائے مشتقہ میں نہیں پائے جاتے ہیں کیونکہ معنی فعل کا ایک جزو زمانہ بھی ہے جو مصدر واسمائے مشتقہ میں نہیں پایا جاتا۔ ۱۲رف

(۸) قولہ تابع جیسے قَامَ قِیَامًا اور قَاوَمَ قِوَامًا میں۔ ۱۲رف

(۹) قولہ قائم ہیں...... چنانچہ مذہب کوفیین کے تین دلائل آگے آرہے ہیں جن میں سے پہلی دلیل اور اس کے متعلقات تقریباً تین صفحات میں آئیں گے اس کے بعد دوسری دلیل مصنف کے ارشاد ”دوسرے یہ کہ“ سے شروع ہوگی، اس کے بعد جو تیسری دلیل مصنف نے ”تیسرے یہ کہ الخ“ کہہ کر دی ہے وہ درحقیقت دلیل نہیں بلکہ دلیل بصریین کا جواب ہے۔

SamarHanif.com

اول [1] یہ کہ بحث [2] اشتقاق میں ہے۔

اور اشتقاق [3] امور لفظیہ میں سے ہے اگرچہ تعلق معنی سے بھی رکھتا ہے لہٰذا فعل ماضی و مصدر کے لفظ میں غور کرنا چاہئے کہ آیا [4] لفظ فعل ماضی مادہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے یا لفظ مصدر؟ اور تامل سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مادہ [5] ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے لفظ مصدر میں نہیں۔ اس لئے [6] کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ ولا عکس [7]۔

نیز مصادر [8] ثلاثی کے صرف سات وزن: قَتْلٌ [9]، فِسْقٌ، شُکْرٌ، طَلَبٌ، خَنِقٌ، صِغَرٌ، هُدًی اور تَفَاعُلٌ، تَفَعُّلٌ

---

(۱) اول یہ کہ الخ یہاں سے دلیل اول اور اس کے متعلقات کا بیان شروع ہوا ہے۔ چونکہ یہ دلیل طویل الذیل ہے اس لئے ہم اس کا تجزیہ کئے دیتے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ اس دلیل میں بنیادی مقدمے دو ہیں۔ پہلا مقدمہ تو دو سطروں کے بعد مصنف کا یہ ارشاد ہے کہ ''فعل ماضی و مصدر میں غور کرنا چاہئے کہ آیا لفظ فعل ماضی مادہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے یا لفظ مصدر؟'' اس مقدمہ کا حاصل یہ ہے کہ جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونے کی لیاقت ہے وہی اشتقاق میں اصل ہے اور یہی مقدمہ اصل دلیل کا کبریٰ ہے، اس سے قبل جو کچھ فرمایا وہ درحقیقت اسی کبریٰ کی دلیل اور تمہید ہے۔ اور دوسرا مقدمہ مصنف کا یہ ارشاد ہے کہ ''مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے'' اور یہ اصل دلیل کا صغریٰ ہے، پھر اس صغریٰ کو تین دلیلوں سے ثابت کیا ہے جو درحقیقت تین دلیلیں نہیں بلکہ ایک ہی دلیل کی تین مختلف تعبیرات ہیں۔ اب دلیل اول کا خلاصہ یہ ہوا کہ مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے۔ اور جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونے کی لیاقت ہو وہی اشتقاق میں اصل ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ فعل اشتقاق میں اصل ہے۔ وھو المطلوب۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ بحث الخ یعنی بحث یہاں مطلق اصالت و فرعیت میں نہیں کیونکہ کوفیین بھی فعل کو من کل الوجوہ اصل قرار نہیں دیتے بلکہ معنی کے اعتبار سے تو وہ بھی بصریین کی طرح مصدر ہی کو اصل کہتے ہیں البتہ اختلاف صرف اشتقاق کے اعتبار سے اصالت و فرعیت میں ہے کہ بصریین اشتقاق میں مصدر کو اصل کہتے ہیں اور کوفیین فعل کو۔

(۳) قولہ اور اشتقاق الخ اور جو چیز امور لفظیہ میں سے ہو اس کے اعتبار سے کسی کلمہ کی اصالت و فرعیت کا فیصلہ لفظ ہی کی بنیاد پر ہونا چاہئے نہ کہ معنی کی بنیاد پر۔ تو جب اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے تو اشتقاق کے اعتبار سے اصالت و فرعیت کا فیصلہ اس بنیاد پر نہیں ہونا چاہئے کہ چونکہ مصدر معنی کے اعتبار سے اصل ہے اس لئے اشتقاق کے اعتبار سے بھی وہی اصل ہوگا، جیسا کہ بصریین نے اپنی دلیل میں بیان کیا، بلکہ فیصلہ اس بنیاد پر ہونا چاہئے کہ مصدر اور فعل میں سے جو لفظ کے اعتبار سے اصل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اسی کو اشتقاق کے اعتبار سے اصل قرار دیا جائے۔ اس بیان سے اصل دلیل کا کبریٰ بھی جو آگے رہا ہے مدلل ہو گیا اور بصریین کی اس دلیل کا جواب بھی ہو گیا جو متن میں اوپر گزر چکی ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ یہ اصل دلیل کا کبریٰ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونے کی لیاقت ہو وہی اشتقاق میں اصل ہے اور ماقبل میں جو کچھ ''اول یہ کہ الخ'' سے فرمایا وہ اسی کبریٰ کی دلیل اور تمہید تھی۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ مادہ ہونے کی الخ یہ اصل دلیل کا صغریٰ ہے اور یہاں اصل دلیل مکمل ہو گئی ہے، لیکن چونکہ یہ صغریٰ خود ایک دعویٰ ہے اس لئے آگے اس کی دلیل اپنے ارشاد ''اسلئے کہ الخ'' سے بیان کریں گے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ اس لئے کہ الخ یہاں سے اصل دلیل کے صغریٰ یعنی اس دعویٰ کی دلیل شروع ہوئی ہے کہ ''مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے لفظ مصدر میں نہیں اور یہ دلیل بھی صغریٰ و کبریٰ پر مشتمل ہے چنانچہ یہ ارشاد کہ ''وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی پائے جاتے ہیں'' صغریٰ ہے اور آگے ''نیز مصادر ثلاثی الخ'' اسی صغریٰ کی تفصیل و توضیح ہے اور اس کے بعد ''ظاہر ہے کہ الخ'' کبریٰ ہے اور آگے ''نیز مزید علیہ اصالت الخ'' اس کبریٰ کی تفصیل و توضیح ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ ولا عکس یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو حروف بھی مصدر میں پائے جاتے ہوں وہ سب کے سب ہمیشہ فعل میں بھی ضرور پائے جاتے ہوں۔ چنانچہ هِدَایَةٌ مصدر میں حروف اصلیہ کے علاوہ الف اور تاء بھی موجود ہیں مگر اس کے فعل ماضی هَدٰی میں الف و تاء موجود نہیں۔ اور ایسی مثالیں بکثرت ہیں جیسا کہ آگے خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ نیز مصادر ثلاثی الخ سے بیان کرتے ہیں۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ نیز مصادر ثلاثی الخ اصل دلیل کے صغری پر دلیل قائم کرنے کے لئے جو صغریٰ اوپر ذکر کیا ہے اس کی تفصیل اور توضیح ہے کوئی مستقل دلیل نہیں۔

(۹) قولہ قَتْلٌ الخ پہلے پانچ مصادر باب نصر سے ہیں، چھٹا باب کرم سے اور ساتواں باب ضرب سے ہے۔ فِسْقٌ نافرمانی کرنا، خَنِقٌ گلا گھونٹ کر مارنا، ۱۲ مختار الصحاح والمنجد۔ ۱۲

SamarHanif.com

اور تَفَعُّلٌ کے علاوہ [1] تمام اوزان میں مصدر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زائد ہیں۔ اور ظاہر [2] ہے کہ مادہ ہونے کی لیاقت وہی رکھتا ہے جو تمام فروع میں پایا جائے نہ کہ جو نہیں [3] پایا جاتا۔ نیز [4] مزید علیہ [5] اصالت و مادیت کے لئے احق والیق ہے نہ کہ مزید۔ [6]

اور فعل [7] ماضی کے تمام حروف کا مصدر میں پایا جانا بالکل ظاہر ہے اِخْشَوْشَنَ کا واؤ اور اِدْهَامَّ کا لام جو اِخْشِيْشَانٌ [8] و اِدْهِيْمَامٌ میں نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مصدر میں واؤ اور الف کسرہ ماقبل کے باعث قاعدہ [9] کے مطابق یاء سے بدل گئے ہیں، پس فی الاصل واؤ اور الف مصدر میں موجود ہیں۔

اور اگر مادہ [10] مصدر ہوتا تو ماضی اِخْشَيْشَنَ اور اِدْهَيْمَمَ آتی۔ اور اسی طرح تمام افعال [11] واسمائے مشتقہ میں ہوتا، کیونکہ [12] یاء کو اِخْشَوْشَنَ میں واؤ سے اور اِدْهَامَّ میں الف سے بدلنے کا نہ کوئی قاعدہ پایا جاتا ہے نہ کوئی سبب۔

---

(۱) قولہ علاوہ الخ یعنی مذکورہ سات اوزان ثلاثی مجرد اور تین ابواب مزید میں تو ماضی اور مصدر کے حروف برابر ہیں مگر باقی تمام اوزان وابواب میں مصدر کے حروف زائد ہیں جس سے معلوم ہوا کہ لفظ فعل تو لفظ مصدر میں ہمیشہ پایا جاتا ہے مگر لفظ مصدر لفظ فعل میں ہمیشہ نہیں پایا جاتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی

(۲) قولہ اور ظاہر ہے الخ اصل دلیل کے صغریٰ پر جو دلیل قائم کر رہے ہیں یہ اس کا کبریٰ ہے اور یہاں یہ دلیل مکمل ہوگئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ "لفظ فعل لفظ مصدر میں ہمیشہ پایا جات ہے اور جو لفظ تمام فروع میں ہمیشہ پایا جائے اسی میں مادہ ہونے کی لیاقت ہے لہٰذا لفظ فعل ہی میں مادہ ہونے کی لیاقت ہے۔ وهو المطلوب وهو الصغرىٰ لاصل الدليل۔ ۱۲رف

(۳) قولہ جو نہیں پایا جاتا، یعنی لفظ مصدر کہ اس کے تمام حروف فعل ماضی میں ہمیشہ نہیں پائے جاتے ہیں بلکہ کبھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ قَتْــلٌ وغیرہ میں اور کبھی نہیں پائے جاتے جیسا کہ لفظ هِدَايَةٌ وغیرہ میں۔ ۱۲رف

(۴) قولہ نیز مزید علیہ الخ پچھلے جملہ "اور ظاہر ہے کہ الخ" کی تاکید اور تعبیر جدید ہے کوئی مستقل دلیل نہیں۔ ۱۲رف

(۵) قولہ مزید علیہ یعنی فعل ماضی۔ ۱۲رف

(۶) قولہ مزید یعنی مصدر، کیونکہ مصدر ہی میں زائد حروف ہوتے ہیں، فعل ماضی میں کبھی بھی مصدر سے زائد حروف نہیں ہوتے، جیسا کہ اوپر گزر چکا۔ ۱۲رف

(۷) قولہ اور فعل ماضی الخ اوپر کہا تھا کہ "وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں" یہ اسی کا تکرار ہے تاکہ اس پر آنے والے اعتراض کو وارد کرسکیں۔ ۱۲رف

(۸) قولہ اِخْشِيْشَانٌ الخ سوال مقدر کا جواب ہے جو مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد "فعل ماضی کے تمام حروف کا مصدر میں پایا جانا بالکل ظاہر ہے" پر وارد ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے اِخْشَوْشَنَ میں واو ہے لیکن اس کے مصدر اِخْشِيْشَانٌ میں یہ واو موجود نہیں، اسی طرح اِدْهَامَّ میں الف ہے اور اسی کے مصدر اِدْهِيْمَامٌ میں یہ الف موجود نہیں۔ ۱۲رف

(۹) قولہ قاعدہ یعنی قاعدہ نمبر ۳ (مِيْعَادٌ و مَحَارِيْبُ کا قاعدہ) ۱۲رف

(۱۰) قولہ اگر مادہ الخ اعتراض مقدر جس کی تقریر ہم اوپر کر چکے ہیں اس کے تحقیقی جواب سے فارغ ہو کر اب بصریین کو الزامی جواب دیتے ہیں، کہ اِخْشَوْشَنَ اور اِدْهَامَّ کے لفظ سے تو اے بصریین الناتم پر اعتراض ہوتا ہے کہ اگر مادہ مصدر ہوتا تو مادہ ہونے کا تقاضا تھا کہ اس کے تمام حروف فعل ماضی میں پائے جاتے جن میں یاء بھی داخل ہے، چنانچہ ان کی ماضی اِخْشَيْشَنَ اور اِدْهَيْمَمَ ہوتی مگر ایسا نہیں بلکہ یاء کی بجائے واو اور الف ہے معلوم ہوا کہ مصدر مادہ نہیں۔ ۱۲رف

(۱۱) قولہ افعال الخ یعنی فعل مضارع مثلاً يَخْشَيْشِنُ يَدْهَيْمِمُ ہوتا، اور اسم فاعل مثلاً مُخْشَيْشِنٌ مُدْهَيْمِمٌ ہوتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفر اللہ لہ۔

(۱۲) قولہ کیونکہ الخ ممکن تھا کہ بصریین مذکورہ الزامی اعتراض کا جواب دیتے کہ جو یاء اِخْشِيْشَانٌ و اِدْهِيْمَامٌ میں ہے وہ اِخْشَوْشَنَ میں واو سے اور اِدْهَامَّ میں الف سے بدل گئی ہے۔ پس فی الاصل یاء فعل ماضی میں موجود ہے۔ بصریین کے اس جواب کو رد کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ کیونکہ یاء کو اِخْشَوْشَنَ الخ برخلاف ہمارے تحقیقی جواب کے کہ وہاں واو اور الف کو یاء سے بدلنے کا قاعدہ موجود ہے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

اور تفعیل (۱) کے مصدر میں جو ماضی کا حرف مکرر نہیں ہوتا محققین فرماتے ہیں کہ یائے تفعیل کی اصل وہی حرف مکرر ہے، مثلاً: تَحْمِيْدٌ دراصل تَحْمِمْدٌ تھا، دوسرے میم کو یاء سے بدل دیا گیا ہے اور مضاعف میں اکثر حرف دوم کو دفع ثقل کے لئے حرف علت سے بدل دیتے ہیں، چنانچہ دَسَّاهَا (۲) میں جس کی اصل دَسَّسَهَا ہے آخری سین کو الف سے بدلا گیا ہے۔

سوال: تمہارا یہ جواب تفعیل کے مصادر: تَبْصِرَةٌ وتَسْمِيَةٌ وسَلَامٌ و كَلَامٌ اور مُفَاعَلَةٌ کے مصدر قِتَالٌ وقِيْتَالٌ سے منتقض (۳) ہو جاتا ہے، کیونکہ ان مصادر میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں۔

جواب: گفتگو اصل مصادر میں ہے جو باب میں کلیۃً (۴) ہوتے ہیں قلیل الوجود مصادر قابل لحاظ نہیں، پھر سَلَامٌ و كَلَامٌ کو تو اسم مصدر کہا گیا ہے (۵) اور وزن تَفْعِلَةٌ کی اصل تفعیل قرار دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ مثلاً: تَسْمِيَةٌ دراصل تَسْمِيْوٌ تھا یاء حذف کر کے آخر میں تاء عوض کی لے آئے (۶) اور واو رابعیت (۷) کے باعث یاء سے بدل گئی (۸) اور قِيْتَالٌ میں کسرہ ماقبل کے باعث وہ الف جو ماضی میں تھا یاء سے بدل گیا، اور قِتَالٌ اسی کا مخفف ہے۔ پس جملہ مصادر میں ماضی کے تمام حروف ولو تقدیراً، موجود ہیں۔

دوسرے (۹) یہ کہ فعل بغیر مصدر کے پایا جاتا ہے، جیسے: لَيْسَ وعَسٰى (۱۰)، پس اگر مصدر اصل ہے تو وجود فرع بغیر اصل کے لازم آتا ہے اور مصدر بغیر فعل کے نہیں (۱۱) آتا، اور بعض مصادر (۱۲) کو جو عقیمہ (۱۳) کہہ دیا گیا ہے، مثلاً: مَتْنٌ (۱۴) وتَقْسِيْمٌ

---

(۱) قولہ اور تفعیل الخ ایک اور سوال مقدر کا جواب ہے جو بصریین کی جانب سے کوفیین پر وارد ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کوفیین تو کہتے ہیں کہ فعل ماضی کے تمام حروف مصدر میں ضرور پائے جاتے ہیں حالانکہ باب تفعیل کے فعل ماضی میں جو عین مکرر ہوتی ہے وہ مصدر میں مکرر نہیں پائی جاتی بلکہ صرف ایک عین پائی جاتی ہے؟ جواب متن میں واضح ہے۔ ۱۲رف

(۲) قولہ دَسَّاهَا مصدر الخ تدسيس وهو الاخفا كذا فی مختار الصحاح، و فی التنزيل العزيز: وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔ ۱۲رف

(۳) قولہ منتقض الخ یعنی تَفْعِيْلٌ کے بارے میں اعتراض کا جو جواب آپ نے دیا ہے وہ باب تفعیل کے ان مصادر میں تو چل جائے گا جو تَفْعِيْلٌ کے وزن پر ہیں، لیکن باب تَفْعِيْلٌ کے جو مصادر تَفْعِلَةٌ اور فَعَالٌ کے وزن پر ہیں ان میں یہ جواب نہیں چل سکتا کیونکہ ان دونوں میں تو عین کے بعد یاء موجود ہی نہیں جسے آپ کہہ سکیں کہ یہ عین مکرر سے بدلی ہوئی ہے لہذا اعتراض تَفْعِلَةٌ و فَعَالٌ کے وزن پر اور مفاعلۃ کے مصادر قِتَالٌ و قِيْتَالٌ پر علی حالہ باقی ہے۔ کیونکہ ان اوزان میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں۔ ۱۲رف

(۴) قولہ کلیۃً یعنی ہمیشہ یا اکثر۔ ۱۲رف

(۵) قولہ کہا گیا ہے لہذا سَلَامٌ و كَلَامٌ کا تو اعتراض ہی نہیں پڑتا، کیونکہ اصالت وفرعیت کی بحث فعل اور مصدر کے درمیان دائر ہے، فعل اور اسم مصدر کے درمیان نہیں۔ ۱۲رف

(۶) قولہ لے آئے، چنانچہ تَسْمِوَةٌ ہوا۔ ۱۲رف (۷) قولہ رابعیت الخ قاعدہ ۲۰ کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲رف (۸) قولہ بدل گئی چنانچہ تَسْمِيَةٌ رہ گیا۔ ۱۲رف

(۹) قولہ دوسرے یہ الخ کوفیین کی جانب سے اصل دعوے پر پہلی دلیل اور اس کے متعلقات سے فارغ ہو کر اصل دعوے پر دوسری دلیل ذکر کرتے ہیں۔ ۱۲رف

(۱۰) قولہ وعسیٰ کہ ان کے مصادر نہیں آتے۔ (۱۱) قولہ نہیں آتا، معلوم ہوا کہ فعل اصل ہے۔رف۔

(۱۲) بعض مصادر کو الخ اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ تھا کہ بعض مصادر تو عقیمہ ہیں یعنی ان سے فعل نہیں آتا تو معلوم ہوا کہ جس طرح بعض فعل بغیر مصدر کے ہوتے ہیں اسی طرح بعض مصدر بھی بغیر فعل کے ہوتے ہیں۔ ۱۲رف

(۱۳) قولہ عقیمہ لغت میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کے بچہ نہیں ہوتا، یعنی بانجھ اور اصطلاح میں اس مصدر کو کہتے ہیں جس سے کوئی فعل نہ آتا ہو۔ ۱۲حاشیہ

(۱۴) قولہ متن، مَتُنَ الشَّيْءُ مَتَانًا صَلُبَ بابه كرم فهو مَتِيْنٌ ۱۲ من مختار الصحاح مع الايضاح۔

SamarHanif.com

کہ ان دونوں سے سوائے فاعل کے کوئی صیغہ نہیں آتا تو ان کا ایسا (۱) ہونا مسلم نہیں ہے چنانچہ قاموس (۲) سے واضح ہو جاتا ہے۔

تیسرے (۳) یہ کہ بصریین معانی افعال و مشتقات کے لئے معنیٰ مصدری کے مادہ ہونے کو دلیل (۴) اس پر بناتے ہیں کہ لفظ فعل لفظ مصدر سے مشتق ہے۔ اشتقاق لفظی کی حقیقت میں غور کیا جائے تو یہ بات (۵) باطل محض ہو کر رہ جاتی ہے اشتقاقِ لفظی کی حقیقت یہ ہے کہ دو لفظوں میں لفظاً و معنیً مناسبت ہو اور جہاں ایک لفظ سے دوسرے لفظ کو ماخوذ فرض کرنا آسان ہوتا ہے لفظ دوم کو لفظ اول سے ماخوذ اور مشتق قرار دے (۶) دیتے ہیں۔ برتنوں اور زیورات کو سونا چاندی سے ڈھالنے کی صورت یہاں نہیں کہ سونا چاندی کا مادہ پہلے علیحدہ موجود (۷) ہوتا ہے اس میں تصرف کر کے برتن یا زیور بناتے ہیں بلکہ مشتق و مشتق منہ کا تحقق باعتبار وضع و استعمال کے زمان واحد میں ہوتا (۸) ہے۔ پس دلیل میں فعل کے مصدر سے اشتقاق کو صَوْغُ (۹) اٰلَاْوَانِیْ وَالْحُلِیِّ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

---

(۱) قولہ ایسا ہونا یعنی عقیم ہونا۔ ۱۲رف

(۲) قولہ قاموس، چنانچہ قاموس میں ہے: قَسَمَہٗ یُقَسِّمُہٗ جَزَّأَہٗ آہ (حاشیہ) معلوم ہوا کہ تَقْسِیْمٌ کا ماضی، مضارع آتا ہے اور مَتْنٌ مصدر کا ماضی مستعمل ہونا ہم مختار الصحاح سے اوپر نقل کر چکے ہیں۔ ۱۲رف

(۳) قولہ تیسرے یہ کہ الخ یہ کوفیین کی جانب سے اصل دعوی پر بزعم مصنف تیسری دلیل ہے لیکن درحقیقت یہ دلیل نہیں بلکہ بصریین کی دلیل کا جواب ہے۔ ۱۲رف

(۴) قولہ دلیل الخ یعنی بصریین کہتے ہیں کہ جب یہ مان لیا گیا کہ دلالت علی المعنی المصدری دلالت علی معانی الافعال و الاسماء المشتقۃ کے لئے اصل ہے جیسا کہ اول بحث میں گزر چکا، تو لازماً یہ بھی ماننا پڑے گا لفظ مصدر بھی لفظ فعل کے لئے اصل ہے، دلیل لزوم یہ ہے کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے مثلاً سونا اصل اور زیور اس کی فرع ہے، اور سونا زیور سے پہلے موجود ہوتا ہے لہٰذا پہلے دلالت علی المعنی المصدری وجود میں آئی اس کے بعد دلالت علی معنی الفعل کا وجود ہوا اور لفظ کے وجود اور دلالت اللفظ علی المعنی کے وجود کا زمانہ ایک ہوتا ہے کہ جس وقت سے لفظ وجود میں آیا یعنی وضع ہوا اسی وقت سے اس کی دلالت علی المعنی بھی وجود میں آ گئی اس جس زمانہ میں وہ معدوم تھا اس کی دلالت علی المعنی بھی معدوم تھی تو جب دلالت علی المعنی المصدری کا وجود دلالت علی معنی الفعل کے وجود پر مقدم ہے تو لفظ مصدر کا وجود بھی لفظ فعل کے وجود پر مقدم ہوگا، اور ظاہر ہے کہ مشتق منہ لفظ مقدم ہی ہو سکتا ہے نہ کہ لفظ مؤخر لہٰذا لفظ مصدر مشتق منہ اور لفظ فعل مشتق ہوا وھو المدعیٰ فاحفظ واغتنم ھذا التحریر وما توفیقی الا باللہ۔ ۱۲رف

(۵) قولہ یہ بات یعنی معنی مصدری کے مادہ ہونے کو لفظ مصدر کے مشتق منہ ہونے پر دلیل بنانا۔ ۱۲رف

(۶) قولہ قرار دے دیتے ہیں اشارہ اس طرف ہے کہ اشتقاق محض امر اعتباری ہے۔ نفس الامر میں ایسا نہیں ہوتا کہ مشتق منہ پہلے موجود ہو اور مشتق منہ معدوم، پھر مشتق منہ میں تصرف کر کے مشتق بنایا جائے جیسا کہ سونا چاندی میں ہوتا ہے بلکہ مشتق و مشتق منہ دونوں بیک وقت موجود ہوتے ہیں اور لفظی و معنوی مناسبت کے باعث ان میں سے ایک کو مشتق منہ اور دوسرے کو مشتق فرض کر لیا جاتا ہے۔ ۱۲رف

(۷) قولہ موجود ہوتا ہے اور برتن و زیور اس وقت معدوم ہوتا ہے۔ ۱۲رف

(۸) قولہ ہوتا ہے۔ چنانچہ معنیٰ مصدری اور معنیٰ فعل کا تحقق زمان واحد میں ہوتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ معنی مصدری اوّلاً وجود میں آئے پھر ان میں اضافہ کر کے معنی فعل کا وجود ہوا ہو، لہٰذا معنی مصدری کی اصالت تقدم زمانی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اس اعتبار سے ہے کہ معنی مصدری ایک مادہ کے تمام کلمات میں پائے جاتے ہیں اور معنی فعل تمام کلمات میں نہیں پائے جاتے، لہٰذا معنی مصدری کو اصل اور معنی فعل کو فرع فرض کر لیا گیا، برخلاف سونے اور زیور کے کہ وہاں سونے کی اصالت تقدم زمانی کی وجہ سے ہے، لہٰذا سونے سے زیور بنانے پر اشتقاق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ ۱۲رف

(۹) قولہ صوغ الخ صَوْغٌ مصدر باب نصر سے ہے بمعنی ڈھالنا، یعنی کوئی پگھلی ہوئی دھات مثلاً سونا چاندی وغیرہ سانچہ میں ڈال کر اس کی کوئی خاص شکل بنانا اٰلَاْوَانِیْ اٰنِیَۃٌ کی جمع اور اٰنِیَۃٌ اِنَاءٌ کی جمع ہے بمعنی برتن، وَالْحُلِیِّ بضم الحاء و کسر اللام حَلْی بفتح الحاء کی جمع ہے بمعنی زیور۔ ۱۲ نوادر الوصول فی شرح الوصول۔

SamarHanif.com

فائدہ:

غیر محقق لوگ یہ اختلاف اور طرفین کے دلائل بیان کرنے میں عجیب خبط کرتے ہیں وہ اختلاف مطلق اصالت وفرعیت میں ذکر کرتے ہیں اور دلائل یوں بیان کرتے ہیں کہ ”بصریین اس لئے مصدر کو اصل کہتے ہیں کہ فعل (۱) مصدر سے مشتق ہے، اور کوفیین اس لئے فعل کو اصل کہتے ہیں کہ مصدر اعلال میں فعل کے تابع ہے“ پھر محاکمہ کرتے ہیں کہ ”مصدر من حیث الاشتقاق اصل ہے اور فعل من حیث الاعلال اصل ہے“ اور اصل حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کر چکے۔ (۲)

فی الجملہ بصریین کے نزدیک اسم مشتق چھ ہیں: (۱) اسم فاعل۔ (۲) اسم مفعول۔ (۳) اسم ظرف۔ (۴) اسم آلہ۔ (۵) صفت مشبہ۔ (۶) اسم تفضیل اور کوفیین کے نزدیک سات ہیں: چھ مذکورہ اور ایک مصدر، اور اصل اختلاف اشتقاق میں ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہے یا مصدر فعل سے؟ اور دلائل قویہ ترجیح ثانی کے مقتضی ہیں جو کوفیین کا مذہب ہے۔

افادۃ:

نون ثقیلہ کی بحث میں جو جمع مذکر غائب وحاضر کا واؤ اور مونث حاضر کی یاء حذف ہوتی ہے بصریین کہتے ہیں کہ اس کا سبب اجتماع ساکنین ہے اور کوفیین کہتے ہیں کہ اجتماع ثقیلین اور الف (۳) اسی لئے ساقط نہیں ہوتا کہ وہ ثقیل نہیں۔ اور بصریین تثنیہ میں الف حذف نہ ہونے کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ اگر حذف کردیتے تو واحد اور تثنیہ باہم ملتبس (۴) ہوجاتے۔

جناب استاذنا المرحوم اس میں بھی مذہب کوفیین کو ترجیح دیتے تھے اور بصریین پر کوفیین کی جانب سے اعتراض (۵) فرماتے تھے کہ اگر یہ اجتماع ساکنین سبب حذف ہے تو چاہئے تھا کہ جس طرح نون خفیفہ مواقع الف میں نہیں آتا نون ثقیلہ بھی نہ آیا کرتا (۶)۔ اور تحقیق (۷) اس مقام کی یہ ہے کہ ایسا اجتماع ساکنین جس میں ساکن اول مدہ اور ساکن دوم مشدد ہو اگر ایک کلمہ (۸) میں ہو تو جائز ہے اور مدہ کو حذف نہیں کیا جاتا، جیسے: ضَالِّیْنَ اَتُحَاجُّوْنِّیْ اور اس کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں اور اگر دو کلموں میں ہو تو اول یعنی مدہ کو حذف کردیتے ہیں، جیسے: (۹) یَخْشَی اللّٰہَ، وَادْعُوا اللّٰہَ، وَادْعِی اللّٰہَ، اور نون ثقیلہ حقیقت میں مضارع سے علیحدہ کلمہ ہے مگر شدت امتزاج کے باعث دونوں بمنزلہ کلمہ واحدہ کے ہوگئے ہیں۔

لہٰذا (۱۰) ہم کہتے ہیں کہ اگر وحدت کلمہ کا اعتبار کریں تو چاہئے کہ واؤ اور یاء کو بھی حذف نہ کیا (۱۱) جائے لَیَفْعَلُوْنَّ

---

(۱) قولہ فعل الخ حالانکہ یہ عین محل نزاع ہے جس کو غیر محقق لوگوں نے بصریین کی دلیل قرار دے دیا ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ کر چکے الخ یعنی اول بحث میں بیان کر چکے ہیں کہ اختلاف مطلق اصالت میں نہیں بلکہ اصالت من حیث الاشتقاق میں ہے۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ الف الخ یعنی تثنیہ کا الف مثلاً لَیَفْعَلَانِّ میں، اور یہ کوفیین کا بصریین پر اعتراض ہے جس سے کوفیین کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ ملتبس الخ کیونکہ صیغہ واحد لَیَفْعَلَنَّ ہے اور تثنیہ کا الف حذف کردیتے تو تثنیہ بھی لَیَفْعَلَنَّ ہوجاتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفرلہ

(۵) قولہ اعتراض الخ یہ بصریین پر دوسرا اعتراض ہے جس کی تفصیل مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں آگے آئے گی۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ نہ آیا کرتا الخ اس طرح اجتماع ساکنین بھی لازم نہ آتا اور کلمہ التباس سے بھی محفوظ رہتا۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ تحقیق الخ اجتماع ساکنین کا قاعدہ بیان کرتے ہیں جو درحقیقت آگے آنے والے اعتراض کی تمہید ہے۔ ۱۲ حاشیہ

(۸) قولہ اگر ایک الخ یعنی ایسا اجتماع ساکنین اگر ایک کلمہ میں ہو تو جائز ہے۔ ۱۲ رف (۹) قولہ یَخْشَی الخ پہلی مثال الف کی دوسری واؤ کی اور تیسری یاء کی ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) لہٰذا ہم الخ یہ بصریین پر تیسرا اعتراض ہے جو درحقیقت دوسرے ہی اعتراض کی تفصیل ہے۔ ۱۲ رف

(۱۱) قولہ نہ کیا جائے الخ کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہوگا جو جائز ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

ولتَفعَلِینَّ کہا جائے اور اگر اثنینیت کا اعتبار کریں تو الف کو بھی حذف کیا جائے۔[1] اور التباس[2] کی توجیہ ایسی بات ہے کہ جس سے بچوں ہی کو فریب دیا جاسکتا ہے ورنہ التباس سے کہاں تک گریز کریں گے ہزار جگہ التباس تعلیل کی وجہ سے ہوا ہے، مثلاً: تُدْعَیْنَ واحد مونث حاضر تعلیل کے باعث جمع مونث حاضر سے ملتبس[3] ہوگئی اور ناقص مکسور العین ومفتوح العین کے تمام ابواب میں خواہ مجرد ہوں یا مزید یہ التباس موجود ہے تو یہ التباس کیوں مانع اعلال نہیں ہوا؟ اور جس طرح تثنیہ واحد سے مغایرت رکھتا ہے اور تعدد[4] پر دال ہے ایسے ہی جمع[5] بھی ہے (لہٰذا) ایک[6] میں التباس کا جواز اور دوسرے[7] میں عدم جواز نری دھاندلی ہے۔

اور بعد التنزل[8] ہم پوچھتے ہیں کہ التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین جائز ہوجاتا ہے یا نہیں؟ شق اول پر چاہئے کہ نون خفیفہ بھی الف کے ساتھ آئے[9] اور شق ثانی پر جس طرح نون خفیفہ الف کے ساتھ نہیں آتا نون ثقیلہ بھی نہ آئے[10]۔ اور یہ کہنا کہ اگر نون ثقیلہ[11] بھی نہ آتا تو تثنیہ کے لئے تاکید کا کوئی طریقہ باقی نہ رہتا نہایت ہی لچر بات ہے تاکید کا طریقہ نون ہی میں منحصر نہیں۔ دوسرے طریقہ[12] سے بھی تاکید کی جاسکتی ہے[13] تم نہیں دیکھتے کہ افعل التفضیل لون وعیب اور

---

(۱) قولہ کیا جائے الخ کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع ساکنین دو کلموں میں ہوگا جو جائز نہیں۔ ۱۲رف

(۲) قولہ التباس الخ بصریین نے اعتراض اول کا جو جواب دیا تھا اس پر رد کرتے ہیں۔ ۱۲رف (۳) یعنی جمع مؤنث حاضر مجہول۔ رف۔

(۴) قولہ تعدد پر الخ مغایرت کی تفسیر ہے یعنی تثنیہ اور واحد میں مغایرت اس اعتبار سے ہے کہ اول تعدد پر دلالت کرتا ہے اور ثانی وحدت پر۔ ۱۲رف

(۵) قولہ جمع بھی الخ مثلاً تُدْعَیْنَ جمع مونث حاضر کہ وہ بھی واحد سے مغائر ہے کیونکہ وہ تعدد پر دلالت کرتی ہے اور واحد وحدت پر۔ ۱۲رف

(۶) ایک میں الخ یعنی تُدْعَیْنَ جیسی مثالوں میں۔ ۱۲رف (۷) قولہ دوسرے میں الخ یعنی تثنیہ با نون ثقیلہ میں۔ ۱۲رف

(۸) قولہ بعد التنزل الخ یہ بصریین کی توجیہ پر دوسرا رد ہے جو مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں پیچھے بھی اجمالاً گزر چکا ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے رد سے اگر قطع نظر بھی کر لی جائے تو مذکورہ توجیہ پر یہ دوسرا اعتراض ہوتا ہے۔ ۱۲رف

(۹) قولہ آئے، کیونکہ اگر التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین جائز ہو تو الف تثنیہ کے ساتھ نون خفیفہ کے آنے سے کوئی چیز مانع نہیں رہی لیکن نون خفیفہ الف کے ساتھ نہیں آتا لہٰذا شق اول باطل ہوئی یعنی التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین کا جواز باطل ہوا۔ ۱۲رف

(۱۰) قولہ نہ آئے لیکن الف کے ساتھ نون ثقیلہ آتا ہے لہٰذا شق ثانی باطل ہوئی یعنی التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین کا عدم جواز باطل ہوا، اور دونوں شقیں باطل ہونے کا حاصل یہ ہے کہ التباس سے بچنا نہ اجتماع ساکنین کے جواز کی علت ہے اور نہ عدم جواز کی، لہٰذا بصریین کا یہ کہنا کہ تثنیہ با نون ثقیلہ میں اجتماع ساکنین کو التباس سے بچنے کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے اس لئے الف کو حذف نہیں کیا غلط ہوا اور صحیح بات وہی ہے جو کوفیین نے کہی ہے کہ الف کو اس لئے حذف نہیں کیا کہ وہ ثقیل نہیں اور واؤ جمع کو اس لئے حذف کیا گیا ہے کہ وہ ثقیل ہے۔ ۱۲رف

(۱۱) اگر الخ یعنی بصریین کا یہ کہنا یہ اصل تو یہی ہے کہ اجتماع ساکنین ناجائز ہے چنانچہ نون خفیفہ تثنیہ میں اسی لئے نہیں لایا گیا کہ اجتماع ساکنین لازم آجاتا مگر نون ثقیلہ میں اس ناجائز کو اس مجبوری سے گوارا کر لیا گیا ہے کہ اگر نون ثقیلہ بھی نہ آتا ہو الخ محمد رفیع عثمانی

(۱۲) قولہ دوسرے طریقہ الخ مثلاً مضارع منفی میں لن کے ذریعہ جیسے لن اضرب اور مضارع مثبت ومنفی میں قسم کے ذریعہ جیسے وَاللّٰہِ لَسَوْفَ اَضْرِبُ اور وَاللّٰہِ لَنْ اَضْرِبَ اور امر میں لفظ اَلَا بڑھا کر کقول الشاعر: اَلَا یَااَیُّھَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انْجَلِیْ کہ امر اِنْجَلِیْ میں اَلَا لگا کر تاکید کے معنی پیدا ہو گئے ہیں، اور نہی میں بھی لفظ اَلَا تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے اَلَا لَا تَضْرِبْ مذکورہ سب طریقے تثنیہ میں بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ ۱۲رف من الکافیہ وشرح مائۃ عامل وشروحھما۔

(۱۳) قولہ کی جاسکتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ تثنیہ میں نون ثقیلہ لانا اور الف ساقط نہ کرنا اس مجبوری سے نہیں جو آپ نے ذکر کی بلکہ وجہ وہی ہے جو ہم نے کہی کہ الف ثقیل نہیں۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

مزید ورباعی سے نہیں آتا وہاں معنی تفصیل دوسرے طریقہ سے ادا کئے (1) جاتے ہیں۔ بالجملہ کوفیین کا یہ مذہب واؤ اور یاء بانون ثقیلہ اجتماع ثقیلین کے باعث حذف ہوتے ہیں، بے غبار ہے اور بصریین کا مذہب کسی طرح ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

خاتمہ (2) در صیغ مشکلہ

مناسب معلوم ہوا کہ خاتمہ کتاب میں قرآن مجید کے مشکل صیغے درج کردیئے جائیں کیونکہ مقصود بالذات صرف ونحو سیکھنے سے معانی قرآن مجید کا ادراک ہے اور ان صیغوں کا بیان اکثر قواعد صرف کے تذکر و تعلّم کا موجب بھی ہوگا۔ اور طریقہ یہ ہے کہ مقام سوال میں صیغہ کو رسم الخط کے مطابق نہیں لکھتے بلکہ تلفظ کی ہیئت پر لکھتے ہیں تا کہ اشکال ظاہر ہو اور جو صیغہ قابل استفسار ہے وہ ہم یہاں حرف ص (3) کے بعد لکھیں گے اور اس کا بیان حرف ب کے بعد۔

ص (1): فَتَّقُوْنْ (4) ۔ب: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف فَـاتَّقُوْنِ ہے اِتَّقُوْ کا ہمزہ وصل فاء داخل ہونے کی وجہ سے گر گیا اور آخر میں جو نون ہے نون اعرابی نہیں بلکہ نون وقایہ (5) ہے جو آخرِ فعل کو کسرہ سے بچانے کے لئے فعل اور یائے متکلم کے درمیان آتا ہے (6) دراصل فَـاتَّـقُوْنِـیْ تھا یائے متکلم حذف کر کے نون وقایہ کے کسرہ پر اکتفاء کر لیا گیا کہ ایسا اکثر کر لیتے ہیں (7) بعد ازاں کسرہ بھی بسبب وقف کے ساقط ہو گیا، فَـاتَّـقُوْنْ ہوا اور یہ باب افتعال سے صیغہ ناقص ہے جو حسب معمول تَتَّقُوْنَ سے بنا ہے اور تَتَّقُوْنَ دراصل تَتَّقِيُوْنَ تھا یاء کا ضمہ (8) ماقبل کی حرکت زائل کر کے ماقبل کو دیا اور یاء کو واؤ بنا کر اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیا تَتَّقُوْنَ ہوا۔

ص (2): (9) فَرْهَبُوْنِ (10) ۔ب: فَاتَّقُوْنِ کے مثل ہے سوائے اس کے صحیح ہے فَتَحَ یَفْتَحُ سے۔

فائدہ:

اکثر افعال موقوفہ یا مجزومہ کے بعد نون وقایہ لگنے اور حذف یائے متکلم کے بعد نون پر وقف آجانے کی وجہ سے صیغہ میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے۔ طالب علم حیران ہوتا ہے کہ جزم اور وقف کے باوجود نون اعرابی (11) کیسے آگیا؟ اسی طرح درج کلام

---

(1) قولہ کئے جاتے ہیں کہ مصدر منصوب پر لفظ اَشَدُّ وغیرہ لگا دیتے ہیں۔ مفصل بیان اول کتاب میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(2) قولہ خاتمہ عربی لغت میں ہر شیء کے آخری حصہ کو کہتے ہیں۔ ۱۲ افادات شرح مقامات

(3) قولہ ص کیونکہ لفظ ''صیغہ'' کے اول میں حرف صاد ہے۔ اور لفظ ''بیان'' کے اول میں حرف باء ہے اختصار کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ۱۲ حاشیہ بزیادۃ۔

(4) قولہ فَتَّقُوْنِ، قال تعالیٰ: وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ (البقرۃ) اس کے علاوہ بھی قرآن حکیم میں یہ لفظ کئی جگہ آیا ہے۔ ۱۲ رف

(5) قولہ وقایہ بمعنی ''حفاظت کرنا'' وبابہ ضرب۔ ۱۲ رف

(6) قولہ آتا ہے کیونکہ یاء متکلم ماقبل کسرہ چاہتی ہے اگر یہ نون جو ہمیشہ مکسور ہوتا ہے یائے متکلم سے پہلے نہ لاتے تو فعل کے آخر کو کسرہ دینا پڑتا جو ناجائز اور باطل ہے۔ ۱۲ رف

(7) یعنی اہل عرب۔ منہ۔

(8) قولہ یاء کا ضمہ الخ یعنی قاعدہ نمبر ۱۰ اَیَرْمُوْنَ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ ۱۲ رف

(9) فَرْهَبُوْنِ ارشاد باری ہے يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ (البقرۃ) ۱۲ رف

(10) قولہ فَرْهَبُوْنِ، یعنی پس مجھ سے ڈرو۔ مِنْ رَهِبَهٗ خَافَهٗ رَهْبَةً و رُهْبًا وَبَابُهٗ سَمِعَ وَ مِنْهُ الرَّاهِبُ وَاحِدُ الرُّهْبَانِ وَهُوَ عَابِدُ النَّصَارٰى۔ ۱۲ المغرب ومختار الصحاح

(11) قولہ نون اعرابی، کیونکہ وہ نون وقایہ کو نون اعرابی سمجھتا ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

میں ہمزہ گرنے سے بھی صیغہ میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے بالخصوص جب کہ صیغہ کو دوسرے کلمہ کے اس حرف سے ملا کر پوچھیں جس کے اتصال کے باعث ہمزہ ساقط ہوا ہے، جیسے: یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ (۱) الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ میں تُرْجِعِیْ اور یَاَیُّهَا (۲) النَّاسُ عْبُدُوْا میں سُعْبُدُوْا اور قِیْلَ (۳) ارْجِعُوْا میں لَرْجِعُوْا، رَبِّ (۴) ارْجِعُوْنِ میں بَرْجِعُوْنِ۔

اور ما و لا جب ابواب ہمزہ وصل کی ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو ان دونوں کا الف بھی گر جاتا ہے (۵) چنانچہ مَجْتَنَبَ (۶)، مَنْفَطَرَ لَنْفَجَرَ، مَسْتُوْرِدَ (۷) وغیرہ ہو کر باعث اشکال ہو جاتا ہے خصوصاً باب انفعال میں، کیونکہ لا ماضی پر لن (۸) کی صورت اور ما من کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ مَحْلُوْلِیْنَ علاوہ جمع مذکر مفعول کے جو پوچھا (۹) جاتا ہے وہ اسی قاعدہ سے نکلتا ہے کہ مَحْلُوْلِیْنَ (۱۰) صیغہ جمع مونث غائب نفی ماضی مجہول ناقص باب اِفْعِیْعَالٌ سے ہے۔

اور اکثر مَضْرُوْبِیْنَ (۱۱) (کے بارے میں) پوچھا جاتا ہے، وہ بھی یہی صیغہ باب اِفْعِیْلَالٌ سے ہے اور اسی قاعدہ سے ہے۔

---

(۱) قولہ یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الخ پارہ عم سورہ فجر۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ یَاَیُّهَا النَّاسُ الخ سورہ بقرہ رکوع ۳ قرآن حکیم میں اور بھی کئی جگہ آیا ہے۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ قِیْلَ ارْجِعُوْا الخ پوری آیت اس طرح ہے قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا (الحدید: ۱۳) ۱۲ حاشیہ

(۴) قولہ رَبِّ ارْجِعُوْنِ، یعنی اے میرے پروردگار مجھے واپس کر دے نون وقایہ کا ہے اور یاء متکلم حذف ہو گئی ہے لازم بھی آتا ہے متعدی بھی بمعنی واپس آنا اور واپس کرنا، کذا فی الصراح پوری آیت اس طرح ہے۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔ ۱۲ حاشیہ

(۵) قولہ گر جاتا ہے یعنی ہمزۃ الوصل تو درج کلام میں آنے کی وجہ سے ساقط ہوتا ہے اور ما و لا کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

(۶) قولہ مَجْتَنَبَ الخ کتابت میں مَا اجْتَنَبَ، مَا انْفَطَرَ، لَا انْفَجَرَ، مَا اسْتُوْرِدَ آئے گا اور تلفظ میں مَجْتَنَبَ وغیرہ ان صیغوں میں ہمزۃ الوصل درج کلام میں آنے کے باعث اور مَا اور لَا کا الف اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہو گیا ہے۔

(۷) قولہ مَسْتُوْرِدَ، باب استفعال سے صیغہ واحد مذکر غائب نفی ماضی مجہول ہے مصدر اِسْتِیْرَادٌ ہے بمعنی حاضر کرنا، مجرد میں مصدر وُرُوْدٌ ہے بمعنی حاضر ہونا، از باب ضرب، ۱۲ کذا فی مختار الصحاح۔

(۸) قولہ لَنْ کی صورت الخ یعنی تلفظ میں نہ کہ کتابت میں۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ پوچھا جاتا ہے الخ یعنی حُلُوْلٌ مصدر سے اس کا جمع مذکر اسم مفعول ہونا تو ظاہر ہے اس کے علاوہ یہ کیا صیغہ ہو سکتا ہے یہ پوچھا جاتا ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ مَحْلُوْلِیْنَ دراصل اُحْلُوْلِیْنَ تھا مَا نافیہ داخل ہونے سے ہمزہ وصل ساقط ہوا اور ما کا الف اجتماع ساکنین کے باعث ساقط ہو گیا، مَحْلُوْلِیْنَ ہوا (یعنی صرف تلفظ میں نہ کہ کتابت میں) اور یہ باب اِخْشِیْشَانٌ سے ہے اِحْلَوْلٰی یَحْلَوْلِیْ اِحْلِیْلَاءً بمعنی میٹھا ہونا اور میٹھا پانا۔ ۱۲ کذا فی مختار الصحاح

(۱۱) قولہ مَضْرُوْبِیْنَ، احقر کے پاس جو نسخے ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے یعنی واو کے بعد باء موحدہ پھر یائے مثناۃ تحتیہ ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ باب اِفْعِیْلَالٌ میں لام کلمہ مکرر ہونا ضروری ہے جیسے اِدْهِیْمَامٌ سے مَادْهُوْمِمْنَ صیغہ جمع مونث غائب نفی ماضی مجہول کہ اس میں میم مکرر ہے اور مَضْرُوْبِیْنَ میں باء موحدہ جو کہ لام کلمہ ہے مکرر نہیں لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے اور صحیح لفظ مَضْرُوْبِبْنَ (باء موحدہ مکرر) ہے جو ضَرْبٌ مادہ سے اِضْرَابَّ یَضْرَابُّ اِضْرِیْبَابًا کا صیغہ جمع مونث غائب نفی ماضی مجہول ہے اس طرح اس کا باب اِفْعِیْلَالٌ سے ہونا صحیح ہو جائے گا ورنہ اس باب سے ہونے کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ ۱۲ رف ہاں اگر یوں کہا جائے کہ دَسّٰهَا کے قاعدہ سے باء ثانی کو یا سے بدل دیا گیا (جیسا کہ تحقیق اصالت و فرعیت مصدر کی بحث میں تَحْمِیْدٌ کے متعلق مصنف نے نقل کیا ہے کہ یاء میم ثانی سے بدلی ہوئی ہے تو مَضْرُوْبِیْنَ (یاء بعد الباء) کا بھی باب افعیلال سے ہونا درست ہو جائے گا۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

ص (۷): فَادّٰرَأْتُمْ۔ ب:[1] فَادّٰرَأْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی معروف مہموز لام باب افاعل سے ہے اِدّٰرَأْتُمْ[2] تھا فاء آنے کی وجہ سے ہمزہ وصل ساقط ہوگیا۔

ص (۸): لَانْفَضُّوْا[3]۔ ب: صیغہ جمع مذکر غائب اثبات فعل ماضی معروف مضاعف باب انفعال سے ہے اس پر لام تاکید داخل ہوا تو ہمزہ وصل گر گیا لَانْفَضُّوْا[4] ہوا

ص (۹): اَسْتَغْفَرْتَ۔ ب: ہمزہ استفہام آنے کے باعث ہمزہ وصل ساقط ہوگیا اور ہمزہ وصل کی بجائے ہمزہ مفتوحہ آجانے سے صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا اصل صیغہ اِسْتَغْفَرْتَ ہے جس میں کوئی اشکال نہیں۔

ص (۱۰): تَظَاهَرُوْنَ[5]۔ ب: تفاعل سے صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف ہے تَتَظَاهَرُوْنَ تھا ایک تاء بقاعدہ[6] معلومہ حذف ہوگئی۔

ص (۱۱): لِتُكْمِلُوْا[7]۔ ب: باب افعال سے صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف صحیح ہے لام جارہ کے بعد جو اَنْ مقدر ہے اس کے باعث نون اعرابی ساقط ہوگیا اس جیسے صیغوں میں اشکال کی وجہ یہ ہے طالب علم لام کو لام امر سمجھ کر حیران ہوتا ہے کہ حاضر معروف میں لام امر کیسے آگیا؟

ص (۱۲): وَلْتَاْتِ[8]۔ ب: ضرب سے صیغہ واحد مونث غائب معروف مہموز فاء وناقص یائی ہے واؤ آنے کی وجہ سے لام ساکن ہوگیا اور قاعدہ یہ ہے کہ لام امر واؤ کے بعد وجوباً ساکن ہوجاتا ہے اور فاء کے بعد جوازاً۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جہاں بھی فَعِلٌ[9] کا وزن ہو خواہ بالاصالت یا بالعرض۔ عرب اس کے وسط کو ساکن کردیتے ہیں كَتِفٌ[10] کو كَتْفٌ کہتے ہیں اور (چونکہ) لام امر کا مابعد متحرک ہوتا ہے اس لئے واؤ یا فاء داخل ہونے سے فَعِلَ کی صورت بالعرض پیدا[11] ہوجاتی ہے لہٰذا

---

(۱) قولہ فَادّٰرَأْتُمْ پوری آیت اس طرح ہے۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرۃ)۔ (ترجمہ) اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔ ۱۲رف

(۲) قولہ اِدّٰرَأْتُمْ ای تَدَافَعْتُمْ و اخْتَلَفْتُمْ مِنَ الدَّرْءِ وَهُوَ الدَّفْعُ وبابه قَطَعَ۔ ۱۲ مختار الصحاح

(۳) قولہ لَانْفَضُّوْا، آیت اس طرح ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران: ۱۵۹) (ترجمہ) یعنی سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل ان کو مل گیا اور اگر ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہوجاتے تیرے پاس سے۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفرلہ

(۴) قولہ لَانْفَضُّوْا...... اَلْاِنْفِضَاضُ اَلتَّفَرُّقُ و اَصْلُهٗ اَلْفَضُّ وَهُوَ اَلْكَسْرُ بِالتَّفْرِقَةِ باب نصر۔ ۱۲ مختار الصحاح۔

(۵) تَظَاهَرُوْنَ سورہ بقرہ رکوع ۱۰ میں ہے: ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (البقرۃ: ۸۵)۔ ۱۲رف

(۶) قولہ بقاعدہ معلومہ...... یہ قاعدہ باب تفاعل کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲رف

(۷) قولہ لِتُكْمِلُوْا پوری آیت یوں ہے: وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ)

(۸) قولہ وَلْتَاْتِ آیت میں ہے وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ (النساء: ۱۰۲) ۱۲ حاشیہ

(۹) قولہ فَعِلٌ بفتح فاء وکسر عین اور لام میں تینوں حرکات۔ ۱۲رف

(۱۰) قولہ كَتِفٌ بالاصالت کی مثال ہے۔ ۱۲رف

(۱۱) ہوجاتی ہے...... اس لئے کہ جب مثلاً لِتَاْتِيْ پر واو داخل ہوا تو واؤ، لام امر، اور تاء کے مجموعہ سے فَعِلَ (وَلِتَ) کی صورت بالعرض پیدا ہوگئی کیونکہ واو مفتوح فاء مفتوح کے قائم مقام اور لام مکسور عین مکسور کے قائم مقام اور تاء لام متحرک کے قائم مقام ہوگئی، اور یہ بالعرض ہے بالاصالت نہیں اس لئے کہ یہ صورت اس صیغہ میں ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ واؤ کے داخل ہونے سے محض عارضی طور پر پیدا ہوگئی ہے واو الگ کرلیا جائے تو یہ صورت باقی نہیں رہتی، برخلاف كَتِفٌ کے کہ اس میں فعل کا وزن بالاصالت ہے کیونکہ کسی خارجی کلمہ کے ساتھ ملنے سے یہ وزن پیدا نہیں ہوا بلکہ اصل وضع ہی اس کی اس وزن پر ہوئی ہے۔ اللهم اغفر لكاتبه ولمن سعى فيه۔

SamarHanif.com

لام کو ساکن کر دیتے ہیں اور واؤ میں وجوب کا سبب کثرۃ استعمال ہے۔ وَلْتَاْتِ تَاْتِیْ مضارع سے بنا ہے آخر کی یاء لام امر کے باعث ساقط ہوگئی۔

ص (۱۳): وَيَتَّقْهِ ۔ ب: افتعال سے صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص ہے یَتَّقِیْ تھا اپنے ماقبل پر عطف کے باعث جزم[۱] سے یاء ساقط ہوگئی ماقبل کا صیغہ اس طرح وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ[۲] مَنْ کی وجہ سے یُطِعْ ، یَخْشَ اور یَتَّقْهِ تینوں مجزوم ہیں جزم کے باعث آخری دو میں حرف علت ساقط ہوگیا[۳] اور یُطِعْ[۴] میں عین جو کہ لام کلمہ ہے ساکن ہوگئی تھی جب مابعد[۵] کے لام کے ساتھ اجتماع ساکنین ہوا تو عین کو کسرہ دے دیا گیا۔ اور یَتَّقْهِ میں حذف یاء کے بعد ضمیر مفعول لگنے سے وزن فَعِلَ[۶] کی صورت پیدا ہوگئی لہذا قاف کو ساکن کیا یَتَّقْهِ ہوا۔

ص (۱۴): اَرْجِهْ[۷] ۔ ب: اَرْجِ[۸] افعال سے صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف ناقص ہے، مفعول کی ضمیر واحد مذکر غائب لگنے سے اَرْجِهٗ ہوگیا چونکہ قرآن مجید میں اس کے بعد لفظ واخاہ واقع ہے اس لئے جِهِ وَ سے صورۃً فَعِلَ مثل اِبِلَ پیدا ہوگیا اور عربوں کا قاعدہ ہے کہ اس وزن میں بھی وسط کو ساکن کر دیتے ہیں اس لئے ہاء کو ساکن کیا، اَرْجِهْ وَاَخَاهُ ہوگیا۔

ص (۱۵): عَصَوّ[۹] ۔ ب: یہ دَعَوْا کی طرح عَصَوْ جمع مذکر غائب ماضی معروف ہے بِمَا[۱۰] عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ میں اس کے بعد واؤ عطف آگیا اور یہ قاعدہ ہے کہ واؤ غیر مدہ[۱۱] کا ادغام واؤ عطف میں ہو جاتا ہے لہذا عَصَوْ وَّكَانُوْا ہوگیا۔

---

(۱) قولہ جزم سے کیونکہ معطوف علیہ مَنْ کی وجہ سے مجزوم ہے۔ ۱۲ ارف

(۲) قولہ وَيَتَّقْهِ تتمہ آیت یہ ہے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝ پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۷۔ اور ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے: اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور ڈرتا ہے اللہ سے اور تقوی اختیار کرے اس کا، پس وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے۔ ۱۲ ارف

(۳) قولہ ہوگیا اصل میں یَخْشٰی و یَتَّقِیْ تھا۔ ۱۲ ارف

(۴) قولہ یُطِعْ الخ اس سوال کا جواب ہے کہ مَنْ کی وجہ سے یُطِعْ کی عین ساکن ہونی چاہئے حالانکہ وہ یہاں مکسور ہے؟ ۱۲ ارف

(۵) قولہ مابعد کے لام الخ یعنی لفظ اللہ کے لام کے ساتھ۔ ۱۲ ارف

(۶) قولہ فَعِلَ کی صورت، یعنی تَقِهِ تائے مفتوح وقاف مکسور اور ہاء مکسور میں۔ ۱۲ ارف

(۷) قولہ اَرْجِهْ آیت میں ہے قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ۝ یعنی فرعون کے مصاحبین نے کہا کہ ڈھیل دے اس کو یعنی موسیٰ کو اور اس کے بھائی کو یعنی ہارون کو اور بھیج پرگنوں میں جمع کرنے والوں کو۔ سورہ اعراف رکوع ۱۴۔ ۱۲ ارف

(۸) قولہ اَرْجِ ، مِنَ الْاِرْجَاءِ یقال اَرْجَيْتُ الْاَمْرَ اَیْ اَخَّرْتُهٗ يُهْمَزُ وَ يُلَيَّنُ و اَصْلُهُ الرَّجَاءُ وَهُوَ الْاَمَلُ يُقَالُ رَجَاهُ مِنْ باب عَدَا۔ ۱۲ کذا فی مختار الصحاح۔

(۹) قولہ عَصَوّ فی قولہ تعالیٰ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۝ (پارہ الم رکوع ۶)

(۱۰) قولہ بِمَا عَصَوْا الخ ما مصدریہ ہے اور ترجمہ یہ ہے کہ: ان کی (یعنی یہودیوں کی) نافرمانی اور حد سے تجاوز کے سبب۔ ۱۲ ارف

(۱۱) قولہ واو غیر مدہ، جیسا کہ مضاعف کے پہلے قاعدہ میں گزر چکا ہے اور عَصَوْا میں واو غیر مدہ ہے کیونکہ واو ساکن کے ماقبل کی حرکت واؤ کے موافق نہیں۔ ۱۲ ارف

SamarHanif.com

SamarHanif.com

ص(۱۶): اَنۡمُنَّ [1] ب: اَنۡمُنَّ صیغہ متکلم مع الغیر مضارع معروف مضاعف ہے اَنْ کی وجہ سے منصوب ہے باب نَصَرَ سے نَمُدُّ کی طرح ہے اَنْ کا نون متکلم کے نون میں مدغم ہوگیا ہے۔

ص(۱۷): لُمۡتُنَّنِیۡ [2] -ب: صیغہ لُمۡتُنَّ [3] جمع مونث حاضر اثبات ماضی معروف اجوف ہے قُلۡتُنَّ کی طرح باب نَصَرَ سے ہے اس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم لگنے سے لُمۡتُنَّنِیۡ ہوگیا۔

ص(۱۸): اِمَّا تَرَیِنَّ [4] -ب: فَتَحَ سے صیغہ واحد مونث حاضر اثبات مضارع معروف بانون ثقیلہ مہموز عین وناقص ہے دراصل تَرۡءَیِیۡنَ تھا نون ثقیلہ کے باعث نون اعرابی حذف ہوگیا اور یاء کو جو غیر مدہ [5] تھی اجتماع ساکنین بانون ثقیلہ کی وجہ سے کسرہ [6] دے دیا تَرَیِنَّ ہوا۔ اور تَرَیِنَّ دراصل تَرۡاَیِیۡنَ تھا ہمزہ یَسَلُ کے قاعدہ سے جو کہ افعال رویت میں وجوبی ہے گر گیا اور یاء تَرۡمِیۡنَ کے قاعدہ سے (گر گئی) اور پہلے لکھ چکا [7] ہوں کہ نون تاکید جس طرح مضارع مثبت کے آخر میں لام تاکید کے بعد آتا ہے اسی طرح اِمَّا شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے اسی قبیل سے اِمَّا تَرَیِنَّ ہے

ص(۱۹): اَلَمۡ تَرَ [8] -ب: رُؤۡیَۃٌ سے صیغہ لَمۡ تَرَ واحد مذکر حاضر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ہے تم اس کے جملہ صیغوں کے اعلالات تصاریف افعال میں جان چکے [9] ہو ہمزہ استفہام آنے کی وجہ سے اَلَمۡ تَرَ ہوگیا۔

ص(۲۰): قَالِیۡنَ [10] -ب: ضَرَبَ سے صیغہ جمع مذکر اسم [11] فاعل ناقص ہے بمعنی دشمن رکھنے والے قَالِیِیۡنَ تھا رَامِیۡنَ کے قاعدہ سے تعلیل کی گئی ہے اگرچہ یہ صیغہ مشکل نہیں لیکن بسا اوقات دوسری زبان کے دوسرے لفظ کے ساتھ اشتراک کے باعث صیغہ میں اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے تو چونکہ قالین ایک قسم کے فرش کو کہتے ہیں [12] اس لئے اس صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا۔

---

(۱) قولہ اَنۡ نَّمُنَّ فی قولہ تعالیٰ: وَنُرِيۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَنَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّنَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۙ (پارہ ۲۰ سورہ قصص رکوع ۱) اَلۡمَنُّ مصدر سے ہے یعنی احسان کرنا۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ لُمۡتُنَّنِیۡ فی قولہ تعالیٰ: قَالَتۡ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىۡ لُمۡتُنَّنِىۡ فِيۡهِ ؕ وَلَقَدۡ رَاوَدْتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ فَاسۡتَعۡصَمَ ؕ - پارہ ۱۳ سورہ یوسف رکوع ۴۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ لُمۡتُنَّ مصدرہ اَللَّوۡمُ واَلۡمَلَامَۃُ۔ ۱۲ رف

(۴) اِمَّا تَرَیِنَّ یعنی اگر تو دیکھے (حضرت مریم سے خطاب ہے) فی قولہ تعالیٰ: فَكُلِىۡ وَاشۡرَبِىۡ وَقَرِّىۡ عَيۡنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوۡلِىۡۤ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا ۚ پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۲۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ غیر مدہ تھی، کیونکہ ماقبل یاء کی حرکت یاء کے موافق نہیں۔ ۱۲ رف (۶) قولہ کسرہ دے دیا جیسے پیچھے گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ پہلے، یعنی باب اول کی گردانہائے افعال کی فصل میں۔ ۱۲ رف

(۸) اَلَمۡ تَرَ، یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا۔ وتمامہ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ؕ - پارہ ۳۰۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ جان چکے ہو، لہٰذا یہاں تعلیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں تم خود نکال لو۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ قَالِیۡنَ حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اِنِّىۡ لِعَمَلِكُمۡ مِّنَ الۡقَالِيۡنَ ؕ، یعنی میں البتہ تمہارے عمل سے بیزار ہوں، سورہ شعراء رکوع ۹۔ ۱۲ رف

(۱۱) قولہ جمع الخ اس کا واحد قَالٍ ہے جو دراصل قَالِیٌ تھا رَامٍ کے قاعدہ سے تعلیل ہو کر قَالٍ ہوگیا۔ ومصدرہ اَلۡقِلٰی بکسر القاف والالف المقصورۃ والقلاء بالفتح والمد وھو البغض وبابہ من ضرب۔ ۱۲ مختار الصحاح، بایضاح

(۱۲) قولہ کہتے ہیں، یعنی فارسی و اردو میں۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

حکایت:

جس زمانہ میں، میں رامپور تھا بریلی (۱) کا ایک طالب علم رامپور (۲) آیا ہوا تھا اور مجھ سے شرح ملا (۳) پڑھتا تھا اور قبل ازیں بریلی میں مجھ سے کتب صرف پڑھ چکا تھا اپنی عادت کے مطابق میں نے اسے صیغے بیان کرنے کی مشق کرائی ہوئی تھی، اور اس نے مشکل صیغے یاد کر رکھے تھے رامپور کا ایک منتہی طالب علم اس طالب علم سے مناظرہ کے لئے تیار ہوگیا اس بے چارہ نے عدم مساوات اور تباین بین الدرجتین (۴) کالمشرقین (۵) کا بہت عذر کیا لیکن رامپوری نے ایک نہ سنی۔ سمجھدار طلباء کا دستور ہے کہ ایسے مواقع پر سوال کی ابتداء اپنی ہی طرف سے کرنے میں مصلحت سمجھتے ہیں اس بے چارہ نے اسی دستور کے مطابق مناظرہ کا آغاز اس طرح کیا کہ رامپوری سے پوچھا کہ ''آسمان'' کیا صیغہ ہے؟ سنتے ہی رامپوری کی عقل چکرا گئی اپنے ذہن کو بہت گردش (۶) دی (لیکن) اس کی سیر (۷) اس صیغہ کے کسی برج (۸) تک نہ پہنچ سکی، اور خمسۃ متحیرۃ (۹) کی طرح حیران رہ گیا۔ اس کا سبب وہی اشتراک لفظی ہے ورنہ صیغہ مشکل نہیں اَفْعَلَانِ (۱۰) کے وزن پر اسم تفضیل کا تثنیہ ہے وقف کے باعث نون ساکن ہوگیا۔ اور یہ بھی (۱۱) ممکن ہے کہ باب افعال سے صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف ہو کہ آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی

---

(۱) قولہ بریلی ہندوستان کے صوبہ یوپی کا مشہور شہر ہے۔ ۱۲ رف (۲) رامپور یہ بھی ہندوستان کے صوبہ یوپی کا مشہور شہر ہے۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ شرح ملا، غالبا ملا جامی کی مشہور کتاب شرح جامی مراد ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ بین الدرجتین یعنی اپنے اور اس منتہی طالب علم کے درجوں کے درمیان، اور یہ لفظ یہاں بر سبیل ایہام ذکر کیا گیا ہے، اور ایہام علم بلاغت کی اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں کہ کوئی لفظ ایسا ذکر کیا جائے جس کے دو معنی محتمل ہوں، ایک قریب اور دوسرے بعید، اور مراد معنی بعید ہوں، یہاں لفظ درجہ بھی ایسا ہی ہے کہ اس کے ایک تو معنی بعید ہیں یعنی مرتبہ اور ایک معنی قریب ہیں جو فن ہیئت کی اصطلاح کے اعتبار سے ہیں کیونکہ علماء ہیئت نے فلک کے مفروضہ دائروں کو تین سو ساٹھ حصوں پر منقسم کیا ہوا ہے اور ہر حصہ کو ایک درجہ کہتے ہیں اور یہ ایہام لفظ آسمان کی مناسبت سے کیا گیا ہے جو کہ آگے آرہا ہے۔

(۵) قولہ کالمشرقین یعنی مشرق ومغرب، اور مغرب کو مشرق کہنا تغلیب کے طور پر ہے اور تغلیب اس کو کہتے ہیں کہ دو متقابل چیزوں میں سے ایک کو جو فی نفسہ غالب ہو غالب قرار دے کر شیء مغلوب پر بھی غالب کے اسم کا اطلاق اس طرح کریں کہ شیء غالب کے اسم کا تثنیہ بنادیں، جیسے مشرق ومغرب کو مشرقین کہنا اس لحاظ سے کہ مشرق کو مغرب پر فوقیت حاصل ہے اور جیسے ابوین ماں باپ کو کہنا اس لحاظ سے کہ اب کو ام پر بلحاظ ذکورۃ فوقیت حاصل ہے اور یہاں بھی لفظ مشرقین کا ذکر لفظ آسمان کی مناسبت سے ہے اور اسی مناسبت سے آگے بھی کئی لفظ آرہے ہیں جو علم ہیئت کی اصطلاحات ہیں کیونکہ علم ہیئت میں افلاک کی حرکات اور ہیئتوں سے بحث کی جاتی ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ گردش، لفظ چکر و گردش دونوں میں ایہام ہے جو لفظ آسمان کی مناسبت سے ہے کیونکہ دونوں کے معنی قریب تو حرکت مستدیرہ کے ہیں، اور معنی بعید مجازی ہیں یعنی ذہن کو کسی امر میں غور وفکر کی طرف متوجہ کرنا، اور یہاں یہی مراد ہیں۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ سیر، لغۃ چلنا، اور فن ہیئت کی اصطلاح میں فلک کی حرکت ہو کہتے ہیں۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ برج، لغۃ میں قصر اور محل کو کہتے ہیں اور فن ہیئت کی اصطلاح میں فلک کے بارہ مساوی حصوں میں سے ہر ایک حصہ کو برج کہتے ہیں جمع بروج ہے۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ خمسۃ متحیرۃ، سات مشہور سیاروں میں سے پانچ سیاروں کے مجموعہ کا نام ہے، اور پانچ یہ ہیں عطارد، زہرہ، مشتری، مریخ، زحل، اور ان کو متحیرہ اس لئے کہتے ہیں کہ قدیم علماء ہیئت کی تحقیق یہ ہے کہ پانچ سیارے بھی کبھی اپنی حرکت عادیہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگتے ہیں اور پھر حسب معمول آگے کو بڑھنے لگتے ہیں اور باقی دو سیارے شمس وقمر ہیں۔ ۱۲ حاشیہ

(۱۰) قولہ افعلان، یعنی سَمَا يَسْمُو سُمُوًّا کے اسم تفضیل اَسْمٰی کا تثنیہ ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ اَسْمٰی کا تثنیہ اَسْمَيَانِ ہے نہ کہ آسْمَانِ کیونکہ الف تثنیہ سے قبل واؤ و یائے ماقبل مفتوح میں تعلیل نہیں ہوتی جیسا کہ ساتویں قاعدہ کی شرائط میں گذر چکا ہے۔

(۱۱) قولہ اور یہ بھی الخ اس توجیہ پر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ باب افعال کی ماضی معروف کا تثنیہ اَسْمَيَا ہے نہ کہ اَسْمَا وجہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ الف تثنیہ سے قبل واؤ و یائے متحرک ماقبل مفتوح میں ساتواں قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ نیز مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی فرمودہ دونوں توجیہات پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ اگر دونوں توجیہات صحیح تسلیم بھی کرلی جائے تب بھی یہ لفظ اَسْمَانِ بقصر الهمزہ ہوتا ہے نہ کہ آسمان بمد الهمزہ حالانکہ دعوی ہمزہ ممدودہ کا ہے۔ سوال: دونوں توجیہیں اس طرح صحیح قرار دی جاسکتی ہیں کہ اس لفظ کا مادہ س م و کی بجائے ا، س، م، قرار دیا جائے۔ اس صورت میں مذکورہ اعتراضات میں سے کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا۔ جواب: مادہ ا، س، م، سے نہ کوئی فعل عربی زبان میں آتا ہے اور نہ کوئی مشتق لہذا لفظ آسمان کو نہ باب اُفعال کی ماضی قرار دیا جاسکتا ہے نہ اسم تفضیل کا صیغہ تثنیہ۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

یاء حذف ہوگئی اور نون کا کسرہ وقف کی وجہ سے گر گیا۔ (۱) اور لفظ قَالِیْنَ میں دو احتمال اور ہیں ایک یہ کہ باب مفاعلہ سے قَالٰی یُقَالِیْ ناقص کا صیغہ جمع مونث امر حاضر معروف ہو اور قِلًی (۲) بمعنی دشمنی کرنا سے ماخوذ ہو، دوسرا یہ کہ اسی باب سے واحد مونث (امر) حاضر معروف ہو آخر میں نون وقایہ و یائے متکلم لگ کر یاء حذف ہوگئی اور نون وقایہ کا کسرہ وقف کے باعث گر گیا لیکن یہ دونوں احتمال قرآن مجید میں جاری نہیں ہوسکتے کیونکہ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ معرف باللام واقع (۳) ہوا ہے۔ قُوْلِیْنَ جو کتاب مشہور جوانا موئی (۴) کا پہلا صیغہ ہے وہ (بھی) اسی باب (۵) سے جمع مونث غائب اثبات ماضی مجہول ہے۔

فائدہ:

کتاب مذکور میں اکثر صیغوں کے اعلالات غلط بیان کر دیئے گئے ہیں اس لئے یہ کتاب محققین کے نزدیک مقبول نہیں۔

ص (۲۱): اَشُدَّ (۶) جو بَلَغَ اَشُدَّہٗ میں ہے۔ ب: شدت بمعنی قوت کی جمع ہے جیسے: نعمت کی جمع انعم (۷)، کذا فی البیضاوی، اور قاموس میں یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ شد کی جمع ہو جو قوت ہی کے معنی میں ہے۔

ص (۲۲): لَمْ یَكُ (۸)۔ ب: دراصل لَمْ یَكُنْ تھا چونکہ قاعدہ ہے کہ فعل ناقص کا آخری نون بوقت جوازم جائز الحذف ہے اس لئے نون کو حذف کر دیا گیا لَمْ اَكُ (۹) لَمْ نَكُ، اِنْ یَّكُ بھی (۱۰) قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں۔

ص (۲۶): (۱۱) یَهِدِّیْ (۱۲)۔ ب: افتعال سے صیغہ واحد مذکر غائب اثبات فعل مضارع معروف ناقص ہے دراصل

---

(۱) قولہ گر گیا، اوپر کے حاشیہ میں واضح ہو چکا ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جو دو توجیہیں لفظ آسْمَانِ کی ذکر کی ہیں ان میں سے کوئی بھی اشکال سے خالی نہیں اس لئے ناچیز راقم کی رائے میں اس لفظ کی صحیح توجیہ یہ ہے کہ مادہ س م و سے باب افعال کا واحد مذکر غائب ماضی معروف ہے نہ کہ تثنیہ۔ اخیر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی یاء حذف ہوگئی، اور نون وقف کے باعث ساکن ہوگیا، اَسْمَانِ ہوا پھر اَسْمَانِ کے شروع میں ہمزہ استفہام داخل ہوا جس کے باعث دو ہمزہ متحرکہ اول کلمہ میں جمع ہوگئے، ہمزہ ثانیہ کو الف سے بدل دیا جیسا کہ آلْاٰنَ میں بدلا گیا ہے، آسْمَانِ ہوا، اور باب افعال سے اَسْمٰا اِسْمَاءً کے معنی ''بلند کرنا'' ہیں لہٰذا آسمان کا ترجمہ ہوا'' کیا اس نے مجھے بلند کیا''، واللہ اعلم۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ قِلًی باب ضرب کا مصدر ہے۔ بکسر القاف وفی آخرہ الف مقصورۃ۔ ۱۲ منجد

(۳) قولہ واقع ہوا ہے اور فعل معرف باللام نہیں ہوسکتا۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ جوانا موئی کتاب کا نام ہے۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ اسی باب یعنی باب مفاعلہ سے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ اَشُدَّ فی قولہ تعالیٰ: وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ سورہ یوسف رکوع ۳۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ اَنْعُمٌ مطلب یہ ہے کہ اَشُدَّ بھی دراصل اَشْدُدٌ بروزن اَنْعُمٌ تھا یَمُدُّ کے قاعدہ سے اَشُدٌّ ہوا۔ اور قرآن کریم میں مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگیا اور مضاف ہونے کے باعث تنوین ساقط ہوگئی۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ لَمْ یَكُ فی قولہ تعالیٰ: فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ پارہ فمن اظلم سورہ مومن کی آخری آیت رکوع ۹۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ لَمْ اَكُ الخ لَمْ اَكُ کی مثال سورہ مریم میں ہے: قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ رکوع ۲ اور لَمْ نَكُ کی مثال سورہ مدثر کے دوسرے رکوع میں ہے: قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ﴿۴۴﴾ اور اِنْ یَّكُ کی مثال سورہ مومن کے چوتھے رکوع میں ہے وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ ۱۲ حاشیہ

(۱۰) قولہ بھی، وھکذا قولہ تعالیٰ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ۔

(۱۱) قولہ ۲۶ چونکہ صیغہ ۲۲ کے بیان میں مزید تین صیغوں لَمْ اَكُ لَمْ نَكُ اِنْ یَّكُ کا بیان بھی ہوگیا ہے اس لئے انہیں بھی شمار کر کے صیغہ ھذا ۲۶ واں ہوا۔

(۱۲) قولہ یَهِدِّیْ فی قولہ تعالیٰ: اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّهْدٰی ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۴۔ ۱۲ حاشیہ

SamarHanif.com

یَھْتَدِیْ تھا چونکہ افتعال [1] کا عین کلمہ دال تھا تاء کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کیا اور فاء کو کسرہ دے دیا یَھِدِّیْ ہوا اور فتحہ بھی جائز ہے یَھَدِّیْ بھی کہہ سکتے ہیں۔

ص(۲۷): یَخِصِّمُوْنَ [2] ۔ب: دراصل یَخْتَصِمُوْنَ تھا، عین افتعال کی جگہ صاد ہونے کے باعث یَھِدِّیْ کا سائمل کر دیا گیا ان دونوں صیغوں کے قاعدہ کا بیان ابواب کی گردانوں میں ہو چکا ہے۔

ص(۲۸): وَدَّکَرَ [3] ۔ب: دراصل اِذْتَکَرَ تھا، فائے افتعال ذال ہونے کے باعث تاء کو دال سے بدلا اور ذال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا۔ [4]

ص(۲۹): مُدَّکِرٌ [5] ۔ب: اسی باب سے ہے اور تصاریف ابواب میں تم جان چکے ہو کہ یہاں فک ادغام (یعنی) اِذْدَکَرَ اور دال کو ذال سے بدل کر ادغام (یعنی) اِذَّکَرَ بھی جائز ہے۔

ص(۳۰): تَدَّعُوْنَ [6] ۔ب: افتعال سے ناقص واوی صیغہ جمع مذکر (حاضر) اثبات مضارع معلوم ہے دراصل تَدْتَعِیُوْنَ تھا فاء کے دال ہونے کے باعث تاء دال ہو کر دال اول میں مدغم ہو گئی اور یاء بقاعدہ تَرْمُوْنَ حذف ہو گئی۔

ص(۳۱): مُزْدَجَرٌ [7] ۔ب: افتعال سے مصدر میمی صحیح [8] ہے، دراصل مُزْتَجَرٌ تھا فاء [9] کے زاء ہونے کے باعث تا دال سے بدل گئی اور وزن کے اعتبار سے صیغہ مفعول وظرف بھی ہو سکتا ہے۔ قاعدہ [10] کا بیان ابواب کی گردانوں میں ہو چکا ہے۔

ص(۳۲): فَمَنِضْطُرَّ [11] ۔ب: افتعال سے اُضْطُرَّ صیغہ واحد مذکر غائب اثبات ماضی مجہول مضاعف ہے ہمزہ وصل درمیان میں آنے کے باعث گر گیا اور نون ساکن [12] اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْکَسْرِ کے قاعدہ سے مکسور ہو گیا اور تائے افتعال ضاد [13] کے باعث طاء سے بدل گئی۔

---

(۱) قولہ افتعال، یہ قاعدہ اور اگلے صیغہ کا قاعدہ باب افتعال کے قواعد میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ یَخِصِّمُوْنَ فی قولہ تعالیٰ: مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ ۝۴۹ سورہ یاسین۔ ۱۲ حاشیہ

(۳) قولہ وَدَّکَرَ فی قولہ تعالیٰ: وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝۴۵ سورہ یوسف رکوع ششم۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ کر دیا اور ہمزہ وصل لحوق واو کے باعث تلفظ سے گر گیا۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ مُدَّکِرٌ فی قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۳۲ پارہ قال فما خطبکم سورہ قمر میں یہ آیت کئی بار آئی ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ تَدَّعُوْنَ فی قولہ تعالیٰ: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝۲۷ سورہ ملک رکوع دوم۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ مُزْدَجَرٌ فی قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِیْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ پارہ قال فما خطبکم سورہ قمر رکوع اول۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ صحیح یعنی معتل وغیرہ نہیں۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ فاء یعنی افتعال کا فاء کلمہ زاء تھی۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ قاعدہ یعنی تائے افتعال کو دال سے بدلنے کا قاعدہ۔ ۱۲ رف

(۱۱) قولہ فَمَنِضْطُرَّ فی قولہ تعالیٰ: فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۷۳ سورہ بقرہ رکوع ۲۱۔ ۱۲ حاشیہ

(۱۲) قولہ نون ساکن یعنی من کا نون۔ ۱۲ رف

(۱۳) قولہ ضاد کے باعث مفصل قاعدہ ابواب کی گردانوں میں باب افتعال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

ص (۳۳): مَضْطُرِرْتُمْ [1] ۔ب: قرآن مجید میں اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ ہے افتعال سے مضاعف صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی مجہول ہے۔ ہمزہ وصل درمیان میں آنے کے باعث گرا اور مَا کا الف ساکنین کے باعث اور تائے افتعال ضاد کے باعث طاء ہوگئی۔

ص (۳۴): فَمَسْطَاعُوْا [2] ۔ب: دراصل فَمَا اسْتَطَاعُوْا تھا، استفعال سے صیغہ جمع مذکر غائب نفی ماضی معروف اجوف واوی ہے تائے استفعال حذف [3] کردی گئی اور ہمزہ وصل درمیان میں ہونے کے باعث اور ما کا الف ساکنین کے باعث گرگیا۔ فَمَا اسْطَاعُوْا ہوا۔

ص (۳۵): لَمْ تَسْطِعْ [4] ۔ب: دراصل لَمْ تَسْتَطِعْ تھا تاء حذف [5] کردی گئی اور اعلال لَمْ یَسْتَقِمْ کی طرح ہے۔

ص (۳۶): مُضِیًّا [6] ۔ب: مَضٰی یَمْضِیْ کا مصدر ناقص ہے دراصل مُضُوْیًا تھا بقاعدہ مَرْمِیٌّ اعلال کیا گیا اور اس میں کسرہ فاء بھی جائز ہے۔

ص (۳۷): عِصِیُّهُمْ [7] ۔ب: عَصًا کی جمع عِصِیٌّ ہے دراصل عُصُوْوٌ تھا بقاعدہ دِلِیٌّ دونوں واو یاء سے بدل کر ماقبل کے ضمے کسرہ سے بدل گئے۔

ص (۳۸): لَنَسْفَعًا [8] ۔ب: لَنَسْفَعَنْ بروزن لَنَفْعَلَنْ صیغہ متکلم مع الغیر لام تاکید بانون خفیفہ ہے کبھی نون خفیفہ کو تنوین کی مشابہت کے باعث اس کی صورت میں لکھ دیتے ہیں (یہاں) اسی طرح لکھا گیا اسی لئے صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا۔

ص (۳۹): نَبْغِ [9] ۔ب: نَبْغِیْ مثل نَرْمِیْ ہے یاء کو اس قاعدہ سے حذف کیا گیا ہے کہ حالت وقف میں ناقص کے آخر سے حرف علت کا حذف جائز ہے اور محققین علم صرف نے لکھا ہے کہ علی الاطلاق عرب کا محاورہ ہے کہ بغیر جزم و وقف کے بھی یَدْعُوْ، یَرْمِیْ کو یَدْعُ، یَرْمِ کہہ دیتے ہیں۔

---

(۱) مَضْطُرِرْتُمْ فی قوله تعالیٰ: وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ سورہ انعام رکوع ۱۴۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ فَمَسْطَاعُوْا فی قوله تعالیٰ: فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ سورہ کہف رکوع ۱۱۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ حذف، اس کا قاعدہ بھی باب استفعال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ لَمْ تَسْطِعْ فی قوله تعالیٰ: حکایة عن الخضر علیه السلام ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ سورہ کہف رکوع ۱۰۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ کردی گئی، اس کا قاعدہ بھی وہی ہے جو فَمَا اسْطَاعُوْا میں ہے اور باب استفعال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ مُضِیًّا فی قوله تعالیٰ: وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ سورہ یٰس رکوع ۵۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ عِصِیَّهُمْ فی قوله تعالیٰ: فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ سورۃ الشعراء رکوع ۳۔ ۱۲ رف

(۸) قولہ لَنَسْفَعًا فی قوله تعالیٰ: لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ سورہ علق پارہ عم۔ (ترجمہ) گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر، کیسی چوٹی، چوٹی گنہگار (از ترجمہ شاہ عبدالقادر) سَفَعَ بِنَاصِیَتِهٖ قبض علیها فاجتذبها بابہ فتح۔ (مختار الصحاح والمنجد) ۱۲ رف

(۹) قولہ نَبْغِ فی قوله تعالیٰ: ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ (سورہ کہف رکوع ۹) ۱۲ رف

SamarHanif.com

ص (۴۰): غَوَاش (۱)۔ ب: غَاشِیَۃٌ (۲) کی جمع ہے۔ قاعدہ جَوَارٍ پر عمل کیا گیا ہے۔ اس جیسے صیغوں کی تعلیل میں ایک طویل بحث ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تتمیماً للافادۃ (اسے بھی) سرکریں، جَوَارٍ جیسی مثالوں میں بحالت رفع وجریاء حذف (۳) ہوکر عند عدم الاضافۃ واللام تنوین آجاتی ہے اور بحالت نصب مطلقاً (۴) یا مفتوح ہوتی ہے کہا جاتا ہے جَاءَ تْنِیْ جَوَارٍ وَمَرَرْتُ بِجَوَارٍ وَرَاَیْتُ جَوَارِیَ (۵) اور اضافت ولام کے وقت رفعاً وجراً آخر میں یاء ساکن ہوتی ہے جیسے: (۶) جَاءَ تْنِیْ الْجَوَارِیْ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ پس اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہ وزن صیغہ منتہی الجموع کا ہے جو منع صرف کے نو اسباب میں سے ہے (لہٰذا) چاہئے کہ اس میں تنوین مطلقاً (۷) نہ آئے (۸) اور یاء کبھی حذف (۹) نہ ہو چنانچہ اسم تفضیل اَوْلٰی وَاَعْلٰی وغیرہ میں الف اسی لئے حذف نہیں ہوا کہ منع صرف کے باعث جس کی علت وزن فعل ووصف ہے، ان میں تنوین (۱۰) نہیں آئی تھی۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اصل اسماء میں انصراف ہے، پس ہر اسم کی اصل منصرف نکلے گی۔ لہٰذا یہاں (۱۱) اصل باتنوین نکال کر حالت نصب میں یاء چونکہ قَاضٍ کے قاعدے سے ساقط نہیں ہوتی تو وزن (۱۲) منتہی الجموع میں کوئی خلل نہ آیا۔ لہٰذا کلمہ غیر منصرف ہوکر تنوین حذف ہوگئی، اور حالت رفع وجر میں یاء چونکہ قَاضٍ (۱۳) کے قاعدہ سے گرگئی، تو جَوَارٍ بروزن مفرد سَلَامٍ وَکَلَامٍ ہوکر وزن منتہی الجموع باطل ہوگیا اور یہاں (۱۴) منع صرف کا مدار اسی پر تھا، لہٰذا کلمہ منصرف باتنوین رہا اور حذفِ یاء قائم رہا۔ اور اَعْلٰی اور اس کی امثال میں اصل باتنوین نکالی تھی، لیکن الف التقائے ساکنین باتنوین کے باعث گرجانے کے بعد بھی سبب منع صرف زائل نہ ہوا، کیونکہ یہاں (۱۵) سبب منع صرف دو چیزیں ہیں: (۱) وصف، کہ جس میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا۔

---

(۱) قولہ غَوَاشٍ فی قولہ تعالیٰ: لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ سورہ اعراف رکوع ۵۔ ۱۲رف

(۲) قولہ غَاشِیَۃٌ مونث اَلْغَاشِیْ وھو الغطاء والغاشیۃ من اسماء القیامۃ ایضا لانھا تَغْشٰی بِاَفْزَاعِھَا۔ ومصدرہ الغِشَاوَۃُ بابہ فرح۔ ۱۲ کذا فی مختار الصحاح۔

(۳) قولہ حذف الخ بوجہ اجتماع ساکنین۔ ۱۲رف

(۴) قولہ مطلقاً یعنی خواہ اضافت یالام تعریف ہو یانہ ہو۔ ۱۲رف

(۵) قولہ جَوَارِیَ وکَذَا رَاَیْتُ الْجَوَارِیَ وجَوَارِیَکُمْ۔ ۱۲رف

(۶) قولہ جیسے الخ اور بوقت اضافت جَاءَ تْنِیْ جَوَارِیْکُمْ و مَرَرْتُ بِجَوَارِیْکُمْ۔ ۱۲رف

(۷) قولہ مطلقاً، یعنی خواہ حالت نصب ہو یا رفع ہو یا جر۔ ۱۲رف

(۸) قولہ نہ آئے، کیونکہ غیر منصرف تنوین کو قبول نہیں کرتا۔ ۱۲رف

(۹) قولہ حذف نہ ہو، کیونکہ علت حذف جو اجتماع ساکنین باتنوین ہے اس صورت میں نہیں پائی جاتی۔ ۱۲رف

(۱۰) قولہ نہیں الخ چنانچہ اجتماع ساکنین بھی نہ پایا گیا جو کہ علت حذف ہے۔ ۱۲رف

(۱۱) قولہ یہاں یعنی جَوَارٍ اور اس کی امثال میں۔ ۱۲رف

(۱۲) قولہ وزن منتہی الجموع، جو کہ دو سبب کے قائم مقام ہے جیسا کہ نحو میں پڑھ چکے ہو۔ ۱۲رف

(۱۳) قولہ قَاضٍ کے قاعدہ سے، یہ وہی قاعدہ ہے جو رام میں جاری ہوتا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ علام نے یہ قاعدہ صراحۃً پوری کتاب میں کہیں ذکر نہیں کیا، البتہ جواد کے قاعدہ کے بیان میں ہم نے اس قاعدہ کی ایک توجیہ ذکر کی ہے وہ مقام دوبارہ دیکھ لیا جائے۔ ۱۲رف

(۱۴) قولہ یہاں یعنی جَوَارٍ اور اس کی نظائر میں۔ ۱۲رف

(۱۵) قولہ یہاں یعنی اَعْلٰی و اَوْلٰی وغیرہ میں۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

(۲) وزن فعل، کہ جس کے لئے اس مقام [۱] پر یہ شرط ہے کہ ابتداء میں حروف اَتَیْنُ میں سے ایک ہو اور تاء [۲] کو قبول نہ کرے اور یہ بات [۳] سقوط الف کے باوجود باقی رہتی ہے [۴] پس علت منع صرف کے بقاء نے کلمہ کے منع صرف کا موجب ہو کر تنوین کو گرادیا۔ [۵]

صاحب فصول اکبری نے اس اشکال سے خلاصی کے لئے ایک دوسری راہ اختیار کی کہ اس جمع کو قَاضٍ [۶] سے الگ کر کے اس کے لیے ایک اور قاعدہ مقرر کر دیا یعنی یہ کہ ایسی جمع ناقص میں کہ جو فَوَاعِلُ کے وزن صوری [۷] پر ہو حالت رفع و جر میں یاء [۸] کو حذف کر کے تنوین لگا دیتے ہیں چونکہ صاحب فصول اکبری کی تقریر میں سرے سے اشکال وارد نہیں ہوتا موونت بسیار [۹] کی تخفیف ہے لہٰذا اس کتاب میں ہم نے قاعدہ اسی طرح لکھا ہے۔ [۱۰]

---

(۱) قولہ اس مقام پرالخ تم نحو میں پڑھ چکے ہو کہ وزن فعل جو کہ منع صرف میں معتبر ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مختص بالفعل ہو اور اسم میں صرف منقول ہو کر کبھی آجاتا ہے جیسے شَمَّرَ (علی وزن المعروف) وضُرِبَ (علی وزن المجهول) اور دوسری وہ جو مختص نہ ہو بلکہ اسم میں منقول ہوئے بغیر بھی آتا ہو جیسے اَحْمَدُ یَشْکُرُ ونَرْجَسُ وغیرہ جبکہ یہ علم ہوں، اس دوسری قسم کے موثر ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ اس کے اول میں حروف مضارع میں سے کوئی حرف ہو، دوسری یہ کہ اس کے آخر میں تائے تانیث نہ آتی ہو، اگر یہ دونوں شرطیں موجود ہونگی تو وزن فعل منع صرف کے لئے موثر ہوگا، اور اگر ایک شرط بھی مفقود ہو جائے گی تو موثر نہیں ہوگا، پہلی شرط مفقود ہونے کی مثال یَعْمَلٌ ہے کہ یہ اگر چہ وزن فعل ہے اور حرف مضارع بھی شروع میں موجود ہے لیکن چونکہ اس کے آخر میں تائے تانیث آتی ہے اور عرب قوی اونٹنی کو نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ کہتے ہیں اس لئے منصرف ہے۔ اب یہ سمجھو کہ اَعْلیٰ اور اَوْلیٰ بھی وزن فعل کی دوسری قسم میں داخل ہیں اور ان میں مذکورہ دونوں شرطیں موجود ہیں خواہ الف حذف ہو یا نہ ہو، تو وزن فعل جو ان میں پایا جارہا ہے ضرور موثر ہوگا۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ تاء یعنی آخر میں تائے تانیث کو قبول نہ کرتا ہو، احتراز ہے یَعْمَلٌ سے کہ اس کا مونث یَعْمَلَةٌ آتا ہے۔ ۱۲ رف (۳) قولہ بات، یعنی شرط مذکور۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ رہتی ہے کیونکہ اعلیٰ و اولیٰ کے اول میں ہمزہ مفتوحہ موجود ہے جو حروف اتین میں سے ہے اور ان کے آخر میں تائے تانیث نہیں لگ سکتی۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ گرادیا، اور جب تنوین گر گئی تو اجتماع ساکنین باقی نہ رہا جو حذف الف کی علت تھا اس لئے الف اپنی جگہ قائم رہا۔ ۱۲ رف

(۶) قَاضٍ سے یعنی قَاضٍ کے قاعدہ سے۔ ۱۲ رف

(۷) قولہ وزن صوری، یعنی الف سے پہلے دو حرف مفتوح اور بعد میں ایک حرف مکسور لام کلمہ سے پہلے ہو جیسے مَفَاعِلُ، اَفَاعِلُ وغیرہ۔ اب یہ سمجھو کہ اہل عربیت کے نزدیک وزن الفاظ کی تین قسمیں ہیں۔ وزن صرفی، وزن صوری، وزن عروضی۔ وزن صرفی وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان تین چیزوں میں مطابقت ہو۔ اول حرکات وسکنات میں کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل ساکن ہو۔ دوم حرکات کی خصوصیات میں کہ فتحہ کے مقابل فتحہ اور کسرہ کے مقابل کسرہ اور ضمہ کے مقابل ضمہ ہو۔ سوم حروف اصلیہ وزائدہ میں کہ اصلی کے مقابل اصلی اور زائد کے مقابل زائد ہو۔ جیسے اِجْتَنَبَ بروزن اِفْتَعَلَ۔ اور علم صرف کی کتابوں میں جب وزن بغیر کسی قید کے مذکور ہو تو یہی وزن صرفی مراد ہوتا ہے اور وزن صوری وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان پہلی دو چیزوں میں مطابقت ہو اگر چہ تیسری چیز میں مطابقت نہ ہو۔ جیسے اَکَابِرُ کہ وزن صوری کے اعتبار سے یہ بروزن مَفَاعِلُ بھی ہے اور بروزن اَفَاعِلُ بھی، حالانکہ وزن صرفی کے اعتبار سے یہ صرف بروزن اَفَاعِلُ ہے۔ اور وزن عروضی وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان پہلی چیز میں مطابقت ہو اگر چہ دوسری اور تیسری چیز میں مطابقت نہ ہو۔ جیسے اَکَابِرُ و مَسَاجِدُ و قَوَاعِدُ کہ وزن عروضی کے اعتبار سے ان میں سے ہر لفظ مَفَاعِلُ بفتح اول کے وزن پر بھی ہے اور مُفَاعِلُ بضم اول کے وزن پر بھی، نیز اَفَاعِلُ کے وزن پر بھی ہے اور فَوَاعِلُ کے وزن پر بھی حالانکہ وزن صوری کے اعتبار سے مذکورہ تینوں الفاظ میں سے کوئی بھی مُفَاعِلُ بضم اول کے وزن پر نہیں، کہ اَکَابِرُ بروزن اَفَاعِلُ مَسَاجِدُ بروزن مَفَاعِلُ اور قَوَاعِدُ بروزن فَوَاعِلُ ہے ایک اور مثال اس طرح سمجھو کہ طَعَامٌ و اِدَامٌ و زُکَامٌ و رَغِیْفٌ و صَبُوْرٌ وزن عروضی کے اعتبار سے پانچوں بروزن فَعُوْلٌ ہیں۔ حالانکہ وزن صوری وصرفی کے اعتبار سے طَعَامٌ بروزن فَعَالٌ بالفتح اور اِدَامٌ بروزن فِعَالٌ بالکسر اور زُکَامٌ بروزن فُعَالٌ بالضم اور رَغِیْفٌ بروزن فَعِیْلٌ اور صَبُوْرٌ بروزن فَعُوْلٌ ہے کذا فی نوادر الوصول شرح فصول اکبری۔ ۱۲ رف بزیادۃ ایضاح وتفصیل۔

(۸) قولہ یاء کو یعنی لام کلمہ کی یاء کو حذف کر کے ماقبل کو تنوین لگا دیتے ہیں۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ موونت یعنی مشقت اور بسیار بمعنی بہت۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ لکھا ہے یعنی معتل کے قوعد میں پچیسواں نمبر پر ۱۲ رف

SamarHanif.com

ص (۴۱): فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ (۱) ۔ب: صیغہ رَأَيْتُمْ بروزن فَعَلْتُمْ ہے اس کے شروع میں فائے تعقیب اور قد تحقیق کا آ گیا ہے جب آخر میں ضمیر مفعول کی ہاء لگی تو تُمْ پر واؤ زائد کر دیا گیا۔

قاعدہ:

یہ ہے کہ کُمْ، هُمْ، تُمْ کے بعد جب کوئی ضمیر لاحق ہو جائے تو میم کے بعد واؤ زیادہ ہو جاتا ہے اور میم مضموم ہو جاتا ہے، جیسے: قَتَلْتُمُوْهُمْ، اَكَلْتُمُوْهَا، اَكْرَهْتُمُوْنِيْ، طَلَّقْتُمُوْنِيْ بلکہ کبھی واحد مونث حاضر کی تائے مکسورہ میں ضمیر لاحق ہونے کے وقت یائے ساکنہ زیادہ ہو جاتی ہے صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول میں آیا ہے لَوْ قَرَأْتِيْهِ (۲) لَوَجَدْتِيْهِ۔

ص (۴۲): اَنُلْزِمُكُمُوْهَا (۳) ۔ب: صیغہ نُلْزِمُ بروزن نُكْرِمُ ہے ہمزہ استفہام اول میں اور كُمْ ضمیر مفعول آخر میں ہے اس کے بعد مفعول ثانی کی ضمیر هَا کی وجہ سے واؤ زیادہ ہو کر میم مضموم ہو گیا اَنُلْزِمُكُمُوْهَا ہوا۔

ص (۴۳): اَنْ سَيَكُوْنُ (۴) ۔ب: صیغہ يَكُوْنُ مثل يَقُوْلُ ہے اشکال (۵) عدم نصب کی وجہ سے ہے اور اس کی وجہ (۶) یہ ہے کہ ان ناصبہ نہیں بلکہ ان مشبہ بالفعل کا مخفف ہے یہ ان علم وظن کے بعد آتا ہے اور نصب نہیں کرتا۔

ص (۴۴): مِتْنَا (۷) ۔ب: خِفْنَا کی طرح صیغہ متکلم مع الغیر ہے اس صیغہ میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس کا مضارع مضموم العین مستعمل ہوا ہے، جیسے: يَمُوْتُ وَيَمُوْتُوْنَ پس چاہیے کہ صیغہ (۸) نَصَرَ يَنْصُرُ سے ہو (۹) اور قُلْنَا کی طرح مُتْنَا (۱۰) ہو (۱۱)؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ لفظ سَمِعَ سے خَافَ يَخَافُ کی طرح مَاتَ يَمَاتُ

---

(۱) قولہ رَأَيْتُمُوْهُ فی قولہ تعالیٰ: كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ سورہ آل عمران رکوع ۱۴۔ ۱۲ حاشیہ

(۲) قولہ لَوْ قَرَأْتِيْهِ الخ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسی عورتوں پر لعنت ذکر کی جو اپنے سر میں دوسروں کے بال باندھ لیتی ہیں یا یہ کام دوسروں سے کراتی ہیں۔ ایک عورت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ میں نے قرآن پڑھا مگر مجھے اس قسم کی عورتوں پر لعنت نہیں ملی۔ اس کے جواب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ جملہ ارشاد فرمایا۔ یعنی اگر تو قرآن پڑھتی تو اس قسم کی عورتوں پر لعنت ضرور پاتی۔ پھر بطور دلیل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے تو ان پر قرآن مجید میں لعنت ہونا بھی لازم آیا۔ ۱۲ حاشیہ

(۳) قولہ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا فی قولہ تعالیٰ: اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ سورہ ہود رکوع ۳۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ اَنْ سَيَكُوْنُ فی قولہ تعالیٰ: اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ سورہ مزمل رکوع دوم۔ ۱۲ رف

(۵) قولہ اشکال الخ کیونکہ ان کی وجہ سے بظاہر نصب ہونا چاہیے تھا۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ اس کی یعنی عدم نصب کی۔ ۱۲ رف

(۷) مِتْنَا بکسر المیم فی قولہ تعالیٰ: ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا سورہ المومنون آیت ۸۲ و سورت الصافات آیت ۱۶، ۵۳ و سورہ ق آیت ۳ و سورہ واقعہ آیت ۴۷۔

(۸) صیغہ یعنی صیغہ متنا۔ ۱۲ رف

(۹) قولہ اور یہ الخ نصر ینصر سے ہونے پر متفرع ہے۔ ۱۲ رف

(۱۰) قولہ مُتْنَا بضم المیم کیونکہ معتل کے ساتویں قاعدے میں گزر چکا ہے کہ ماضی مفتوح العین و مضموم العین میں ضمہ دیا جاتا ہے جیسے قُلْنَ و طُلْنَ۔

(۱۱) قولہ ہو، حالانکہ قرآن کریم میں بکسر المیم ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ باب سمع سے ہے کیونکہ ماضی کے فاء کلمہ کو کسرہ واوی مکسور العین میں دیا جاتا ہے جیسا کہ ساتویں قاعدے کے بیان میں گزر چکا۔ جو اشکال مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صیغہ مِتْنَا میں بیان کیا ہے وہی اشکال اس لفظ کے صیغہ مِتُّ اور مِتَّ میں بھی ہوتا ہے کہ یہ دونوں صیغے بھی قرآن کریم میں آئے ہیں اور ان میں بھی میم مکسور ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ: يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (سورہ مریم آیت ۲۳) و فی قولہ تعالیٰ: وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَامِتُّ (سورہ مریم آیت ۶۶) میں گزر چکا۔ ۱۲ رف

SamarHanif.com

بھی آتا ہے اور نَصَرَ سے بھی آتا ہے جیسے: مَاتَ یَمُوْتُ اور قرآن مجید میں ماضی سَمِعَ (۱) سے مستعمل ہوئی ہے۔ اور مضارع نَصَرَ سے۔ (۲)

ص (۴۵): فَمْبَجَسَتْ (۳) ۔ ب: فَامْبَجَسَتْ اِنْفَطَرَتْ کی طرح صیغہ واحد مونث غائب ماضی معروف ہے ہمزہ درمیان میں آنے کی وجہ سے گر گیا اور نون جو ساکن تھا اس کے بعد باء ہونے کے باعث میم سے بدل گیا (۴)، صیغہ میں اشکال اسی وجہ سے آیا ہے۔

ص (۴۶): اَلدَّاعِ (۵) ۔ ب: صیغہ اسم فاعل دَاعِیْ ہے یاء اس قاعدہ کے بموجب ساقط ہوگئی کہ اسم معرف باللام کے آخر میں یاء کبھی حذف کر دیتے ہیں۔

ص (۴۷): اَلْجَوَار (۶) ۔ ب: اَلْجَوَارِیْ تھا اسی قاعدہ سے جو ابھی بیان کیا ہے یاء حذف کر دی گئی

ص (۴۸): اَلتَّنَادِ (۷) ۔ ب: اَلتَّنَادِیْ باب تفاعل کا مصدر ہے اَلتَّنَادُیْ تھا معروف قاعدہ سے دال کا ضمہ کسرہ سے بدل کر یاء ساکن ہوگئی اور حال میں ذکر کئے ہوئے قاعدہ سے گر گئی۔

ص (۴۹): دَسّٰهَا (۸) ۔ ب: صیغہ دَسّٰی ہے جو در اصل دَسَّسَ (۹) تھا تضعیف کے حرف آخر کو حرف علت سے بدل

---

(۱) قولہ سمع سے چنانچہ مِتْنَا بکسر المیم آیا ہے جیسے خِفْنَا، لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ "قرآن مجید میں (اس لفظ کی) ماضی سمع سے مستعمل ہوئی ہے" ان تین صیغوں کی حد تک تو درست ہے جو ہم نے پچھلے حاشیہ میں نقل کئے ہیں لیکن اس لفظ کی ماضی ہی کا صیغہ جمع مذکر حاضر مُتُّمْ قرآن کریم میں تین جگہ آیا ہے دو بار سورہ آل عمران میں اور ایک بار سورہ المومنون میں سورہ آل عمران میں دونوں جگہ میم مضموم ہے، چنانچہ ارشاد ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ (آیت ۱۵۷) اور اگلی آیت میں ارشاد "وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ" (آیت ۱۵۸) اور سورہ المومنون میں میم مکسور ہے، ارشاد ہے "اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا" (آیت ۳۵) پس معلوم ہوا کہ ماضی کا یہ صیغہ سورہ آل عمران میں باب نصر سے مستعمل ہوا ہے اور سورۃ المومنون میں باب سَمِعَ سے، لہٰذا اصل اشکال جو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا تھا اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس لفظ کی ماضی کہیں باب سمع سے مستعمل ہوئی ہے، اور کہیں باب نصر، اور مضارع صرف باب نصر سے استعمال ہوا ہے۔ فافهم۔ ۱۲رف

(۲) قولہ نصر سے چنانچہ یَمُوْتُ و یَمُوْتُوْنَ آیا جیسا کہ یَقُوْلُ ویَقُوْلُوْنَ۔ ۱۲رف

(۳) قولہ فَمْبَجَسَتْ فی قصة موسی علیه السلام وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۶۰۔ ویقال بَجَسَ الْمَاءُ فَانْبَجَسَ ای فَجَّرَهٗ فَانْفَجَرَ، و بَجَسَ الْمَاءُ بِنَفْسِهٖ يَتَعَدّٰى وَيَلْزَمُ وبَابُهُمَا، نَصَرَ۔ ۱۲ مختار الصحاح۔

(۴) بدل گیا، یعنی تلفظ میں۔ رف۔

(۵) قولہ اَلدَّاعِ فی قوله تعالیٰ: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۙ سورہ قمر رکوع اول۔ ۱۲رف

(۶) قولہ اَلْجَوَارِ فی قوله تعالیٰ: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۚ سورہ رحمٰن رکوع اول۔ (ترجمہ) اور اسی (اللہ) کے ہیں جہاز اونچے کھڑے دریا میں جیسے پہاڑ، ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲رف

(۷) قولہ اَلتَّنَادِ فی قوله تعالیٰ: وَيٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۙ سورہ مومن رکوع چہارم۔ ۱۲رف

(۸) دَسّٰهَا فی قوله تعالیٰ: وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۗ سورہ والشمس۔ ترجمہ: اور نامراد ہوا جس نے اس (نفس) کو خاک میں ملا چھوڑا۔ ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲رف

(۹) قولہ دَسَّسَ فی مختار الصحاح دَسَّسَ و دَسَّ الشَّيْءَ فِي التُّرَابِ اَخْفَاهُ فِيْهِ وبابه رَدَّ۔ ۱۲رف

SamarHanif.com

دیا، اکثر عرب ایسا کر لیتے ہیں۔

ص (۵۰): فَظَلْتُمْ (۱) ۔ب: سَمِعَ سے جمع مذکر حاضر ماضی معروف مضاعف ہے صیغہ فَظَلِلْتُمْ تھا عرب کا قاعدہ ہے کہ تضعیف کے دو حروف میں سے ایک کو کبھی حذف کر دیتے ہیں اس لئے لام اول کو حذف کر دیا اور کبھی لام اول کی حرکت ظاء کو نقل کر کے فَظِلْتُمْ بکسر ظاء کہتے ہیں۔

ص (۵۱): قَرْنَ (۲) ۔ب: بعض مفسرین کے بیان کے مطابق دراصل اِقْرَرْنَ تھا مذکورہ قاعدہ کے مطابق راء اول کو اس کی حرکت نقل (۳) کر کے حذف کیا ہمزہ وصل کی حاجت نہ رہی اس لئے گر گیا قَرْنَ ہوا، اور بیضاوی میں اس کی ایک توجیہ (یہ لکھی ہے کہ) قَارَ یَقَارُ مثل خَافَ یَخَافُ سے قَرْنَ مثل (۴) خَفْنَ (ہے) اور اس کے معنی (۵) مادہ قرار کے قریب قریب لکھے ہیں۔ (۶)

ص (۵۲): حُجُرَات (۷) ۔ب: حُجْرَۃٌ کی جمع ہے، واحد میں عین ساکن ہے جمع میں جیم (۸) کو ضمہ (۹) اس قاعدہ (۱۰) سے دیا گیا ہے کہ فُعْلٌ بالضم مونث و (۱۱) فُعْلَۃٌ (۱۲) کی عین کو جمع بالف وتاء کے وقت ضمہ دے دیتے ہیں اور فتحہ بھی

---

(۱) قولہ فَظَلْتُمْ فی قولہ تعالیٰ: لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ سورہ واقعہ رکوع دوم۔ ترجمہ: اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کھیتی کو روندا ہوا گھاس پھر تم سارے دن باتیں بناتے۔ از شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲ رف

(۲) قولہ قَرْنَ فی قولہ تعالیٰ: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى سورہ احزاب رکوع چہارم۔ ترجمہ: اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔ از شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۲ رف

(۳) قولہ نقل کر کے یعنی ماقبل کو دے کر۔ ۱۲ رف

(۴) قولہ مثل خَفْنَ بفتح الخاء المعجمہ جو کہ خاف یخاف سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر ہے۔

(۵) قولہ اس کے یعنی قَرْنَ کے۔ ۱۲ رف

(۶) قولہ لکھے ہیں یعنی بیضاوی میں، چنانچہ بیضاوی میں ہے: وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ قَارَ يَقَارُ اِذَا اجْتَمَعَ پس وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ کے معنی اِجْتَمِعْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ہوں گے۔ یعنی جمع رہو اپنے گھروں میں۔ اور قرار و اجتماع کے معنی میں قرب ظاہر ہے۔ ۱۲ حاشیہ بزیادۃ۔

(۷) قولہ حُجُرَاتِ فی قولہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

(۸) قولہ جیم کو، جو کہ عین کلمہ ہے۔ رف۔

(۹) قولہ ضمہ جو کہ وجہ اشکال ہے۔ رف۔

(۱۰) قولہ قاعدہ، یہ قاعدہ جو آگے آ رہا ہے چھ اوزان سے متعلق ہے مگر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قید نہیں لگائی کہ یہ صحیح کے ساتھ خاص ہے حالانکہ یہ قید ضروری ہے کیونکہ اجوف، ناقص اور مضاعف میں قدرے تفصیل ہے جو فصول اکبری اور اس کی شروح میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ۱۲ رف

(۱۱) قولہ مونث یعنی فُعْلٌ کے وزن میں یہ قاعدہ جب جاری ہوگا جبکہ وہ اسم مونث ہو، جیسے عرس کہ مونث سماعی ہے طعام ولیمہ کو کہتے ہیں اور جب فعل مذکر ہو تو اس کی جمع چونکہ الف وتاء کے ساتھ آتی ہی نہیں اس لئے یہ قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ نوادر الوصول بزیادۃ ایضاح

(۱۲) قولہ فُعْلَۃٌ بالضم کحُجْرَۃٌ و خُطْوَۃٌ۔ ۱۲ نوادر الوصول۔

SamarHanif.com

SamarHanif.com

اس صورت میں جائز ہے (۱) اور فِعْلٌ بالکسر مونث (۲) وفِعْلَةٌ مثل کِسْرَۃٌ (۳) میں عین کو کسرہ دیتے ہیں اور کبھی فتحہ (۴) اور تَمْرَۃٌ کی امثال (۵) میں تَمَرَاتٌ بفتح عین (۶) کہتے ہیں یہی قاعدہ بیان کرنے کے لئے یہ صیغہ (۷) لکھا گیا ہے۔ (۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ! کہ یہ رسالہ اختتام پذیر ہوا اور بفضل خدا جلت آلاءہ ایسے قواعد پر حاوی ہو گیا جو مبتدی و منتہی کے لئے نافع ہیں۔ بالخصوص باب افادات اور خاتمہ ایسے فوائد پر مشتمل ہے کہ جن سے اکثر کتب صرف خالی ہیں اور جن کا جاننا انتہائی مفید ہے۔

اس کا نام علم الصیغہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ تحصیل (۹) علم صرف سے مقصود بالذات قرآن مجید کا علم اور خاتمے میں قرآن مجید کے ایسے صیغے مذکور ہیں کہ ان میں سے اکثر کا ادراک کتب تفسیر کی مراجعت کے بغیر دشوار ہے۔ اس سے زیادہ نافع (۱۰) کیا ہوگا ؟ اور (دوسری) وجہ (۱۱) یہ ہے کہ رسالہ ۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوا ہے۔ اور چونکہ ان

---

(۱) قولہ جائز ہے، ضمہ تو فاء کلمہ کی رعایت سے اور فتحہ اس لئے کہ اخف الحرکات ہے۔ پس رُکْبَۃٌ و خُطْوَۃٌ و حُجْرَۃٌ کی جمع رُکُبَاتٌ و خُطُوَاتٌ و حُجُرَاتٌ میں عین کلمہ مفتوح و مضموم دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ ۱۲ نوادر الوصول

(۲) قولہ مونث جیسے رِجْلٌ بمعنی پاؤں، ٹانگ اور قِدْرٌ بمعنی ہانڈی کہ یہ دونوں مونث سماعی ہیں۔ ۱۲ شرح اصول اکبری۔

(۳) قولہ مثل کِسْرَۃٌ و نِعْمَۃٌ وغیرہ میں یعنی ان کی جمع میں۔ ۱۲ ارف

(۴) قولہ کبھی فتحہ، کسرہ تو فاء کی رعایت سے اور فتحہ اس لئے کہ اخف الحرکات ہے پس کِسْرَۃٌ و نِعْمَۃٌ و رِجْلٌ و قِدْرٌ کی جمع کِسِرَاتٌ و نِعِمَاتٌ و رِجِلَاتٌ و قِدِرَاتٌ میں عین کلمہ مکسور اور مفتوح دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ ۱۲ شرح اصول اکبری۔

(۵) قولہ اَمْثَال یعنی وہ تمام اسمائے صحیحہ جو فَعْلَۃٌ بالفتح کے وزن پر ہوں، مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں نہ معلوم کیوں فَعْلٌ مونث کو ذکر نہیں کیا، حالانکہ اس کو بھی ذکر کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسا کہ شرح اصول اکبری اور شرح فصول اکبری وغیرہ میں صراحت موجود ہے اور ان دونوں کتب میں اس کی مثال اَرْضٌ دی ہے چنانچہ اس کی جمع اَرَضَاتٌ میں راء کو فتحہ دیا جاتا ہے۔ ۱۲ ارف

(۶) قولہ بفتح عین، یہاں عین میں کوئی اور حرکت جائز نہیں کیونکہ فاء کی رعایت سے بھی عین پر فتحہ ہوگا اور اخف الحرکات کے اصول سے بھی فتحہ ہوگا۔ ۱۲ ارف

(۷) قولہ یہ صیغہ، یعنی حُجُرَاتٌ۔ ۱۲ ارف

(۸) قولہ لکھا گیا ہے ورنہ صیغہ میں کوئی بڑا اشکال نہیں تھا۔ ۱۲ ارف

(۹) قولہ تحصیل، یہ علم الصیغہ کی پہلی وجہ تسمیہ ہے۔ ۱۲ ارف

(۱۰) قولہ کیا ہوگا، پس کتاب میں جو حصہ اعظم اور انفع ہے اسی کی رعایت سے پوری کتاب کا نام علم الصیغہ رکھ دیا۔ ۱۲ ارف

(۱۱) قولہ وجہ الخ یہ دوسری وجہ تسمیہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تاریخی نام نکالنے کے اصول سے بھی اس رسالہ کا نام علم الصیغہ قرار پاتا ہے، کیونکہ یہ ۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوا، اور لفظ علم الصیغہ کے حروف تہجی کا مجموعی عدد بھی بارہ سو چھتر (۱۲۷۶) بنتا ہے۔ لہٰذا یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے۔ اور تاریخی نام نکالنے کا اصول یہ ہے کہ ابجد کے الف سے ضَظَغ کی غین تک ہر حرف کا ایک خاص عدد مقرر ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ابجد کے الف سے حطی کی یاء تک اکائیاں (آحاد) ہیں، اس طرح کہ الف کا ایک ب کا ۲ ج کا ۳ د کا ۴، اسی طرح ہر حرف پر ایک اکائی زیادہ ہوتی گئی ہے حتی کہ راء کا عدد ۹ ہے۔ پھر حطی کی یاء سے سعفص کی صاد تک (عشرات) ہیں اس طرح کہ حطی کی یاء کا عدد دس ہے۔ کَلِمَنْ کے کاف کا عدد بیس (۲۰) ل کا ۳۰، میم کا ۴۰، ن کا ۵۰ ہے۔ اسی طرح ہر حرف پر ایک دھائی (عشرہ) زیادہ ہوتی گئی ہے، حتی کہ سعفص کے ص کا عدد نوے ۹۰ ہے۔ پھر قرشت کی قاف سے ضظغ کی ظاء تک سیکڑے (مآت) ہیں کہ ق کے سو، ر کے دو سو، ش کے تین سو، اسی طرح ہر حرف پر ایک سیکڑے (سو) کا اضافہ ہوتا گیا ہے یہاں تک کہ ظ کا عدد نو سو ہے، پھر غین کا عدد ایک ہزار ہے۔ پس جس نام کا عدد معلوم کرنا ہو اس کے تمام حروف کے اعداد نکال کر جمع کر لیں۔ ۱۲ حاشیہ بزیادۃ ایضاح۔

قوانین جزیلہ التحقیق کا ظہور شفیق حقیق حافظ وزیر علی صاحب سلمہ رب المواہب کے پاسِ خاطر کے لئے ہوا، اس لئے رسالہ کو قوانین جزیلہ حافظیہ کا لقب دے دیا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور حقیر گناہ گار سیاہ کار و تباہ حال کو مکروہات دنیویہ سے نکال کر عافیت تامہ عنایت فرمائے اور اپنے آستانہ اور اپنے حبیب کے آستانہ پر پہنچا دے[1] اور محبی محسنی شفیقی حافظ وزیر علی صاحب کو جو اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہوئے ہر اعتبار سے خوشحال، کامیاب اور دینی و دنیوی مرادوں سے مالا مال رکھے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ـ

تَمَّتْ

---

(۱) قولہ پہنچا دے، اس دعا کی قبولیت جلد ہی اس طرح ظہور میں آئی کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ جو جزیرہ انڈمین (کالا پانی) میں نظر بند تھے اس رسالہ کی تصنیف کے بعد ۱۲۷۷ھ میں رہا کر دئے گئے۔ وطن پہنچ کر حرمین شریفین کی زیارت کا شوق تیز تر ہو گیا اور سفر حجاز کا عزم فرما کر روانہ ہو گئے مگر اللہ جل شانہ کو کچھ اور ہی منظور تھا، بحری سفر میں طوفان کے باعث جہاز غرق ہو گیا۔ جناب مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسی حادثہ میں واصل بحق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

انتهت الترجمة و الحواشي بفضل رب المواهب جلت آلاءه في الثامن عشر من شعبان لسنة ۱۳۸۶ھ من العبد الجاني محمد رفيع العثماني غفر له ولوالديه۔ خادم الطلبة بدار العلوم كراتشي باكستان الغربية۔

SamarHanif.com

تَوضِیحُ البَلَاغَة

شرح اُردو

دُروس البلاغہ

SamarHanif.com

حضرت مولانا مصلح الدین قاسمی صاحب

سابق معین مدرّس دار العلوم دیوبند

اِدارَۃُ المعارِف کراچی

SamarHanif.com

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ؕ (البقرة: ۲۶۹)

اور جسے دانائی عطا ہوگئی اسے وافر مقدار میں بھلائی مل گئی

آپ فتویٰ کیسے دیں؟

فتویٰ نویسی کے اُصول و آداب میں علّامہ محمد امین بن عابدین شامی رحمہ اللہ کی شہرۂ آفاق کتاب "شرح عقود رسم المفتی" کا سلیس ترجمہ، مفید عنوانات، ضروری وضاحت اور فقہاء اور کتبِ فقہیہ کا مفصّل تعارف

SamarHanif.com

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

اُستاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

ادارۃ المعارف کراچی

SamarHanif.com

SamarHanif.com

SamarHanif.com

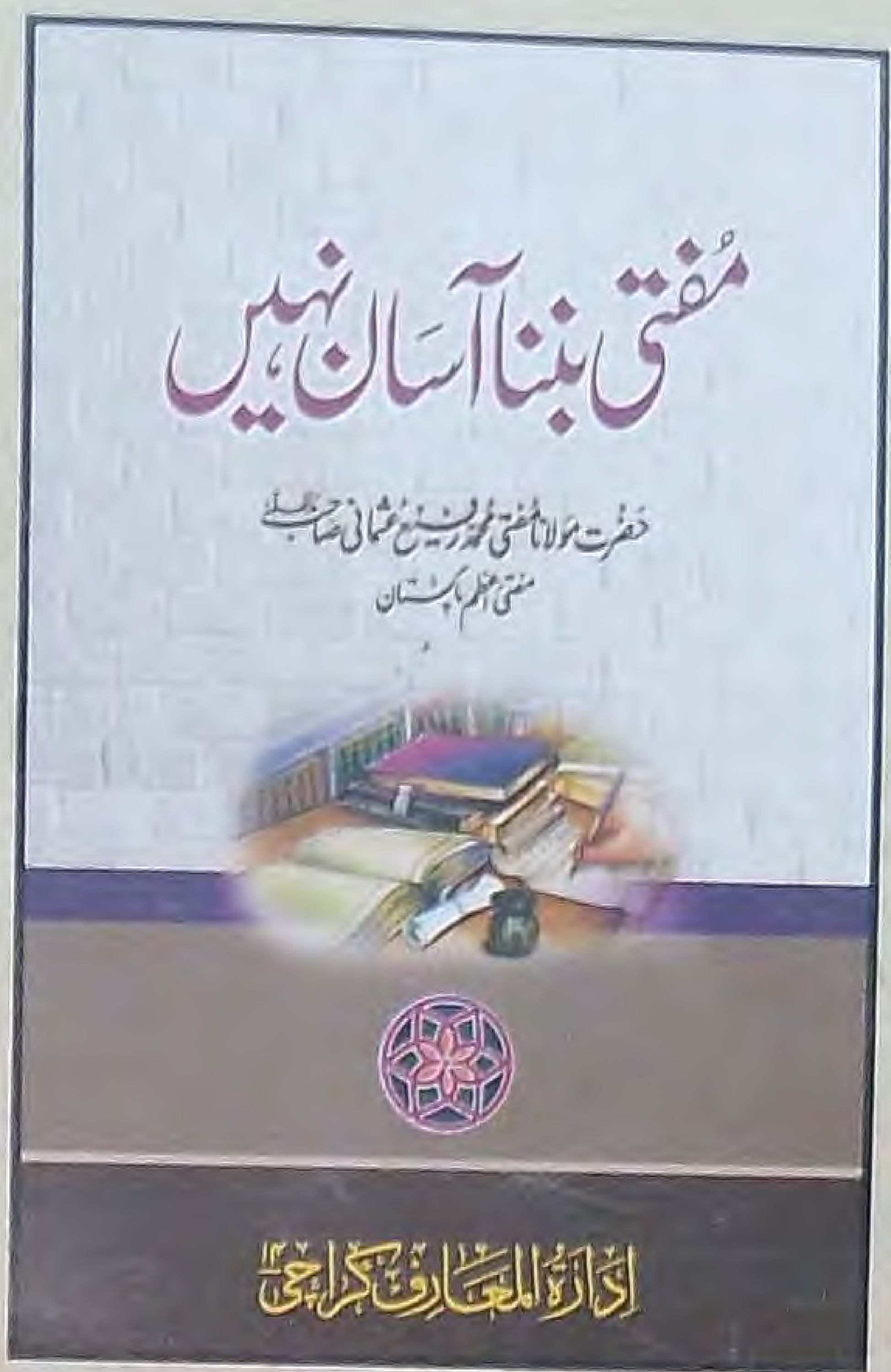

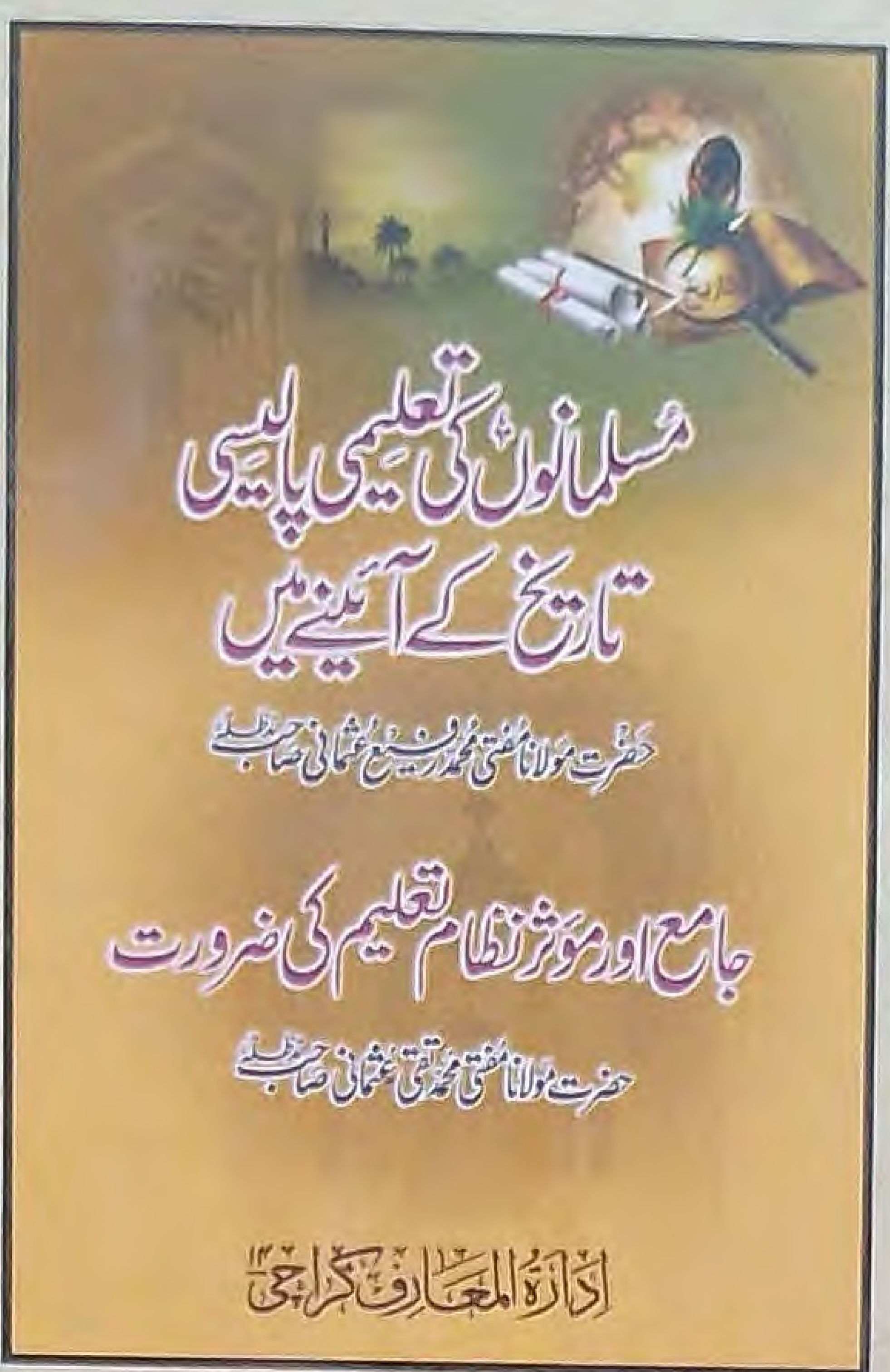

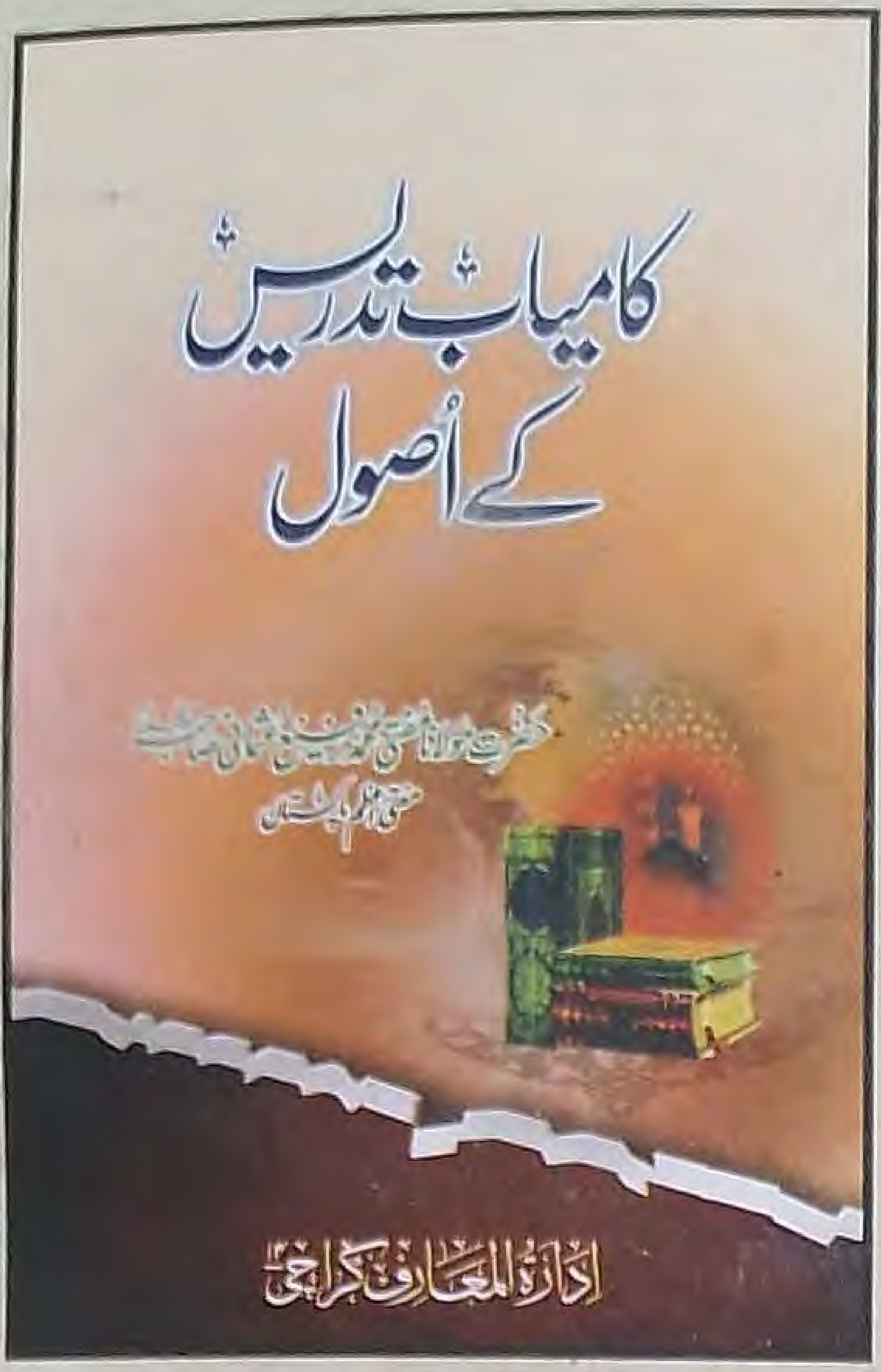

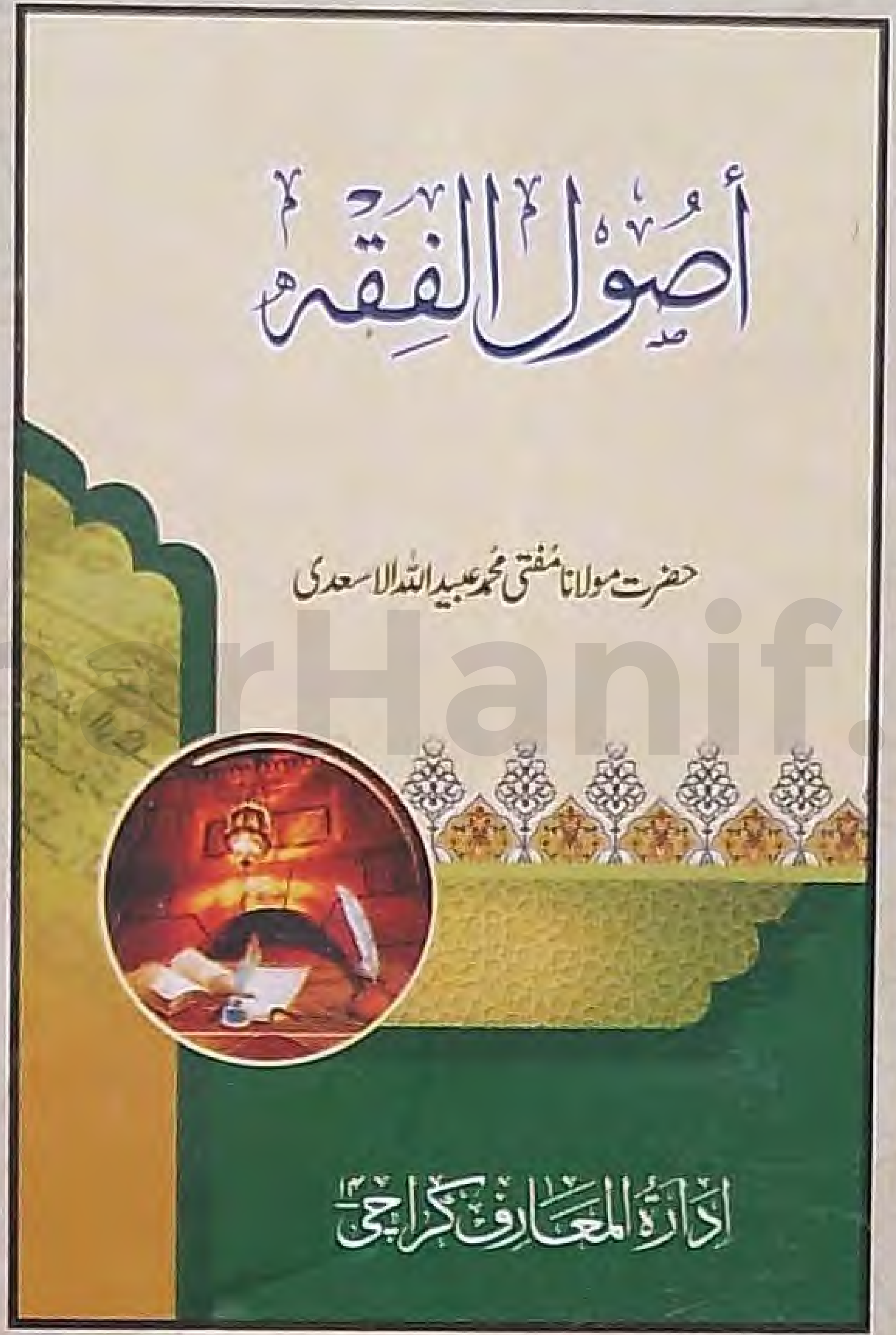

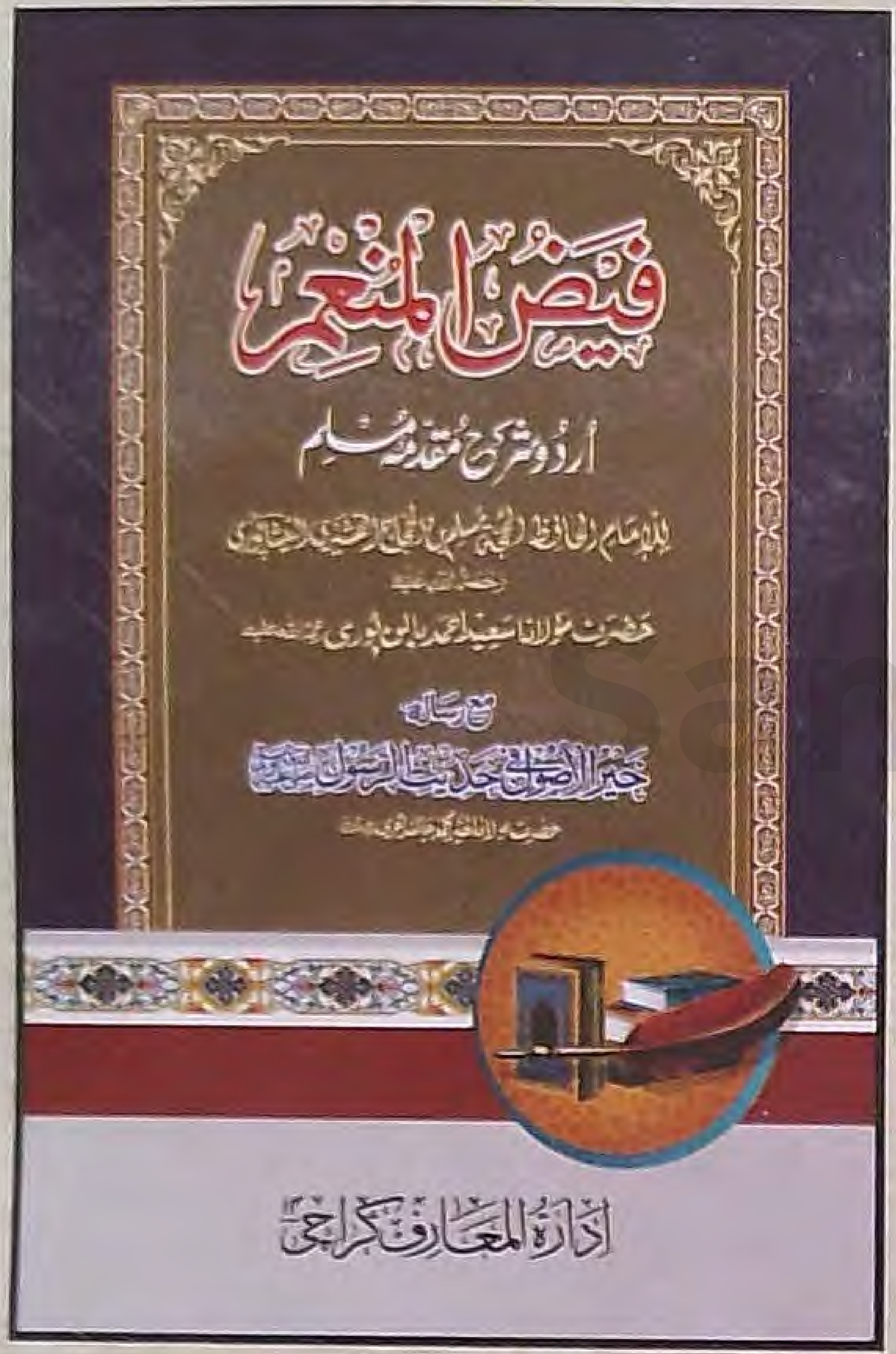

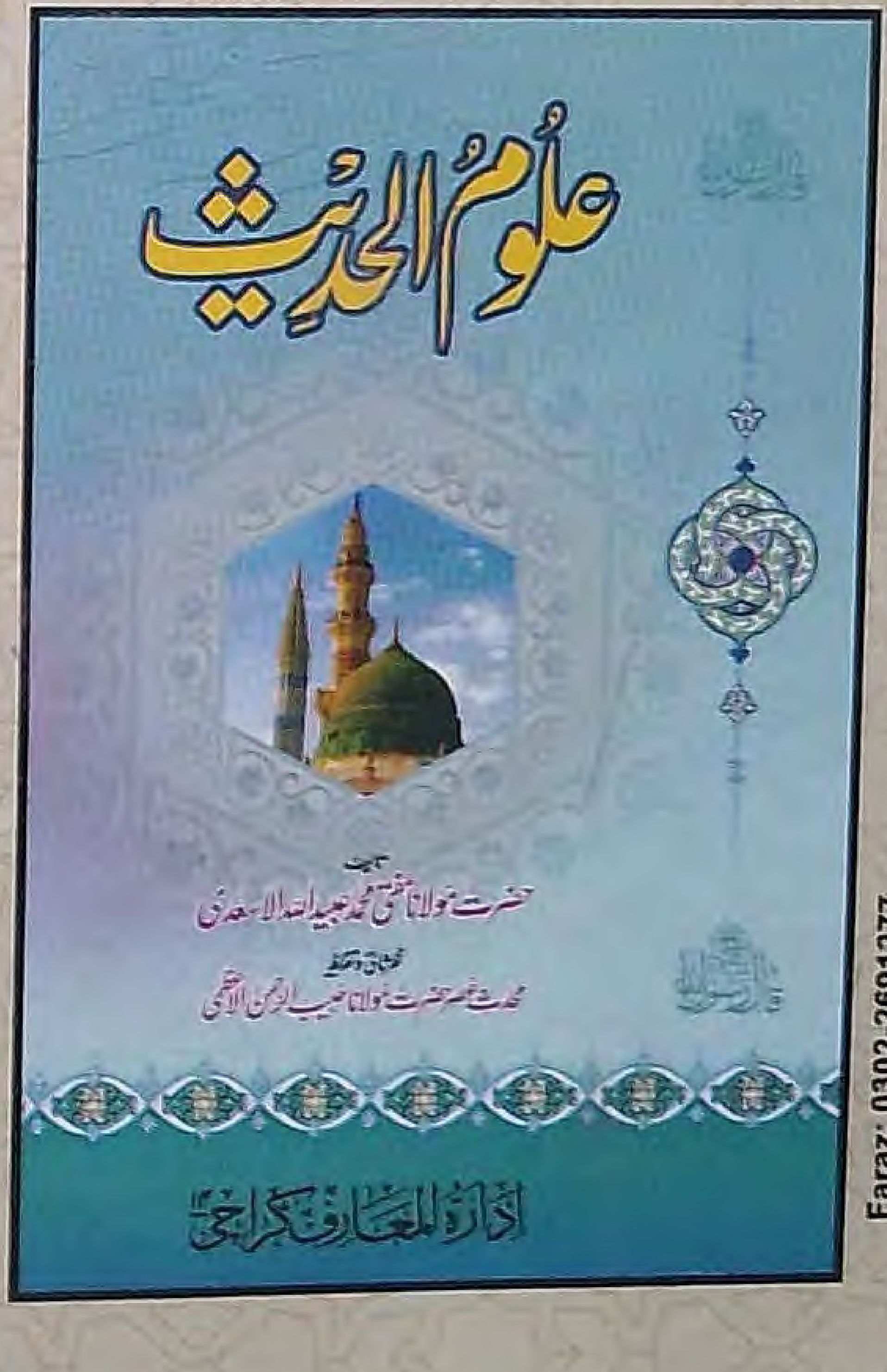

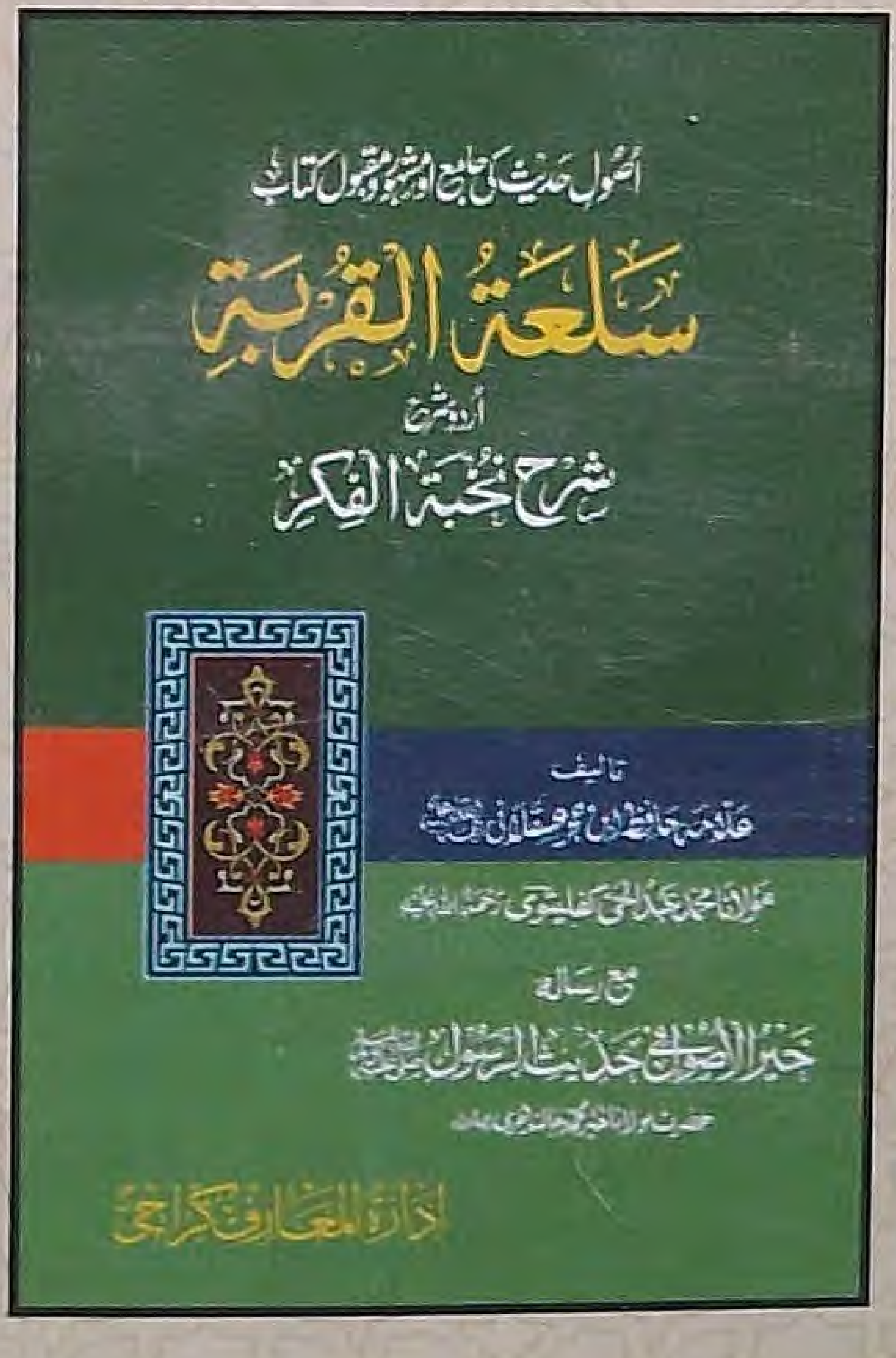

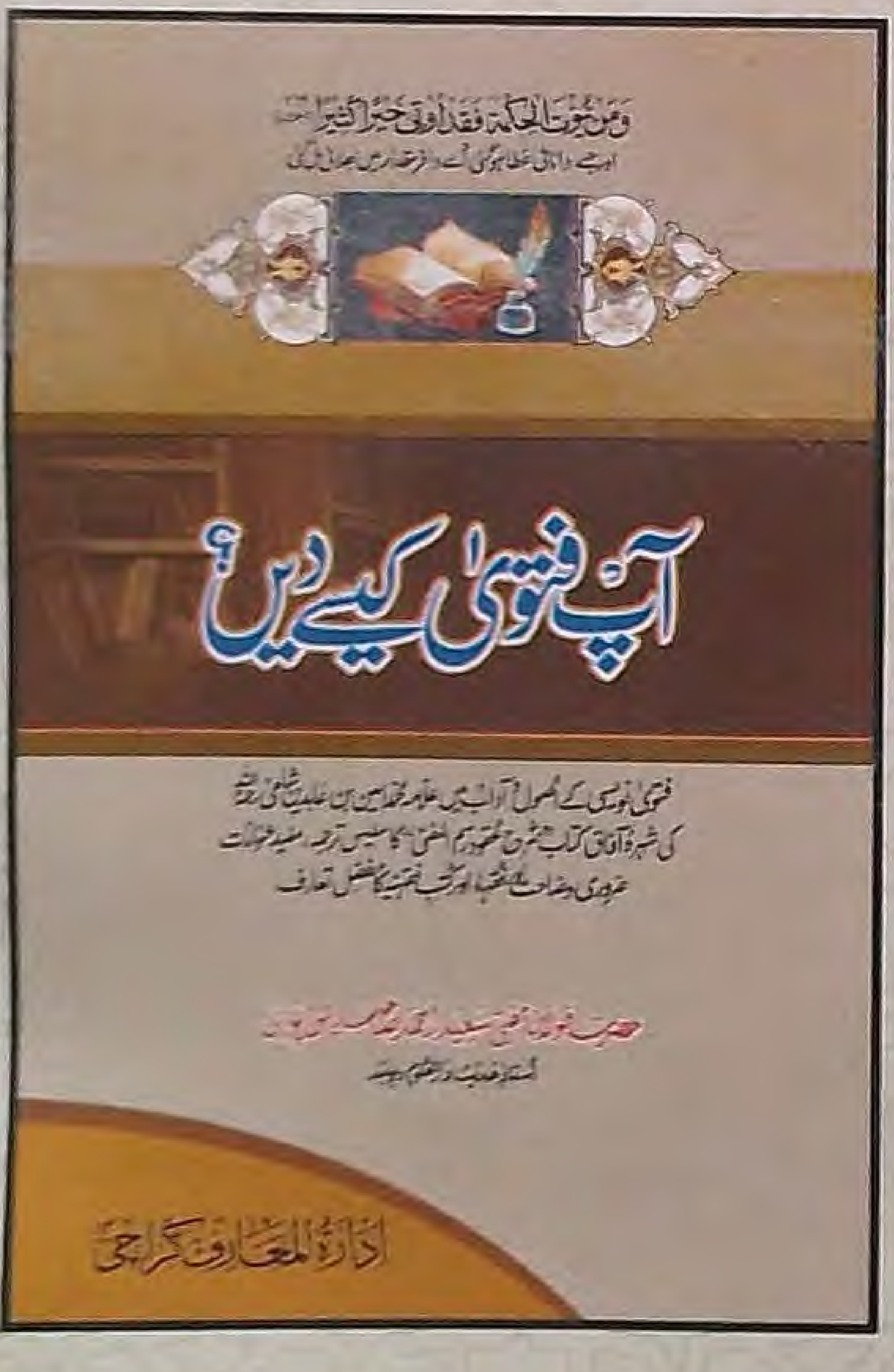

Faraz: 0302-2691277